

MANNERS OF LIFE

(THE BEST ACTION PLAN FOR A SUCCESSFUL LIFE)

آدابِ زندگی

کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

نہتوں کے آداب	ازدواجی زندگی کے آداب	میزبانی کے آداب	بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ کے آداب
جسم کے آداب	پرورشِ اولاد کے آداب	عیادت کے آداب	میلاد النبی ﷺ کے آداب
کھانے پینے کے آداب	رشتہ داروں کے آداب	ملازمت کے آداب	دُعا کے آداب
لباس کے آداب	مطالعہ کے آداب	کاروبار کے آداب	توبہ و استغفار کے آداب
سونے کے آداب	دوستی کے آداب	بازار کے آداب	تعزیت کے آداب
واش روم کے آداب	کھیل کے آداب	راستے کے آداب	نمازِ جنازہ کے آداب
صحت کے آداب	موبائل فون کے آداب	قرآن مجید کے آداب	خدمتِ دین کے آداب
بیماری کے آداب	سوشل میڈیا کے آداب	مسجد کے آداب	دُعا و تبلیغ کے آداب
خوشی کے آداب	کاپی رائٹس کے آداب	نماز کے آداب	نظمِ جماعت کے آداب
غم کے آداب	سلام کے آداب	روزے کے آداب	قیادت کے آداب
والدین کے آداب	ملاقات کے آداب	زکوٰۃ و صدقات کے آداب	کارکنان کے آداب
بہرہ بھائیوں کے آداب	گفتگو کے آداب	حج و عمرہ کے آداب	میٹنگ کے آداب

تصنیف: عبد الستار منہاجین

MANNERS OF LIFE

(THE BEST ACTION PLAN FOR A SUCCESSFUL LIFE)

آدابِ زندگی

کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

تصنیف: عبدالستار منہاجین

بکس پیس پبلشرز
اُردو بازار، لاہور
0327-181 7794

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں۔

تصنیف	:	عبدالستار منہاجین
پروف ریڈنگ	:	محمد عبدالرحمن عزیز
پبلشر	:	بکس پیلس پبلشرز، اردو بازار لاہور
مطبع	:	منہاج القرآن پرنٹرز، لاہور
اشاعت نمبر I	:	یکم جنوری 2024ء
قیمت	:	1,500 روپے

ہول سیل ڈسٹری بیوٹرز

0322-438 4066	منہاج القرآن پبلی کیشنز، 365-ایم ماڈل ٹاؤن لاہور
0335-219 9191	منہاج القرآن پبلی کیشنز، چیسٹری روڈ، اردو بازار لاہور

ملنے کے پتے

کتاب کی خریداری کیلئے صفحہ آخر پر دیکھیں۔

ISBN: 978-1-913553-79-1
www.KamyabZindagi.com
Facebook, Insta: KamyabZindagiBook
Linkedin: Minhajian

آبواب

باب نمبر I	:	ذاتی زندگی کے آداب
باب نمبر 2	:	معاشرتی زندگی کے آداب
باب نمبر 3	:	عبادت و بندگی کے آداب
باب نمبر 4	:	خدمتِ دین کے آداب

فہرست

17	عرضِ مصنف
19	مقصدِ کتاب
21	آدابِ زندگی سے کیا مراد ہے؟
22	آدابِ زندگی کیوں ضروری ہیں؟
23	باب نمبر I: ذاتی زندگی کے آداب
24	1. نعمتوں کے آداب
25	2. جسم کے آداب
28	3. کھانے پینے کے آداب
29	• کھانے سے پہلے
29	• کھانے کے دوران
30	• کھانے کے بعد
31	• پینے کے آداب

- 32 4. لباس کے آداب
- 34 • جوتا پہننے کے آداب
- 35 5. سونے کے آداب
- 36 • سونے سے پہلے
- 37 • سونے کے دوران
- 37 • بیداری کے بعد
- 37 6. واش روم کے آداب
- 38 • واش روم سے پہلے
- 39 • واش روم کے دوران
- 40 • واش روم کے بعد
- 41 7. صحت کے آداب
- 41 • صحت کی قدر کریں۔
- 41 • صبح جلدی اٹھیں۔
- 42 • جسمانی صحت کیلئے نفسیاتی صحت کا خیال رکھیں۔
- 43 • اچھی صحت کیلئے معمولاتِ زندگی بہتر بنائیں۔
- 44 • اچھی صحت کیلئے صفائی کی عادت اپنائیں۔
- 45 • اچھی صحت کیلئے اچھی غذا کھائیں۔
- 46 • آنکھوں اور دانتوں کی صحت کا خاص خیال رکھیں۔
- 47 • مُضر صحت اشیاء سے بچیں۔
- 47 8. بیماری کے آداب
- 48 • فوری علاج شروع کروائیں۔
- 49 • بیماری بھی ایک نعمت ہے۔
- 50 • بیماری میں تعلق باللہ کو مضبوط بنائیں۔

- 51 • بیماری میں دُعا کریں۔
- 52 • بیماری اور تیمارداری
- 53 9. خوشی کے آداب
- 53 • خوشی منانے کی تاکید
- 54 • خوشی منانے کے جائز طریقے
- 55 • خوشی منانے کے ناجائز طریقے
- 57 10. غم کے آداب
- 57 • غم کی شدت میں کیا کریں؟
- 60 • غم عارضی ہوتے ہیں۔
- 61 • غم کو اپنی طاقت بنائیں۔
- 62 • غم اور انسانی فطرت
- 64 • غم کے منفی ردِ عمل سے بچیں۔
- 64 11. خوف و ہراس کے آداب
- 64 • ایمر جنسی میں کیسا ردِ عمل ہو؟
- 65 • اُمید ہمیشہ قائم رکھیں۔
- 66 • آزمائش میں استقامت اختیار کریں۔
- 68 **باب نمبر 2: معاشرتی زندگی کے آداب**
- 69 12. والدین کے آداب
- 73 13. بہن بھائیوں کے آداب
- 74 • چھوٹے بہن بھائیوں کے آداب
- 74 • بڑے بہن بھائیوں کے آداب
- 75 14. ازدواجی زندگی کے آداب

- 76 • شادی کیوں کی جائے؟
- 78 • شادی کب کی جائے؟
- 78 • شادی کس کے ساتھ کی جائے؟
- 77 • پسند کی شادی کیسے کی جائے؟
- 80 • مگنی سے شادی تک
- 81 • شادی کے دوران
- 82 • شادی کے بعد
- 84 • تعدد ازدواج (ایک سے زیادہ شادیاں)
- 87 • طلاق کیوں اور کیسے دی جائے؟
- 88 • I 5 پرورشِ اولاد کے آداب
- 89 • قبل از ولادت (9 ماہ)
- 91 • نومولود (ابتدائی 6 ہفتے تک)
- 92 • نونہال / شیرخوار (6 ہفتے سے 2 سال تک)
- 92 • نوعمری / بچپن (2 سال سے 7 سال تک)
- 94 • لڑکپن (7 سال سے 14 سال تک)
- 95 • نوبالغ (14 سال کم و بیش)
- 97 • نوجوان (18 سال)
- 98 • بیٹیوں کے ساتھ خصوصی حُسنِ سلوک کریں۔
- 98 • عمومی آداب
- 104 • بچوں کی جنسی تربیت اور چند احتیاطیں
- 109 • اعتماد و توازن اپنائیں
- 110 • I 6 رشتہ داروں کے آداب... صلہ رحمی
- 110 • صلہ رحمی کیا ہے؟

- 110 • صلہ رحمی کیوں؟
- 111 • صلہ رحمی کیسے؟
- 112 • صلہ رحمی کی برکتیں
- 112 • مفلسی میں صلہ رحمی
- 114 • قطع رحمی کیا ہے؟
- 114 • قطع رحمی کی سزا
- 115 • 17. ہمسائے کے آداب
- 117 • 18. آساندہ کے آداب
- 119 • 19. طالب علموں کے آداب
- 121 • 20. اسکول کے آداب
- 124 • 21. مطالعہ کے آداب
- 124 • • مطالعہ کی اہمیت
- 126 • • کتاب کا ادب
- 127 • • قلم کا ادب
- 128 • 22. دوستی کے آداب
- 129 • • دوستی کا معیار کیا ہو؟
- 130 • • دوستی کا حق کیسے ادا کریں۔
- 130 • • دوستوں سے حُسنِ ظن رکھیں۔
- 131 • • خوش کلامی سے پیش آئیں۔
- 132 • • بے تکلفی اختیار کریں۔
- 132 • • دوستوں کے ساتھ رابطے میں رہیں۔
- 132 • • احوال پُرسی و عیادت کریں۔
- 133 • • ہمیشہ خیر خواہ رہیں۔

- I 34 • عزت و احترام سے پیش آئیں۔
- I 34 • دوستوں کا عذر قبول کریں۔
- I 35 • عفو و درگزر سے کام لیں۔
- I 35 • باہمی برداشت پیدا کریں۔
- I 36 • مشکل میں دوستوں کے کام آئیں۔
- I 36 • دوستوں کی خوبیوں پر نظر رکھیں۔
- I 37 • بے لوثی و بے غرضی سے پیش آئیں۔
- I 37 • دوستی کو خونریز شتوں پر فوقیت نہ دیں۔
- I 38 • 2.3. کھیل کے آداب
- I 38 • کہاں اور کیسے کھیلیں؟
- I 39 • تھکن والے کھیل کیسے ہیں؟
- I 39 • ناپسندیدہ کھیل کون سے ہیں؟
- I 40 • بیٹھ کر کھیلے جانے والے کھیل
- I 40 • ویڈیو گیم کھیلیں یا نہ کھیلیں؟
- I 41 • جائز کھیلوں میں ناجائز امور سے بچیں۔
- I 41 • حضور نبی اکرم ﷺ کے دور میں کھیل اور تفریح
- I 42 • 2.4. موبائل فون استعمال کرنے کے آداب
- I 42 • فون کال کے آداب
- I 43 • اپنا فون کیسے استعمال کریں؟
- I 44 • کسی کا فون کیسے استعمال کریں؟
- I 45 • وٹس ایپ کیسے استعمال کریں؟
- I 46 • 2.5. سوشل میڈیا استعمال کرنے کے آداب
- I 50 • 2.6. حقوق مجرہ copyright کے آداب

- 152 27. سلام کے آداب
- 152 • سلام کیوں کریں؟
- 153 • سلام کیسے کریں؟
- 154 • سلام کسے کریں؟
- 155 • سلام کسے نہ کریں؟
- 155 • سلام کا جواب کیسے دیں؟
- 156 28. ملاقات کے آداب
- 157 • کسی کے ہاں ملنے جائیں تو
- 158 • کوئی ملنے آئے تو
- 159 29. مجلس کے آداب
- 160 • مذہبی مجلس کے آداب
- 161 • خوشی کی مجلس کے آداب
- 161 • غم کی مجلس کے آداب
- 162 • کھانے کی مجلس کے آداب
- 163 30. گفتگو کے آداب
- 164 • لب و لہجہ کیسا ہو؟
- 165 • بڑوں کے ساتھ گفتگو کیسے کریں؟
- 166 • عمومی گفتگو کیسی ہو؟
- 168 • گفتگو میں دخل اندازی نہ کریں۔
- 168 • غیبت سے اجتناب کریں۔
- 170 • دوسروں کو کیسے سنیں؟
- 171 31. میزبانی کے آداب
- 171 • مہمان نوازی کیسے کریں؟

- 173 • ضیافت کی برکات
- 174 • فضول خرچی سے اجتناب کریں۔
- 174 • مہمان کو وقت دیں۔
- 175 • حسبِ ضرورت مدد کریں۔
- 175 • مہمان کی والہی
- 175 • ایمان آفریز واقعہ
- 176 • 3.2 مہمانی کے آداب
- 176 • جانے سے پہلے اطلاع دیں۔
- 177 • کمی و بیشی پر شکوہ نہ کریں۔
- 177 • میزبان پر بوجھ نہ بنیں۔
- 178 • شکریہ ادا کریں۔
- 178 • بغیر اجازت واپس نہ جائیں۔
- 178 • بن بلائے مہمان نہ بنیں۔
- 179 • 3.3 عیادت کے آداب
- 179 • عیادت کیوں کریں؟
- 180 • عیادت کیسے کریں؟
- 183 • عیادت کا اجر و ثواب
- 183 • 3.4 ملازمت کے آداب
- 183 • ملازمت کیسے حاصل کریں؟
- 184 • دفتر کی حفاظت کریں۔
- 184 • عہدہ و اختیار ایک امانت ہے۔
- 184 • وقت ایک امانت ہے۔
- 185 • کمیشن نہ لیں۔

- 185 • تحائف نہ لیں۔
- 185 • اختیارات کا ناجائز استعمال نہ کریں۔
- 186 • ملازمت دینے کے آداب
- 186 • 35. کاروبار کے آداب
- 188 • سیرت نبوی اور کاروبار
- 189 • اسلامی اور مغربی قانون تجارت میں فرق
- 190 • روز قیامت مال کے بارے میں کیا سوال ہوگا؟
- 190 • سچے اور دیانتدار تاجر کا رتبہ
- 191 • ملاوٹ نہ کریں۔
- 192 • وعدہ خلافی نہ کریں۔
- 192 • دھوکہ نہ دیں۔
- 193 • ناپ تول میں کمی نہ کریں۔
- 193 • نمونے کے مطابق مال فراہم کریں۔
- 194 • ناجائز منافع خوری نہ کریں
- 194 • ذخیرہ اندوزی نہ کریں۔
- 195 • اجار داری نہ بنائیں۔
- 196 • باہمی رضامندی سے تجارت کریں۔
- 196 • نیلامی میں جعلی بولی نہ لگائیں۔
- 197 • سودی کاروبار سے بچیں۔
- 197 • 36. بازار کے آداب
- 198 • بازار جانے کی دُعا
- 198 • بے مقصد بازار نہ جائیں۔
- 199 • بازار میں متانت اور سنجیدگی اختیار کریں۔

- 199 • خریداری کے دوران احتیاط کریں۔
- 199 • خواتین کے بازار مت جائیں۔
- 200 • بازار میں دوسروں کے کام آئیں۔
- 200 • بازار جانے کے عمومی آداب
- 201 37. راستے کے آداب
- 201 • راستے میں بد اخلاقی نہ کریں۔
- 202 • راستے میں بیہودگی سے بچیں۔
- 202 • راستے سے رکاوٹیں ہٹائیں۔
- 204 • راستوں کو کشادہ کریں۔
- 204 • راستے کی حق تلفی نہ کریں۔
- 206 38. پیدل چلنے کے آداب
- 207 • اکڑ کر نہ چلیں۔
- 209 • بلندی پہ کیسے چڑھیں کیسے اتریں؟
- 209 39. سفر کے آداب
- 210 • سفر میں حفاظتی اقدامات اپنائیں۔
- 210 • مسافروں کی مدد کریں۔
- 211 • مسافروں کی مجبوری سے فائدہ نہ اٹھائیں۔
- 211 • ٹریفک قوانین پر عملدرآمد کریں۔
- 213 40. عوامی مقامات کے آداب
- 215 41. عمومی معاشرتی آداب
- 218 باب نمبر 3: عبادت و بندگی کے آداب
- 219 42. قرآن مجید کے آداب

- 222 43. مسجد کے آداب
- 225 • مسجد آنے جانے کے آداب
- 226 • وضو خانہ کے آداب
- 226 • نماز باجماعت کے دوران آداب
- 227 • مسجد کو مرکزِ فلاحِ عامہ بنائیں۔
- 228 • مسجد کا سٹاف کیسا ہو؟
- 229 • مسجد کی زمین کیسے حاصل کی جائے؟
- 230 • نئی مسجد کیلئے سمتِ قبلہ کا تعین
- 231 • بچوں کے دل میں مسجد سے محبت کیسے پیدا کی جائے؟
- 231 44. نماز کے آداب
- 232 • نماز سے قبل آداب
- 232 • نماز کے دوران آداب
- 233 • نماز کے بعد آداب
- 234 45. رمضان المبارک کے آداب
- 236 46. روزے کے آداب
- 236 • روزے کا مقصد کیا ہے؟
- 236 • روزے کا اجر و ثواب کیا ہے؟
- 237 • سحر و افطار کے آداب
- 238 • افطار پارٹی کیسے کریں؟
- 239 • نفلی روزے کیسے رکھیں؟
- 240 47. زکوٰۃ و صدقات کے آداب
- 244 48. حج و عمرہ کے آداب
- 246 49. بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ کے آداب

- 248 .50. یوم جمعہ کے آداب
- 250 .51. عیدین کے آداب
- 252 .52. میلاد النبی ﷺ کے آداب
- 255 .53. دُعا کے آداب
- 256 • دُعا کیوں مانگیں؟
- 257 • دُعا میں کیا مانگیں؟
- 257 • دُعا کیسے مانگیں؟
- 258 • دُعا کب مانگیں؟
- 259 • دُعا کیسے قبول ہوتی ہے؟
- 260 .54. توبہ و استغفار کے آداب
- 264 .55. تعزیت کے آداب
- 264 • تعزیت کیوں کریں؟
- 264 • تعزیت کیسے کریں؟
- 265 • مجلس تعزیت کے آداب
- 265 • تعزیت پہ ضیافت؟
- 266 • تعزیت کا اجر و ثواب کیا ہے؟
- 267 .56. میت کے آداب
- 269 .57. نمازِ جنازہ کے آداب
- 270 .58. قبرستان کے آداب
- 274 **باب نمبر 4: خدمتِ دین کے آداب**
- 275 .59. دعوت و تبلیغ کے آداب
- 281 .60. وعظ اور خطاب کے آداب

- 284 61. نظم جماعت کے آداب
- 288 62. قیادت اور کارکنان کے آداب
- 288 • اوصاف قیادت
- 289 • علم کو فوقیت دیں۔
- 289 • خلوص بنیادی شرط ہے۔
- 289 • جذباتی استحکام پیدا کریں۔
- 290 • فیصلہ سازی میں مشاورت سے کام لیں۔
- 290 • کارکنان سے اچھا تعلق قائم کریں۔
- 291 • عقیدت اور عقلیت میں توازن قائم کریں۔
- 292 • عمومی آداب
- 294 63. میٹنگ کے آداب
- 294 • میٹنگ صرف واضح مقصد کے ساتھ بلائیں۔
- 295 • میٹنگ کیلئے بھرپور تیاری کریں۔
- 295 • ایجنڈا بروقت بھجوائیں۔
- 295 • شرکاء کی تعداد کم رکھیں۔
- 296 • موبائل فون بند رکھیں
- 296 • بروقت آغاز و اختتام کریں۔
- 297 • نئے شرکاء کا تعارف کروائیں۔
- 297 • صرف ایجنڈا پر گفتگو کریں۔
- 298 • اعداد و شمار اور حقائق پیش کریں۔
- 298 • اہم سنگ میل عبور کرنے پر حوصلہ افزائی کریں۔
- 299 • فیصلہ جات پر عملدرآمد کو یقینی بنائیں۔
- 299 • مشاورت کے آداب پر عمل کریں۔

عرضِ مصنف

راقم کی تصنیف کامیاب زندگی (دورِ نوبلوغت کے سوالات) میں رُوحانی پاکیزگی کے نام سے ایک باب شامل کیا گیا تھا، جس میں چند آدابِ زندگی مذکور ہیں۔ کامیاب زندگی کا مطالعہ کرنے والے بعض قارئین کی طرف سے فرمائش کی جا رہی تھی کہ آدابِ زندگی کے حوالے سے اُسی طرز پر ایک مُستقل اور جامع کتاب لکھی جائے، جس میں زندگی کے تمام اہم پہلو شامل ہوں۔ یہ کتاب اُسی فرمائش کی تکمیل ہے۔

کامیاب زندگی کے بہترین لائحہ عمل پر مبنی اس کتاب میں نوجوان مسلم نسل کو اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، کام کاج کرتے، اپنے نجی اور معاشرتی معاملات میں اسلام کی تعلیمات کو عمل میں ڈھالنے کیلئے کچھ آداب کا ذخیرہ اس اُمید کے

آدابِ زندگی... کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

ساتھ پیش کیا جا رہا ہے کہ شاید موجود نسل اس دورِ زوال کی آخری نسل ہو اور یقیناً آغازِ عروج کا سبب بننے والی نسل کے اخلاق و کردار اعلیٰ اوصاف کے حامل ہوں گے۔

یہ کتاب بچوں کے ساتھ ساتھ بڑوں کیلئے بھی یکساں مفید ہے۔ بچے ہمیشہ بڑوں کی پیروی کرتے ہیں، اس لئے اگر والدین ان آدابِ زندگی کو اپنالیں تو ان سے متاثر ہو کر ان کے بچے بھی ان اچھی عادات کو آسانی کے ساتھ اپنا سکیں گے۔ اللہ رب العزت ہم سب کو اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔
آمین بجاہ سید المرسلین

دورانِ مطالعہ کسی پہلو سے تشنگی محسوس ہو تو مصنف کو اس ای میل ایڈریس پر ضرور آگاہ کیا جائے تاکہ اگلے ایڈیشن میں مزید بہتری لائی جاسکے۔

kamyabzindagibook@gmail.com

اس کتاب کو پڑھ لینے کے بعد اپنے والدین کی اجازت سے کسی دوست کو تحفہ دے دیں۔ یہ بھی صدقہ جاریہ کا ایک انداز ہے۔

مقصد کتاب

اچھی عادات کو بچپن سے ہی بچوں کے دلوں میں راسخ کر دیا جائے تو وہ بچے بڑے ہو کر عظیم انسان بنتے ہیں، کیونکہ جو عاداتیں بچپن میں پختہ ہو جاتی ہیں وہ ساری زندگی غیر اداری طور پر برقرار رہتی ہیں۔

انسان بچپن میں جو عاداتیں اختیار کرتا ہے وہی بڑے ہوتے ہوتے پختہ ہو کر اُس کا کردار بن جاتی ہیں۔ ہمارا کردار ہماری عادات کا مجموعہ ہوتا ہے۔ بچوں کی عادات میں والدین کی تربیت اور گھر کے ماحول کا گہرا اثر ہوتا ہے۔ کسی معاشرے میں بسنے والے لوگ اگر اپنا انفرادی کردار بہتر کرنے پر آمادہ ہو جائیں تو اُس کے نتیجے میں بہتر قومی کردار کا تعین ہو پاتا ہے۔ قومیں اسی راستے سے ترقی کی منازل طے کرتی ہیں۔

کامیاب ہونے کیلئے صرف دولت کافی نہیں ہوتی، کامیابی میسر و مسائل کے بہتر استعمال کا نام بھی نہیں ہے، اصل کامیابی اُس اخلاق و کردار کا نام ہے، جو افراد کے مزاج سے شروع ہو کر پوری قوم کے مزاج کو تبدیل کر کے رکھ دیتی ہے۔

پاکستانی قوم کرہ ارض کے ایسے بہترین خطے میں بستی ہے، جو قدرتی وسائل سے مالا مال ہے۔ اس کے باوجود یہ قوم اپنے زوال و انحطاط کی گہرائیوں میں بھٹک رہی ہے۔ اس بے توقیری کا سب سے بڑا سبب قومی سطح کی بے کرداری ہے۔ اقوام کا کردار افراد کے کردار کا مجموعہ ہوتا ہے۔ جس قوم کے افراد کی اکثریت بے کردار ہو وہ ایک با کردار قوم بن کر نہیں اُبھر سکتی۔ اقوام عالم کے درمیان ذلت اُس کا مقدر بنی رہتی ہے۔ تا وقتیکہ وہ اپنی اگلی نسل کی بہتر کردار سازی کو اہمیت دے کر نہ صرف گھروں بلکہ درسگاہوں میں بھی ایسا نظام تعلیم و تربیت نافذ کرے جو بچوں کو اعلیٰ کردار سے مزین کر سکے۔ نسلوں کے تسلسل سے قوموں کو عروج یا زوال ملتا ہے۔ ہم آج نئی نسل پر جو محنت کریں گے اُس کا نتیجہ 20 سال بعد دُنیا دیکھے گی۔

اس کتاب میں نئی نسل کی بہترین کردار سازی کیلئے حضور نبی اکرم ﷺ کی عمر مبارک کی نسبت سے 63 آداب پیش کئے جا رہے ہیں۔ اگر والدین اپنے بچوں پر ذرا سی توجہ دیں اور نو عمری میں ہی روزانہ کی بنیاد پر اس کتاب کے چند صفحات بچوں کو پڑھانا شروع کر دیں تو وقت کے ساتھ ساتھ اُن کے کردار میں ایسی مثبت تبدیلیاں آنے لگیں گی جو قومی سطح پر ایک بڑی تبدیلی لانے میں مددگار ثابت ہوں گی۔

آدابِ زندگی سے کیا مراد ہے؟

دینِ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے، جو نہ صرف ایمان و عبادات بلکہ اخلاق و آداب اور معیشت و سیاست سمیت تمام دُنیاوی معاملات کے حوالے سے بھی اپنے ماننے والوں کی مکمل رہنمائی کرتا ہے۔

حُسنِ اخلاق کا اعلیٰ معیار آدب کہلاتا ہے۔ فقہِ اسلامی کی رُو سے بعض آدابِ فرض اور واجب کا درجہ رکھتے ہیں، جبکہ باقی سنت اور مستحب کے درجہ میں آتے ہیں، یوں آدابِ زندگی کا دائرہ فرض، واجب، سنت اور مستحب پر اچھے طریقے سے عملدرآمد اور حرام، مکروہ اور مشتبہ سے اجتناب تک وسیع ہے۔

آدابِ زندگی سے مراد یہ ہے کہ بندہ مومن اپنی ساری زندگی اسلام کے عطا کردہ طرزِ حیات کے مطابق گزارنے کی کوشش کرے۔ اپنے ذاتی معاملات کو بھی اچھے طریقے سے سرانجام دے اور معاشرتی معاملات میں بھی اسلام ہی سے رہنمائی لے اور دُوسروں کے حقوق بہترین انداز میں ادا کرے۔

آدابِ زندگی کیوں ضروری ہیں؟

روحانی پاکیزگی کے حصول کیلئے جہاں ایمان پہلی شرط ہے، وہیں آدابِ زندگی بھی بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ اچھا مومن دُہی ہوتا ہے جس کے ایمان کے نور سے اُس کے اعمال منور ہوں۔ عمل سے عاری ایمان رُوح کو وہ پاکیزگی نہیں دے سکتا کہ جس کے ذریعے ہم موت کے بعد بآسانی جنت کی طرف واپس جاسکیں، یہی وجہ ہے کہ ایمان والوں کو قرآن و حدیث میں بار بار نیک اعمال اور اچھے اخلاق و آداب اپنانے کا حکم دیا گیا ہے۔

اچھی سوچ اچھے اعمال کو جنم دیتی ہے اور اچھے اعمال جب ہماری عادات بن جاتے ہیں تو پھر پختہ ہو کر وہی عادات ہمارا کردار بن جاتی ہیں؛ اور ہمارا کردار ہمارا اصل مقدر ہوتا ہے۔ گویا بالواسطہ طور پر ہماری سوچ اور فکر ہی ہمارے مقدر کا تعین کرتی ہے۔

ہمیں چاہئے کہ ہم رُوحانی پاکیزگی کے حصول کیلئے اپنی زندگی اللہ رب العزت کے دیئے ہوئے ضابطہ حیات سے اخذ کردہ آداب کے مطابق گزاریں تاکہ ہمارے جسم و رُوح دونوں پاکیزہ ہوں اور موت کے راستے جنت تک ہمارا سفر آسان ہو سکے۔

باب نمبر I

ذاتی زندگی کے آداب

اس باب کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ بچوں کو بچپن سے ہی روزمرہ کے معمولات کو بہتر طور پر سرانجام دینے کا عادی بنایا جائے۔ وہ اس بات کو سمجھ سکیں کہ کھانے پینے، سونے جاگنے اور خوشی و غم جیسے مواقع کے آداب کیا ہیں اور انہیں ان ذاتی نوعیت کے اعمال کو کیسے سرانجام دینا چاہئے۔ یوں یہ عادتیں پختہ ہو کر انہیں ایک اچھا انسان بننے میں مدد دیں گی۔

(I) نعمتوں کے آداب

اللہ تعالیٰ ہر انسان کو اُس کے حسبِ حال مختلف قسم کی بہت سی نعمتوں سے نوازتا ہے اور وہ قیامت کے روز اپنی تمام نعمتوں کے بارے میں پوچھے گا کہ ہم نے انہیں کیسے استعمال کیا۔ (I) نعمتوں کی بہت سی اقسام ہیں، جیسا کہ دولت، صحت، طاقت، ذہانت، حُسن، جوانی، یہ سب اللہ رب العزت کی نعمتیں ہیں۔ ہر نعمت کے استعمال کے حوالے سے اُس کے الگ آداب ہیں۔

● نعمتوں کا سب سے پہلا ادب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ تمام نعمتوں پر اُس کا شکر ادا کیا جائے اور جو نہی کسی نعمت کی طرف دھیان جائے، ہمارا دل فوراً اُس کے حوالے سے احساسِ تشکر سے لبریز ہو جائے۔

● اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا ایک ادب یہ ہے کہ انہیں ضائع نہ کیا جائے، بلکہ اگر کسی جگہ نعمت کو ضائع ہوتے دیکھیں تو فوری طور پر اُسے ضائع ہونے سے بچایا جائے۔

● نعمتوں کے استعمال میں کنجوسی اور بخل سے کام نہیں لینا چاہئے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ رب العزت کو یہ بات پسند ہے کہ بندہ اُس کی نعمتوں کو استعمال کر کے اُن سے فائدہ اٹھائے۔ (2)

(I) ثُمَّ لَتَسْأَلَنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ

(القرآن، النکاث، 8: 102)

”پھر اُس دن تم سے (اللہ کی) نعمتوں کے بارے میں ضرور پوچھا جائے گا (کہ تم نے انہیں کہاں کہاں اور کیسے کیسے استعمال کیا تھا!)“

(2) إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ أَنْ يَرَى أَثَرَ نِعْمَتِهِ عَلَى عَبْدِهِ

(ترمذی، السنن، رقم الحدیث: 2819)

”بیشک اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے پر اپنی نعمت کا اثر دیکھنا پسند ہے (کہ بندہ اللہ کے دیئے ہوئے رزق سے اچھا کھائے،

باب نمبر I: ذاتی زندگی کے آداب

- اسلام ہمیں ہمیشہ اعتدال و توازن کا حکم دیتا ہے۔ نعمتوں کے استعمال کے حوالے سے بھی جہاں بخل اور کنجوسی سے منع فرمایا گیا ہے وہیں ان نعمتوں کے استعمال میں نمود و نمائش سے بھی منع کیا گیا ہے تاکہ اس دکھاوے سے معاشرے میں بسنے والے غریب لوگوں کی غربت کا مذاق نہ بنے۔
- نعمتوں کا ایک ادب یہ بھی ہے کہ نعمتیں بانٹی جائیں۔ جس قدر ممکن ہو دوسروں کو بھی اپنے پاس میسر نعمتوں سے فائدہ اٹھانے کا موقع دیا جائے۔ عام استعمال کی اشیاء کی کسی کو ضرورت ہو تو انہیں عارضی طور پر استعمال کرنے کیلئے دی جائیں۔
- اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کا ایک ادب یہ بھی ہے کہ ہم دوسروں کے پاس کوئی نعمت دیکھ کر ان سے حسد نہ کریں بلکہ اللہ رب العزت کی تقسیم پہ راضی رہنے کی عادت ڈالیں۔

(2) جسم کے آداب

- اپنے جسم کی دیکھ بھال کرنا اور ایسی عادات و اطوار اپنانا بہت ضروری ہے، جن سے ہمارا جسم تندرست و توانا رہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم پر تمہارے جسم کا بھی حق ہے۔ (3)
- ہمارے جسم کا یہ حق ہے کہ ہم اُسے صاف ستھرا رکھیں۔ مسلمانوں کو تعلیم دی جاتی ہے کہ وہ جسمانی پاکیزگی کے حصول کیلئے باقاعدگی کے ساتھ وضو اور غسل کا اہتمام کیا کریں۔
- ہر صاحب ایمان کیلئے لازم ہے کہ وہ ہمہ وقت غسل کے ساتھ رہے اور جب کبھی اُس پر غسل لازم ہو تو

اچھا لباس پہنے یا دیگر نعمتوں کا اظہار کرے۔“

(3) فَإِنَّ لِحَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا

(بخاری، الصحيح، رقم الحديث: 1975)

”تمہارے جسم کا بھی تم پر حق ہے تمہاری آنکھوں کا بھی تم پر حق ہے۔“

پہلی فرصت میں غسل کر کے جسمانی پاکیزگی حاصل کرے۔ علاوہ ازیں ممکن ہو تو روزانہ غسل کو اپنا معمول بنائیں، ورنہ ہفتے میں کم از کم ایک بار لازمی غسل کریں۔

• اسی طرح ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ دن میں پانچ نمازوں کیلئے وضو کرے اور اُس کے ذریعے جسمانی طہارت و پاکیزگی اور بیماریوں سے حفاظت کا انتظام کرے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم ہر وقت با وضو رہنے کی کوشش کریں۔ اس سے ہمیں جسمانی پاکیزگی کے ساتھ ساتھ روحانی پاکیزگی بھی میسر آئے گی۔

• چہرے کے علاوہ منہ کو اندر سے صاف ستھرا رکھنے کیلئے کلی، مسواک اور ٹوتھ برش کی پابندی کریں۔ ناک کی صفائی کا بھی خاص خیال رکھیں۔ مسلمانوں کو دن میں پانچ بار وضو کرتے وقت ناک صاف کرنے کا حکم ہے۔ ناک صاف رہے گی تو سانس کی تازگی ہمیں تازہ دم رکھے گی۔

• ہاتھوں اور پاؤں کے ناخنوں کو باقاعدگی کے ساتھ تراشتے رہنا چاہئے، بصورتِ دیگر ہم جتنا بھی صاف ستھرا رہنے کا دعویٰ کرتے پھریں ناخنوں کی اندرونی سطح پر دکھائی نہ دینے والے ننھے جراثیم جم جاتے ہیں، جو بعد ازاں بیماریاں پھیلانے کا سبب بنتے ہیں۔

• ہمیں چاہئے کہ اپنے بالوں کو صاف ستھرا رکھیں، بالوں میں جوئیں پڑ جائیں تو انہیں نکال دیں اور بالوں کو کنگھی کیا کریں تاکہ وہ بے ہنگم ہو کر برے نہ لگیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جس کے پاس بال ہوں تو اُسے چاہئے کہ وہ انہیں سنوار کر رکھے۔“ (4)

• بالوں کا کٹوانا دین فطرت کا حصہ ہے۔ مردوں کیلئے حکم ہے کہ وہ اپنے سر کے بالوں کو عورتوں کی طرح بڑھانے کی بجائے کٹواتے رہیں۔ مُونچھوں کے بال اس حد تک چھوٹے رکھیں کہ کھاتے پیتے وقت خوراک اُن کے ساتھ چٹ نہ سکے۔ داڑھی ایک مناسب حد میں رکھیں تاکہ وہ بھلی دکھائی دے اور اُسے سنبھالنا آسان ہو۔ داڑھی سنتِ رسول ہے، چنانچہ ایسی بے ہنگم اسٹائل والی داڑھی نہیں رکھنی

(4) ابوداؤد، السنن، رقم الحدیث: 3632

چاہئے جو مذاق لگے۔

• اپنے کپڑوں کی پاکیزگی کا ہمیشہ خیال رکھیں۔ اگر کسی نجاست سے کپڑے آلودہ ہو جائیں تو انہیں دھو کر صاف کر لیں۔

• شرمگاہ سے خارج ہونے والی رطوبتوں سے کپڑوں کو بچانے کیلئے زیر جامہ (underwear) پہننے کا معمول بنائیں اور اُس کی پاکیزگی کا بھی خاص خیال رکھیں۔ کپڑوں کو یا زیر جامہ کو ایک درہم کی مقدار نجاستِ غلیظہ لگ جانے کی صورت میں جب تک انہیں دھونہ لیا جائے انہیں پہن کر نماز نہیں پڑھی جاسکتی۔

• زیر ناف شرمگاہ کے بالوں اور بغلوں کے بالوں کو صاف کرنا مرد و خواتین دونوں کیلئے ضروری ہے، خواہ سیفی ریزر سے کریں یا بال صفا کریم کی مدد سے۔ اُن بالوں کو 40 دن سے زیادہ عرصہ گزر جانے پر بھی صاف نہ کرنے کی صورت میں بندہ گناہگار ہو جاتا ہے۔

• جسمانی صفائی کے بعد صاف ستھرا ماحول بھی بیماریوں کے پھیلاؤ کو کم کرنے میں مدد دیتا ہے۔ ہمارے پیارے نبی ﷺ نے فرمایا: ”صفائی نصف ایمان ہے۔“ چنانچہ جو لوگ اپنے گھر، اسکول اور گلی محلے کی صفائی میں دلچسپی نہیں لیتے اُن کا نصف ایمان خطرے میں پڑ جاتا ہے۔

• اوّل تو تمباکو اور پان جیسی اشیاء نہ کھائیں، یہ صحت کیلئے نقصان دہ ہیں۔ تاہم اگر یہ عادت ترک نہ کر سکیں تو دوسروں کے قریب منہ لے جا کر انہیں اپنے آپ سے ناگواری کا احساس نہ دلائیں۔

• اگر چھینک آجائے تو چھینکتے وقت اپنے منہ پر ہاتھ رکھیں اور اس کے بعد الحمد للہ کہیں۔ اگر کسی مجلس میں چھینک آجائے تو اس بات کا خیال رکھیں کہ کسی شخص کے منہ کے پاس مت چھینکیں، بلکہ گھوم کر اپنا رخ اُس طرف کر لیں جدھر کوئی موجود نہ ہو۔

• اسی طرح کھانسی کی صورت میں بھی دوسروں کی طرف منہ کر کے نہ کھائیں، جس سے انہیں تکلیف کا

آداب زندگی... کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

سامنا کرنا پڑے۔

- جسم پر نقش و نگار کھدوانا اور ٹیٹو بنوانا جائز نہیں۔ ایسی حرکتوں سے اجتناب کرنا چاہئے۔

3) کھانے پینے کے آداب

- ہمیشہ حلال اور طیب کھانا کھائیں۔ متوازن غذا اچھی صحت کا سبب بنتی ہے۔ خود کو صرف گوشت خوری یا صرف سبزی خوری تک محدود نہ کریں، بلکہ اعتدال کی راہ اپنائیں اور حسبِ توفیق دونوں قسم کی غذائیں تناول کریں۔

- اگر آپ صحت مند ہیں اور ڈاکٹر نے آپ کو پریہیز کا مشورہ نہیں دے رکھا تو دسترخوان پر موجود کوئی شے بھی کھانے سے انکار نہ کریں۔ گھر میں جو پکا ہوا ہو وہی کھالیں، اُس سے برکت ملے گی اور آپ کی صحت بہتر رہے گی۔

- کھانا ہمیشہ وقت پر کھائیں۔ وقت بے وقت کھاتے رہنے سے صحت پر بُرا اثر پڑتا ہے۔ ہر دو کھانوں کے درمیان مناسب وقفہ ہونا بہت ضروری ہے۔

- اس بات کو یقینی بنائیں کہ ہم جو کھانا کھائیں وہ مناسب حد تک پکا ہوا ہو۔ اگر کھانا کپارہ جائے یا جلدی میں پکانے کی وجہ سے گل جائے یا زیادہ پکانے کی وجہ سے جل جائے تو وہ معدے میں جا کر گرانی کا باعث بنے گا اور بیماریوں کو دعوت دے گا۔

- فاسٹ فوڈز اور کولڈ ڈرنکس صحت کیلئے نقصان دہ ہوتے ہیں، اُن کے کھانے پینے سے حتیٰ الامکان پریہیز کریں، صحت مند ہوں تو کبھی کبھار کھانی لینے میں حرج نہیں۔ فاسٹ فوڈز اور کولڈ ڈرنکس کا کثرت کے ساتھ استعمال ایسی لاعلاج بیماریوں کا باعث بنتا ہے جن سے ساری زندگی چھٹکارا ممکن نہیں ہوتا۔

باب نمبر I: ذاتی زندگی کے آداب

- اللہ تعالیٰ نے کچھ جانوروں کو کھانا ہمارے لئے حرام قرار دیا ہے، یعنی ہم اُن کا گوشت نہیں کھا سکتے۔ حرام جانوروں کی حرمت کا بڑا سبب خونخواری اور نجاست ہے۔ ایسے حرام جانوروں کا گوشت کھانا نہ صرف گناہ کا باعث ہے بلکہ ہماری صحت کیلئے بھی نقصان دہ ہے۔
- عام انسانوں کے مقابلے میں اُن افراد میں ہارٹ اٹیک کا خطرہ زیادہ ہوتا ہے، جو صبح ناشتہ نہیں کرتے یا رات کھانا کھانے کے فوری بعد سو جاتے ہیں۔ چنانچہ ہمیں ایسا نہیں کرنا چاہئے۔
- کھانے میں کبھی عیب نہ نکالیں، پسند نہ ہو تو چھوڑ دیں۔

کھانے سے پہلے

- کھانا شروع کرنے سے کم از کم پندرہ بیس منٹ پہلے مناسب مقدار میں پانی پینے کو اپنا معمول بنالیں تاکہ کھانے کے دوران پانی کی طلب نہ ہو یا کم سے کم ہو۔ کھانے کے بعد پانی بالکل نہیں پینا چاہئے۔
- کھانے سے پہلے اپنے ہاتھوں کو دھونا اور کلی کرنا اپنا معمول بنالیں۔
- واش روم کی معمولی سی حاجت بھی ہو تو کھانا کھانے سے پہلے فارغ ہونے کو اپنا معمول بنالیں۔
- کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھیں، اُس سے برکت ملے گی۔ شروع میں بھول جائیں تو درمیان میں جب یاد آئے تب پڑھ لیں۔

کھانے کے دوران

- کھانے کے دوران اپنے فون کو کھانے کی میز پر رکھنے سے گریز کریں۔
- زیادہ گرم کھانا نہ کھائیں، پہلے اُس کے مناسب حد تک ٹھنڈا ہونے کا انتظار کر لیں۔ زیادہ گرم کھانا کئی طرح کے طبی مسائل کو جنم دیتا ہے۔
- کھانا ٹھونس ٹھونس نہ کھائیں۔ بسیار خوری بیماریوں کو جنم دیتی ہے۔ معدے کا کچھ حصہ ہمیشہ خالی

چھوڑ دیا کریں۔

- کھانا ٹیک لگائے بغیر بیٹھ کر آرام آرام سے خوب اچھی طرح چبا کر کھائیں۔ جلدی میں کم چبا کر نکلے گئے نوالے بعد میں پیٹ درد کا سبب بنتے ہیں اور ہاضمہ ٹھیک نہیں رہتا۔
- کھانے کے دوران اگر سالن وغیرہ انگلیوں کو لگ جائے تو اسے مہذب انداز میں چاٹ کر یا تھو پیپر کے ساتھ صاف کر لیں اور کپڑوں کو نہ لگنے دیں۔
- بلا ضرورت کھانے کو ناک کے قریب لا کر نہ سونگھیں۔
- کچھ لوگ نوالہ لینے پوری زبان منہ سے باہر نکال لیتے ہیں، اس نازیبا حرکت سے اجتناب کریں۔
- خود کھانا لیتے وقت اپنے بہن بھائیوں کو بھی کھانا ڈال کر دینا چاہئے۔ حضرت نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اپنے برتن میں کھانا لیتے وقت اپنے بھائی کے برتن میں کھانا ڈالنا صدقہ ہے۔“⁽⁵⁾
- کھانا یوں منہ کھول کر نہ کھائیں کہ پاس بیٹھے ہوؤں کو منہ میں کھانا نظر آنے لگے۔
- اسی طرح کھانا چبانے سے آواز پیدا نہ کریں کہ دوسروں کو اس سے گھن آئے۔
- کھانے کے دوران ہلکی پھلکی گفتگو ضرور کریں، البتہ لطفی نہ سنائیں کہ یکدم ہنسی نکلنے کی صورت میں کھانا کھانے والوں کو تکلیف دہ صورت حال کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔

کھانے کے بعد

- کھانا کھانے کے بعد دسترخوان سے فوری نہ اٹھ جائیں بلکہ دوسروں کا انتظار کریں کہ وہ بھی کھا چکیں۔ اتنی دیر ہلکی پھلکی گفتگو کرتے رہیں۔
- کھانے سے فارغ ہو کر یہ دُعا پڑھیں:

(5) ترمذی، السنن، رقم الحدیث: 1956

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ
”سب تعریفیں اسی خدا کیلئے ہیں جس نے ہمیں کھلایا اور ہمیں پلایا اور
ہمیں مسلمانوں میں سے بنایا۔“

- کھانے کے بعد اپنے اپنے برتن چکن میں مقررہ جگہ پر چھوڑ کر آئیں۔
- کھانے کے بعد بھی اپنے ہاتھوں کو دھونا اور کلی کرنا اپنا معمول بنالیں۔
- کھانے کے بعد چہل قدمی لازمی کریں، خواہ صرف 40 قدم تک ہی ہو۔
- بالخصوص رات کے کھانے کے فوری بعد طویل چہل قدمی کئے بغیر بستر میں قطعی نہ جائیں۔

پینے کے آداب

- بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر پیئیں۔
- بیٹھ کر پیئیں۔ (کبھی کبھار کھڑے ہو کر بھی پی سکتے ہیں، مگر اسے معمول نہیں بنانا چاہئے۔)
- تین سانسوں میں پیئیں۔ سانس لیتے وقت گلاس کو منہ سے دُور ہٹالیا کریں۔
- گلاس کے اندر یوں دیکھتے ہوئے پیئیں کہ منہ میں جاتا ہو پانی نظر آئے۔
- کسی صراحی یا بوتل کو یوں منہ لگا کر پانی نہ پیئیں کہ منہ میں جاتا ہو پانی نظر نہ آسکے۔
- گلاس کو دائیں ہاتھ میں پکڑ کر پانی پیئیں۔
- بڑے بڑے گھونٹ نہ لیں، ہمیشہ چھوٹے گھونٹ لے کر پیئیں۔

4) لباس کے آداب

- ہمیشہ صاف ستھرا لباس پہنیں اور اُسے گندا ہونے سے حتیٰ المقدور بچا کر رکھیں۔ کپڑے گندے ہو جائیں تو انہیں دھولیں۔
- دُنیا کے مختلف خطوں میں مختلف ڈیزائن کے لباس پہننے کا رواج ہوتا ہے۔ لباس کوئی سا بھی ہو بس اتنا دھیان رہے کہ وہ ساتر (بدن کو ڈھانپنے والا) ہو اور موسم کے مطابق پہنا جائے تاکہ زمینی ماحول میں رہنے سے ہونے والی بیماریوں سے بھی بچا جاسکے۔
- مرد کا ستر ناف کے نیچے سے گھٹنوں کے نیچے تک ہے، یعنی اتنے بدن کا ڈھانپنا فرض ہے۔ عورت کا ستر چہرے، ہاتھوں اور پاؤں کے سوا پورا جسم ہے۔ مردوں کیلئے عورتوں جیسا اور عورتیں کیلئے مردوں جیسا لباس پہننا منع ہے۔ اسی طرح مردوں کیلئے ریشمی لباس پہننا بھی ممنوع ہے۔
- فیشن کے نام پر جسم کی نمائش کر کے گناہ میں نہ پڑیں۔ لڑکیاں کھلے گلے والے، ہاف بازو والے، جسم سے چپکنے والے یا شفاف لباس پہننے سے گریز کریں۔ اپنے سینے پر دوپٹہ ڈالیں تاکہ جسم کے اُبھار نمایاں نہ ہونے پائیں۔
- ایسا لباس پہنیں جو شرم و حیاء اور جسم کی حفاظت کے تقاضوں کو پورا کرنے والا ہو۔ اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں لباس کا ذکر کرتے ہوئے شرم و حیاء، زیب و زینت اور حفاظت کا ذکر فرمایا ہے۔ (6)

(6) يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اَعْلَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْكُمْ لِبَاسًا يُؤَارِی سَوْءَاتِكُمْ وَرِیْثًا
(القرآن، الأعراف، 7: 26)

”اے اولادِ آدم! بیشک ہم نے تمہارے لئے (ایسا) لباس اُتارا ہے جو تمہاری شرمگاہوں کو چھپائے اور (تمہیں) زینت بخشنے۔“

- خاص مواقع پر زینت کیلئے تحدیثِ نعمت کے طور پر عمدہ لباس پہننا مستحب ہے۔ اسی طرح عید اور جمعہ کے دن عمدہ کپڑے پہننا جائز ہے۔ البتہ روزانہ قیمتی کپڑے پہننا مناسب نہیں کیونکہ مسلسل اس عمل سے نفسیاتی ردِ عمل کے طور پر پہننے والے کے مغرور بن جانے کا خدشہ ہوتا ہے۔
- ایک بار حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس کے دل میں ذرہ برابر غرور ہو گا وہ جنت میں نہیں جاسکے گا۔ اس پر ایک شخص نے عرض کیا کہ ہر شخص چاہتا ہے کہ اُس کے کپڑے عمدہ ہوں اور وہ اچھے جوتے پہنے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے۔ اچھا لباس پہننا غرور کی علامت نہیں ہے، بلکہ اصل غرور تو یہ ہے کہ بندہ دوسروں کو خود سے حقیر سمجھے۔ (7)
- جب اپنے لئے نئے کپڑے لے لیں تو پرانے کپڑے ضائع کرنے کی بجائے کسی ضرورت مند کو صدقہ کر دیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے کسی ضرورت مند کو لباس پہنایا تو اللہ رب العزت اُسے جنت کا سبز جوڑا پہنائے گا۔ (8)
- کپڑے پہننے سے پہلے انہیں ایک بار جھاڑ لیں تاکہ اگر اُن میں کوئی موزی کیڑا اچھا ہو تو وہ نکل جائے اور آپ اُس کی وجہ سے تکلیف میں مبتلا ہونے سے بچ سکیں۔
- سفید لباس سب سے بہتر ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ اکثر سفید لباس زیب تن فرمایا کرتے تھے۔ ایک تحقیق کے مطابق سفید لباس ہر قسم کے سخت موسمی تغیرات، کینسر، جلدی گلینڈز کے ورم، پسینے کے مسامات کی بندش اور پھپھوند کے امراض جیسی خطرناک اور تکلیف دہ بیماریوں سے بچاتا ہے۔
- خوشبو لگانا سنتِ نبوی ہے، بالخصوص اجتماعات کے دوران دوسروں کو اپنے پسینے کی بدبو سے بچانے کی نیت سے لگائی گئی خوشبو کا دُہرا ثواب ہوتا ہے۔

(7) مسلم، الصحيح، رقم الحدیث: 693

(8) ابوداؤد، السنن، رقم الحدیث: 243

جو تاپہننے کے آداب

- ایسا آرام دہ جو تاپہننے جسے پہن کر چلتے پھرتے وقت پاؤں کو کوئی تکلیف نہ ہو۔
- جوتے کا اتلا اتنا موٹا ہو کہ چلتے پھرتے ہوئے پاؤں کے نیچے کوئی کنکر پتھر چھنے سے پاؤں کو تکلیف نہ ہو۔
- جو تاپہننے وقت ہمیشہ پہلے دایاں پاؤں پہنیں اور اسی طرح اُتارتے وقت پہلے بائیں پاؤں اُتاریں۔
- جو تاپہننے سیدھا پہنیں، یعنی جوتے کا دایاں پاؤں اپنے بائیں پاؤں میں نہ پہنیں۔
- حضور نبی اکرم ﷺ نے ایک جو تاپہننے اور دوسرا پاؤں ننگا رکھنے سے منع فرمایا۔
- بوٹوں اور دیگر بند جوتوں کو پہننے سے پہلے اچھی طرح جھاڑ لینا چاہئے، تاکہ اگر کوئی نقصان دہ کیڑا، چھپکلی یا لال بیگ وغیرہ اُس کے اندر موجود ہو تو وہ نکل جائے۔
- جسم کی طرح اپنے پاؤں کی صفائی کا بھی خیال رکھیں اور بلاوجہ ننگے پاؤں پھرنے کی عادت نہ بنائیں۔
- گھر کو خوب صاف ستھرا رکھنے کی صورت میں جو تادروازے کے پاس اُتار دینا چاہئے۔
- جوتے اُتار کر دیوار کے ساتھ ایک ترتیب سے رکھیں۔
- جوتے اُتار کر رکھتے وقت دونوں پاؤں کو ساتھ ساتھ رکھیں تاکہ بعد میں پہنتے وقت تلاش نہ کرنا پڑیں۔
- دوسروں کے جوتوں کو ٹھوکر مار کر دُور نہ ہٹائیں۔
- دوسروں کے جوتوں کے اوپر پاؤں دے کر اُنہیں آلودہ نہ کریں کہ اُنہیں تکلیف ہو۔
- جب نماز کیلئے مسجد جائیں تو جوتے اُتار کر حفاظت کے ساتھ مسجد انتظامیہ کی طرف سے طے کردہ جگہ پر سلیقے سے رکھیں۔

5) سونے کے آداب

- دن کا وقت کام کاج کیلئے اور رات کا وقت نیند پوری کرنے کیلئے ہوتا ہے۔ (9) رات کو جلدی سو جائیں تاکہ صبح جلدی اٹھنا ممکن ہو سکے۔ رات کے وقت چھ گھنٹے کی نیند دن کے دس گھنٹے کی نیند سے بہتر ہے۔
- دن کا وقت فطری طور پر محنت مشقت کیلئے خاص ہوتا ہے اور رات آرام اور نیند پوری کرنے کیلئے ہوتی ہے۔ (10) جو لوگ رات کو دیر تک جاگتے رہتے ہیں وہ صبح جلدی نہیں اٹھ پاتے، اُن کے اٹھنے تک دوپہر ہو جاتی ہے۔ نظام فطرت کی خلاف ورزی کی وجہ سے اُن کی زندگی میں سکون نہیں رہتا۔ وہ جسمانی و روحانی بیماریوں میں مبتلا رہتے ہیں اور اس کا سبب سمجھنے سے بھی قاصر رہتے ہیں۔
- ممکن ہو تو دوپہر کے کھانے اور نمازِ ظہر کے بعد کچھ وقت کیلئے قیلولہ ضرور کرنا چاہئے۔
- سات سے دس سال کی عمر کے دوران بچوں کو الگ بستر پہ سونے کی عادت ڈالیں اور دس سال کے بعد لازماً الگ بستر پہ سلانا شروع کر دیں۔

(9) وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ لِبَاسًا ﴿١٠﴾ وَجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ﴿١١﴾

(القرآن، النبا، 78: 10 - 11)

”اور ہم نے رات کو (اُس کی تاریکی کے باعث) پردہ پوش بنایا (ہے) اور ہم نے دن کو (کسب) معاش (کا وقت) بنایا (ہے)“

(10) أَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا اللَّيْلَ لَيْسَكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ

يُؤْمِنُونَ ﴿٨٦﴾

(القرآن، النمل، 27: 86)

”کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے رات بنائی تاکہ وہ اُس میں آرام کر سکیں اور دن کو (امورِ حیات کی نگرانی کیلئے) روشن (یعنی اشیاء کو دکھانے اور سمجھانے والا) بنایا، بیشک اِس میں اُن لوگوں کیلئے نشانیاں ہیں جو ایمان رکھتے ہیں۔“

آداب زندگی... کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

- ایسی چھت پر نہیں سونا چاہئے جس کے ارد گرد منڈیر (چار دیواری) موجود نہ ہو۔
- ایسے بند کمرے میں نہیں سونا چاہئے جہاں سے ہو اگا گزرنہ ہو۔
- خواہ کیسی ہی شدید سردی ہو گیس کا چولہا یا ہیٹر چلتا چھوڑ کر مت سونیں۔ ورنہ ایسا ممکن ہے کہ رات کے کسی لمحے گیس کا پریشر کم ہو کر آگ بجھ جائے اور کچھ دیر بعد دوبارہ پریشر ٹھیک ہونے پر کمرہ گیس سے بھر جائے اور سونے والے دم گھٹ کر مر جائیں۔

سونے سے پہلے

- سونے سے دو گھنٹے پہلے کھانا پینا چھوڑ دیں تاکہ معدے پر بوجھ نہ پڑے۔
- سونے سے پہلے اپنے دانتوں کو خوب اچھی طرح برش کرنے کی عادت ڈالیں اور اس بات کو یقینی بنائیں کہ خوراک کا کوئی ذرہ دانتوں میں پھنسا نہ رہ جائے۔
- اگر ہاتھوں کو کوئی شے بالخصوص چکنائی وغیرہ لگی ہو تو سونے سے پہلے لازمی دھولیں۔
- سونے سے پہلے واش روم سے ہو آئیں تاکہ رات میں نیند خراب نہ ہو۔
- سونے سے پہلے بستر کو اچھی طرح جھاڑ لیں کہ اُس پر کوئی نقصان دہ شے نہ پڑی ہو۔
- سونے سے پہلے غیر ضروری روشنیاں بند کر دیں۔
- سونے سے پہلے اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگ لیں۔ کیا پتہ یہ زندگی کی آخری رات ہو۔
- سونے سے پہلے یہ دعا پڑھیں:

اللَّهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَأَحْيَا

”اے اللہ! میں تیرے ہی نام کے ساتھ مرتا اور تیرے ہی نام کے ساتھ جیتتا ہوں۔“

باب نمبر I: ذاتی زندگی کے آداب

- سیدہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ جب بستر پر تشریف لے جاتے تو قرآن مجید کی آخری تین سورتیں پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر دم کرتے اور پھر اپنے ہاتھ پورے جسم پر پھیر لیتے۔

سونے کے دوران

- ہمیشہ دائیں کروٹ سونے کی عادت ڈالیں۔ اگر تھک جائیں تو کروٹ بدلی جاسکتی ہے۔
- کمر کے بل سیدھا اور پیٹ کے بل اٹا سونا ناپسندیدہ عمل ہے، جو بہت سی جسمانی و روحانی بیماریوں کا باعث بنتا ہے، اس سے اجتناب کریں۔

بیداری کے بعد

- نیند سے بیدار ہونے کے بعد یہ دُعا پڑھیں:
- الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ
”تمام تعریفیں اُس اللہ کیلئے ہیں جس نے ہمیں موت کے بعد
زندگی بخشی اور ہمیں اُسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔“
- اچھا خواب دیکھیں تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔
 - بُرا خواب دیکھیں تو اللہ تعالیٰ سے اُس کی پناہ مانگیں اور وہ خواب دوسروں کو نہ بتائیں۔
 - سو کر اُٹھتے ہی اپنا پاؤں جوتے میں نہ ڈالیں، پہلے جوتے کو جھاڑ کر تسلی کر لیں کہیں اُس میں کوئی کیڑا یا لال بیگ وغیرہ نہ ہو۔

6) واش روم کے آداب

- واش روم کی صفائی جسمانی بیماریوں سے بچاؤ کیلئے نہایت ضروری ہے۔ جس گھر میں واش روم کی صفائی کا

خیال نہیں رکھا جاتا وہاں بیماریاں جنم لینے لگتی ہیں۔ اپنے گھر کے واش روم کو خود صاف کرنے کی عادت ڈالیں اور اسے کمتر کام خیال نہ کریں۔

• خبیث جنات کی نسل نجاستوں کو پسند کرتی ہے، چنانچہ واش روم کی صفائی کا خاص خیال رکھیں ورنہ جراثیموں کے علاوہ وہ اُن خبیثوں کا بھی ٹھکانا بن جائے گا اور بعد میں ہمارے لئے اذیت کا باعث بنے گا۔

• واش روم میں کسی قسم کی کھانے پینے والی شے لے کر جانا یا لقمہ منہ میں ہو اور اُسے کھاتے ہوئے واش روم میں چلے جانا بھی مکروہ عمل ہے۔

• کبھی بلاوجہ پیشاب نہ روکیں، اس سے مٹانہ کمزور ہو سکتا ہے۔ جو نہی موقع ملے پہلی فرصت میں فارغ ہو جائیں۔

• بیٹھنے کی آپشن موجود ہو تو بلاوجہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کو اپنا معمول نہ بنائیں۔

• گھر سے باہر پبلک واش روم استعمال کرتے وقت اپنے جسم کی صفائی کا خصوصی خیال رکھیں۔

• دورانِ سفر حاجت ہو تو ہمیشہ راستے سے دُور ہٹ کر پیشاب کریں۔ ندی نالے اور نہر وغیرہ کے پانی کو آلودہ ہونے سے بچائیں۔ اسی طرح سایہ دار درخت کے نیچے ہرگز پیشاب نہ کریں۔

• حالتِ سفر میں بالخصوص دھیان رکھیں کہ بیٹھتے وقت منہ یا پشت قبلہ کی طرف نہ ہو۔ اسی طرح نرم زمین پر پیشاب کریں تاکہ چھینٹ اڑ کر کپڑوں کو آلودہ نہ کر سکے۔

واش روم سے پہلے

• ننگے پاؤں واش روم میں نہ جائیں۔ واش روم میں داخل ہوتے وقت بایاں پاؤں پہلے اندر رکھیں۔

• واش روم میں داخل ہونے سے پہلے یہ دعا پڑھیں:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ

”اے اللہ! میں تمام مذکر و مؤنث (ہر جنس کے) خبیثوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔“

- ممکن ہو سکے تو واش روم میں داخل ہونے سے پہلے واش روم کا ایگزاسٹ چلا لیا کریں تاکہ بدبو فوری باہر نکل جائے اور جس کا احساس بھی جاتا رہے۔
- واش روم میں داخل ہوتے ہی سب سے پہلے نل کھول کر پانی کی موجودگی کو یقینی بنائیں، بصورتِ دیگر آپ کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔

واش روم کے دوران

- واش روم میں جا کر باتیں کرنا ایک مکروہ عمل ہے۔ کسی ایمر جنسی کے بغیر واش روم میں بولنا نہیں چاہئے۔ حتیٰ کہ واش روم میں چھینک آنے پر الحمد للہ کہنا اور کسی کے سلام کا جواب دینا بھی منع ہے۔
- قضاءِ حاجت کے دوران شرمگاہ و نجاست کی طرف نہ دیکھیں۔
- پیشاب کے بعد اتنی دیر تک انتظار کرنا چاہئے کہ پیشاب کے قطرے نکلنا بالکل بند ہو جائیں۔
- خیال رکھیں کہ کپڑوں پر یا بدن پر نجاست کی چھینٹ نہ پڑنے پائے۔
- ننگے نہاتے ہوئے گنگنانے اور اپنا چہرہ قبلہ رخ کرنے سے اجتناب کریں۔
- نہانے سے پہلے ہمیشہ پیشاب کر لیا کریں تاکہ نہانے کے دوران نہ کرنا پڑے۔
- اگر باتھ روم میں ہی فلش سیٹ یا کموڈ لگا ہو تو اسے استعمال کر کے پانی بہا کر صاف ضرور کیا کریں تاکہ بعد میں نہانے والے پہ نجس چھینٹ نہ پڑ سکے۔ شاور کی چھینٹیں نجاست سے نکل کر ہمارے بدن یا کپڑوں کو نجس کر سکتی ہیں۔
- نہانے کیلئے اتارے گئے کپڑے باتھ روم میں لٹکتے مت رہنے دیا کریں۔ نہانے کے فوری بعد دھونے والے کپڑوں کو واشنگ مشین میں رکھ دیا کریں۔

واش روم کے بعد

- قضاء حاجت کے بعد شرمگاہ کے دونوں راستوں میں سے جو بھی نجاست خارج ہو اُسے صاف کرنے کیلئے استنجاء کرنا چاہئے۔ یعنی نجاست کے نکلنے کی جگہ کو بائیں ہاتھ سے ملتے ہوئے پانی سے اچھی طرح دھویا جائے کہ اُس میں نجاست کا اثر مکمل طور پر ختم ہو جائے۔
- پانی کے استعمال سے پہلے ٹوائلٹ پیپر کے ساتھ نجاست کو دُور کر لیا جائے تو زیادہ بہتر ہے، اس طرح بعد میں پانی کے ساتھ دھوتے وقت ہاتھ کو نجاست لگنے کا امکان کم سے کم ہو جائے گا۔
- واش روم سے فراغت کے بعد پانی بہا کر اُسے اچھی طرح صاف کر دیں۔
- واش روم سے نکلنے سے پہلے لوٹا پانی سے بھر کر چھوڑنے کا معمول اپنالیا جائے تو بعد میں آنے والے کو کسی دُشواری سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔
- واش روم سے نکلنے وقت دایاں پاؤں پہلے باہر رکھیں۔
- واش روم سے نکلنے کے بعد یہ دُعا پڑھیں:

عُفْرَانِكَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي اَذْهَبَ عَنِّي الْاَذَى وَعَافَانِي
 ”اے اللہ! میں تیری مغفرت چاہتا ہوں، سب تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں
 جس نے مجھ سے آلائش کو دُور کیا اور مجھے عافیت بخشی۔“

- قضاء حاجت کے بعد ہاتھوں کو صابن کے ساتھ اچھی طرح دھونا چاہئے تاکہ جراثیم ختم ہو جائیں۔
- حالتِ سفر میں صابن میسر نہ ہونے کی صورت میں دونوں ہاتھوں کو مٹی سے خوب اچھی طرح مل کر دھولیں۔

صحت کے آداب (7)

- صحت اللہ رب العزت کی سب سے بڑی نعمت ہے۔ اتنی بڑی کہ اس کے بغیر بندہ اللہ رب العزت کی عطا کردہ دیگر نعمتوں سے بہتر استفادہ نہیں کر سکتا۔

صحت کی قدر کریں۔

- صحت کے آداب میں سے سب سے پہلا ادب یہ ہے کہ ہم اپنی صحت کی قدر کریں۔ ہمارے پیارے نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کی دو نعمتیں ایسی ہیں جن کے بارے میں بہت سے لوگ دھوکے میں مبتلا ہیں۔ اُن میں سے ایک صحت ہے اور دوسری فراغت ہے۔“ (II) اگر ہم اپنی صحت کے اوقات کو بیماری آنے سے قبل بہتر استعمال کرنے کی عادت ڈال لیں تو یقیناً ہم ایک کامیاب انسان بن سکتے ہیں۔

صبح جلدی اٹھیں۔

- اچھی صحت کیلئے صبح سویرے اٹھنے کا معمول بنالیا جائے تو بہت سی جسمانی و روحانی بیماریوں سے بچا جاسکتا ہے۔ اسی طرح صبح سویرے ورزش کرنے سے انسان کا جسم گرم و روشن رہتا ہے۔ روزانہ ورزش کرنے والا انسان دوسروں کی نسبت زیادہ بیدار مغز اور چاک و چوبند ہوتا ہے۔

- زمین 24 گھنٹے میں اپنے محور کے گرد ایک چکر مکمل کرتے ہوئے اپنے جس حصے کا رخ سورج کی طرف کرنے لگتی ہے تو اُس خطے کی فضا میں ایک خوشگوار تازگی آجاتی ہے، جس سے فکر و عمل میں برکتیں ملتی

(II) نِعْمَتَانِ مَغْبُونٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ: الصَّحَّةُ وَالْفَرَاحُ

(بخاری، الصحيح، 2357/5، رقم الحدیث: 6049. ترمذی، السنن، 550/4، رقم الحدیث: 2304)

” (اللہ تعالیٰ کی) دو نعمتیں ایسی ہیں جن کے بارے میں بہت سے لوگ دھوکے میں مبتلا ہیں۔ اُن میں سے ایک صحت ہے اور دوسری فراغت ہے۔“

ہیں۔ اس قانونِ فطرت کو سمجھ لینے والے لوگ خواہ وہ خدا کو ماننے والوں میں سے ہوں یا اُس کے وجود سے انکاری ہوں اللہ رب العزت اپنے فطری قانون کے مطابق انہیں اپنی برکتوں سے ضرور نوازتا ہے۔

- بادِ صبا کے جھونکوں میں ایک خوشگوار احساس کے ساتھ ساتھ ایک ایسی طاقت بھی ہوتی ہے جو کسی انسان کے دل و دماغ کو چھو لے تو وہ یقیناً طور پر ایک باکمال انسان بن جاتا ہے۔ طلوعِ آفتاب سے قبل روشنی کی چمک ہی ایسی ہوتی ہے کہ وہ جس شخص پر پڑتی ہے اُس کی زندگی میں روشنیوں کا بسیرا ہو جاتا ہے؛ اور اس کی بنیادی وجہ یہ کہ ہمارے پیارے نبی ﷺ نے یہ دُعا مانگی ہے کہ

”اے اللہ! میری اُمت کیلئے دن کے ابتدائی حصے میں برکت عطا فرما۔“ (I2)

- جس شے کیلئے تاجدارِ کائنات ﷺ نے خود دُعا مانگی ہو پھر وہ خیر اور برکت سے خالی کیونکر رہ سکتی ہے!! یہی وجہ ہے کہ اُس وقت اُٹھ کر اپنے دن کا آغاز کرنے والے لوگ شاندار ترقیاں حاصل کر لیتے ہیں۔

جسمانی صحت کیلئے نفسیاتی صحت کا خیال رکھیں۔

- اچھی جسمانی صحت کیلئے اپنے جذبات، خیالات اور خواہشات کو قابو میں رکھنا سیکھیں۔ غصہ عقل کے ساتھ ساتھ صحت کا بھی دشمن ہے۔ زیادہ غصہ کرنے والے لوگ اکثر بلڈ پریشر کے مریض ہو جاتے ہیں۔

- ہمیشہ خوش اور ہشاش بشاش رہیں۔ ہر قسم کے رنج و غم، تنگ نظری اور بدخواہی سے بچیں۔ نفسیاتی اُلجھنیں جسمانی تکالیف کا باعث بنتی ہیں، جس سے انسانی صحت تباہ ہونے لگتی ہے۔ ہمیشہ روحانی

(I2) اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِاُمَّتِيْ فِيْ بُكُوْرِهَا

(أبو داؤد، السنن، 3/35، رقم الحدیث: 2606. ترمذی، السنن، 3/509، رقم الحدیث: I2I2)

”اے اللہ! میری اُمت کیلئے دن کے ابتدائی حصے میں برکت عطا فرما۔“

باب نمبر I: ذاتی زندگی کے آداب

تروتازگی کا راستہ اختیار کریں اور نفسیاتی اُلجھنوں سے بچ کر رہیں۔ رزق کم ملے یا زیادہ، دونوں صورتوں میں اللہ رب العزت کی عطا پر راضی رہنے کی عادت اپنائیں۔

- خود کو اکیٹو اور چاک و چوبند رکھیں اور صحت کی معمولی خرابی پر ہمت نہ ہاریں۔ قوتِ ارادی بڑی سے بڑی بیماریوں کو جھیلنے میں مددگار ہوتی ہے۔

اچھی صحت کیلئے معمولاتِ زندگی بہتر بنائیں۔

- اچھی صحت کیلئے ہر معاملے میں اعتدال اور سادگی اختیار کریں۔ جسمانی محنت، دماغی کام، ازدواجی تعلق، کھانے پینے اور ہنسی خوشی میں، غم کے مواقع پر، تفریح اور عبادت میں، چلنے پھرنے اور گفتگو میں، ہر عمل میں اعتدال کی روش اپنانے سے صحت بہتر رہتی ہے۔

- اچھی صحت کیلئے ضروری ہے کہ فطرت کے اصول کے مطابق رات کو جلدی سوئیں اور صبح جلدی اُٹھیں۔ ساری ساری رات جاگتے رہنا اور دوپہر کو نیند سے بیدار ہونا نہ صرف جسمانی صحت کیلئے سخت نقصان دہ عمل ہے بلکہ اس سے نفسیاتی بیماریاں بھی جنم لیتی ہیں اور بندہ رفتہ رفتہ نفسیاتی مریض بن کر رہ جاتا ہے۔

- سخت کوشی، جفاکشی اور محنت والی زندگی راحتیں لاتی ہے، جبکہ سستی، نزاکت، عیش کوشی اور آرام طلبی والی زندگی انسان کو تکلیفوں میں مبتلا کر دیتی ہے۔

- ہمارے بڑے بزرگ اپنے جسم کو چاک و چوبند رکھنے کیلئے تیراکی، گھڑ سواری، نیزہ بازی، تیر اندازی اور ان جیسی دیگر مشقیں کیا کرتے تھے۔ آج کے دور میں اگر ہم ایسی مشقیں نہیں کر سکتے تو کم از کم صبح خیزی، طویل چہل قدمی اور ورزش تو کر سکتے ہیں۔

- اگر آپ سارا دن بیٹھ کر کام کرتے ہیں تو صبح یا شام کے اوقات میں کم از کم ایک لمبی واک لازمی کریں۔ دن بھر میں کم از کم چھ ہزار قدم چلیں تاکہ نظام دورانِ خون درست رہے اور موٹاپا، شوگر، کو لیسٹرول

آداب زندگی... کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

اور یوریک ایسڈ جیسی بیماریوں سے بچے رہیں۔

- گھروں میں ملازم ہونے کے باوجود خود کو ایکٹو رکھنے کیلئے معمول کے کام کاج خود کرنے کی عادت ڈالیں۔ اپنے بچوں کو بھی خود کام کرنے کی ہدایت کریں۔

اچھی صحت کیلئے صفائی کی عادت اپنائیں۔

- اچھی صحت کیلئے اپنے جسم اور ماحول کو صاف ستھرا رکھنے کی عادت اپنائیں۔ جہاں تک ممکن ہو روزانہ غسل کریں اور اپنے گھر، اسکول اور کام کی جگہ کی صفائی کو یقینی بنائیں۔
- ہمیشہ پاک صاف رہیں۔ قرآن مجید میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے کہ وہ صاف ستھرا رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ (I3)
- حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ صفائی نصف ایمان ہے۔ (I4)
- اللہ رب العزت نے مسلمانوں کو دن میں پانچ بار نماز کیلئے وضو کرنے کا حکم دیا ہے۔ وضو بذاتِ خود اچھی صحت کا ضامن ہے۔
- اپنے لباس، بیٹھنے کی جگہوں اور بستر کو بھی صاف ستھرا رکھنے کی عادت ڈالیں۔
- کھانے پینے کی چیزوں کو ہمیشہ ڈھانپ کر رکھیں اور مکھیوں سے بچائیں۔ خالی برتنوں کو بھی صاف ستھرا

(I3) إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ﴿٢٢٢﴾

(القرآن، البقرة، 2 : 222)

”بیشک اللہ بہت توبہ کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے اور خوب پاکیزگی اختیار کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔“

(I4) الطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ

(مسلم، الصحيح، رقم الحدیث: 534)

”صفائی ایمان کا حصہ ہے۔“

رکھیں۔

- کھانے پینے والی اشیاء کے علاوہ کوئی شے منہ میں نہ ڈالیں۔
- ناخن کاٹنے کیلئے ہمیشہ ناخن تراش استعمال کریں۔ دانتوں سے ناخن کبھی نہ کاٹیں۔

اچھی صحت کیلئے اچھی غذا لیں۔

- ہمیشہ صحت بخش اور متوازن غذا لیں، اور ہر قسم کی فاسٹ فوڈ سے جس قدر ممکن ہو پرہیز کریں۔
- کھانا ہمیشہ وقت پر کھائیں۔ ہر وقت منہ چلاتے رہنے سے پرہیز کریں۔ اسی طرح خوب پیٹ بھر کر کھانے سے بھی پرہیز کریں۔ زیادہ ٹھونس ٹھونس کر کھانا کھانے سے بیماریاں جنم لیتی ہیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے استعارہ کے طور پر سمجھانے کیلئے فرمایا: ”مومن ایک آنت سے کھاتا ہے، جبکہ کافر سات آنتوں سے کھاتا ہے۔“ (I5)
- بہت زیادہ گرم کھانا مت کھائیں، تھوڑا انتظار کر لیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ گرم کھانے میں برکت نہیں ہوتی۔ (I6)
- کھانا عُجَلت میں نہ کھائیں، بلکہ نہایت آرام اور سکون کے ساتھ خوب چبا چبا کر کھائیں۔ غم، غصہ یا گھبراہٹ کی کیفیت میں کھانا کھانے سے احتراز کریں۔ ایسا کھانا جسم کو تقویت دینے کی بجائے معدے پر بُرا اثر ڈالتا ہے۔
- دسترخوان پر نہ تو بالکل خاموش اور افسردہ ہو کر بیٹھیں اور نہ حد سے زیادہ خوش طبعی کا مظاہرہ کریں کہ

(I5) الْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِي مَعِيٍّ وَاحِدٍ، وَ الْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ
(مسلم، الصحيح، رقم الحدیث: 5379)

”مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔“

(I6) دارمی، السنن، رقم الحدیث: 2084

دستر خوان پر قبضہ بلند ہونے لگ جائیں۔ کھانے کے دوران قبضہ لگانا بعض اوقات جان کیلئے خطرے کا باعث بھی بن سکتا ہے۔

- کھانے کے فوری بعد کوئی دماغی یا جسمانی مشقت والا کام نہ کریں۔
- دوپہر کے کھانے کے بعد کچھ دیر کیلئے قیلولہ کر لیں، البتہ شام کے کھانے کے بعد چہل قدمی کو لازمی اپنا معمول بنائیں۔

آنکھوں اور دانتوں کی صحت کا خاص خیال رکھیں۔

- اپنی آنکھوں کی حفاظت کا پورا انتظام کریں اور انہیں ہمیشہ صاف رکھنے کی کوشش کریں۔
- تیز روشنی آنکھوں کیلئے نقصان دہ ہو سکتی ہے، اُس سے بچیں۔
- سورج کی طرف نظر جما کر نہ دیکھیں۔
- گیس ویلڈنگ ہو رہی ہو تو اُس کی چنگاڑیوں کی طرف قطعاً نہ دیکھیں۔
- سورج گرہن کے دوران سورج کی طرف براہِ راست کبھی مت دیکھیں۔
- کم روشنی میں پڑھنے سے اجتناب کریں۔
- پارک میں یا کھیتوں میں سبزہ دیکھنے سے آنکھوں کی صحت پر اچھا اثر پڑتا ہے۔
- اپنے دانتوں کی صفائی کا باقاعدہ انتظام کریں۔ دانتوں کو صاف رکھنے سے دانت مضبوط ہوتے ہیں۔ اس سے فرحت حاصل ہوتی ہے اور ہاضمہ بھی اچھا رہتا ہے۔ مسواک یا منجن کی عادت معمول بنالیں۔
- کھانے کے بعد دانتوں کو ٹوتھ پک کے ساتھ خلال کیجئے۔ دانت گندے رہنے سے کئی قسم کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ کا معمول تھا کہ آپ کثرت کے ساتھ مسواک فرماتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میری اُمت کیلئے دُشوار نہ ہوتا تو میں ہر وضو کے ساتھ مسواک کو لازمی

قرار دے دیتا۔ (I7)

مُضِرِّ صِحَّتِ أَشْيَاءٍ سَبَّحْنَ

- ہر قسم کی نشہ آور چیزوں سے بچیں۔ نشہ آور اشیاءِ دماغ اور معدے کو تباہ کر دیتی ہیں۔
- اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں ہمیں ایسے اعمال کرنے سے منع فرمایا جن سے ہماری صحت برباد ہونے کا خدشہ ہو۔ (I8) چنانچہ ہمیں سگریٹ نوشی اور ہر قسم کے نشہ کے علاوہ مُضِرِّ صِحَّتِ خوراک اور صحت کو برباد کرنے والے معمولات سے بھی بچنا چاہئے۔
- اچھی صحت کو برقرار رکھنے کیلئے حضور نبی اکرم ﷺ نے مسلسل روزے رکھنے سے منع فرمایا، چنانچہ ہمیں مسلسل روزے نہیں رکھنے چاہئیں۔

(8) بیماری کے آداب

- اللہ رب العزت نے ہمارا جسم ایسا بنایا ہے کہ اُس کی عطا کردہ قوت مدافعت ہمیں ہر طرح کی بیماریوں سے بچائے رکھتی ہے۔ مگر جب ہم مُضِرِّ صِحَّتِ غذاؤں، ورزش نہ کرنے، سونے جاگنے کے اوقات کی خرابی اور غیر ضروری پریشانی، غرور اور غصے جیسی عادات کے ساتھ اپنے جسم کو کمزور کر لیتے ہیں تو بیمار

(I7) لَوْلَا أَنْ أَشَقُّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسُّوْكِ مَعَ كُلِّ وُضُوْءٍ

(بخاری، الصحيح، رقم الحدیث: 887)

”اگر مجھے اپنی امت کو مشقت و تکلیف میں مبتلا کرنے کا اندیشہ نہ ہوتا، تو میں انہیں ہر وضو کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دے دیتا۔“

(I8) وَلَا تَلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ

(القرآن، البقرة، 2: I95)

”اور اپنے ہی ہاتھوں خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔“

ہو جاتے ہیں۔

- بیماریوں سے بچنے کیلئے ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے گناہوں اور کمزوریوں کا احتساب کر کے اللہ رب العزت سے معافی مانگیں اور اپنی کھانے پینے کی عادات اور معمولات کو اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے فطری قوانین کے مطابق بہتر کر کے زندگی گزاریں۔

فوری علاج شروع کروائیں۔

- کسی بیماری کی ابتدائی علامات ظاہر ہوتے ہی سب سے پہلے احتیاطی تدابیر اپنائیں۔ فوری طور پر اپنی خوراک میں احتیاط شروع کر دیں۔ جو غذائیں اُس بیماری میں فائدہ مند ہیں وہ لینا شروع کر دیں اور جن غذاؤں سے اُس بیماری کے بڑھنے کا اندیشہ ہو انہیں مکمل طور پر اپنی خوراک سے نکال دیں۔
- بیماری کی نوعیت کے مطابق فوری طور پر متعلقہ معالج (ڈاکٹر، طبیب) سے اُس کا علاج کروانا چاہئے اور اُس کی بتائی ہوئی احتیاطی تدابیر پر سختی سے عملدرآمد کرنا چاہئے۔ اپنا علاج ہمیشہ ماہر ڈاکٹر سے کروائیں، نیم حکیموں اور کونیک ڈاکٹروں کے جھانسنے میں آکر اپنی صحت اور روپیہ برباد نہ کریں۔
- جسمانی اور نفسیاتی بیماریوں کی صورت میں ماہر معالج سے علاج کروانے کی بجائے صرف دم درود کو کافی سمجھتے رہنے سے بیماری جان لیوا بھی بن سکتی ہے، اس لئے فوری طور پر کسی اچھے ڈاکٹر سے علاج شروع کروادینا چاہئے۔
- اگر ماہر ڈاکٹر تک پہنچنے میں تاخیر کا سامنا ہو تو مریض کو چاہئے کہ اپنے دوستوں اور رشتہ داروں میں سے جس کسی کو وہ بیماری اُس سے پہلے ہو چکی ہو اُس سے مشورہ کر کے بنیادی احتیاطی تدابیر ضرور جان لیں تاکہ ڈاکٹر تک پہنچنے سے پہلے کسی قسم کی پیچیدگی سے بچنا ممکن ہو سکے۔
- اپنی بیماری کو لا علاج سمجھ کر اللہ رب العزت کی رحمت سے کبھی مایوس نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے تمام

باب نمبر I: ذاتی زندگی کے آداب

بیماریوں کی شفا بھی اُتاری ہے (I9) اور ایسی کوئی بیماری نہیں جس کا علاج موجود نہ ہو۔ چنانچہ مریض کو چاہئے کہ وہ کسی صورت میں بھی اللہ رب العزت کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ (20)

● اپنی بیماری کو کبھی بُرا مت کہیں۔ جب کوئی بیمار شخص اپنی بیماری کو بُرا کہتا ہے تو وہ نفسیاتی طور پر اُس کے دباؤ میں آجاتا ہے۔ نتیجتاً جسم کا مدافعتی نظام ٹھیک طریقے سے فعال نہیں ہو پاتا اور اُسے بیماری پر قابو پانے میں دشواری ہوتی ہے۔ اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم بیماری کو بُرا کہنے کی بجائے اُس کے علاج پر توجہ دیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بخار کو بُرا مت کہو کیونکہ وہ مومن کو گناہوں سے ایسے پاک کر دیتا ہے جیسے آگ لوہے کا میل صاف کر دیتی ہے۔ (21)

● ہسپتال میں داخل ہونے کی صورت میں اپنی بیماری سے یوں نہ کراہتے رہیں کہ ساتھ والے مریض پریشان ہونے لگیں۔ خود بھی صبر سے کام لیں اور دوسروں کو بھی صبر کی تلقین کریں۔

بیماری بھی ایک نعمت ہے۔

● جہاں صحت اللہ رب العزت کی سب سے بڑی نعمت ہے وہیں بیماری بھی انسان کیلئے ایک نعمت سے کم نہیں کہ بیمار ہو کر انسان کو صحیح معنوں میں صحت کی قدر ہوتی ہے۔ جس طرح صحت میں انسان کو اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے، اسی طرح بیماری میں بھی صبر سے کام لینا چاہئے۔

● بیماری اس اعتبار سے بھی نعمت ہے کہ کبھی چھوٹی بیماری آنے سے انسان متنبہ ہو جاتا ہے اور علاج کے ساتھ ساتھ فطری غذاؤں کی طرف لوٹ آتا ہے، یوں وہ کسی بڑی بیماری سے بچ جاتا ہے۔

(I9) بخاری، الصحيح، 4 : 16، رقم الحدیث: 5678

(20) لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ

(القرآن، الزمر، 39 : 53)

”تم اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا۔“

(21) ابن ماجہ، السنن، 4 : 104، رقم الحدیث: 3469

آداب زندگی... کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

- جسمانی بیماری حقیقت میں روحانی بیماریوں کا بڑا بہترین علاج ہوتی ہے، بشرطیکہ آدمی مؤمن ہو اور سخت سے سخت بیماری میں صبر و شکر سے کام لے۔
- بیماری اس اعتبار سے بھی بڑی نعمت ہے کہ بیمار ہو کر بندہ نفسیاتی و روحانی حوالے سے بعض اوقات ایسا کمال حاصل کر لیتا ہے جو اُسے صحتمند رہتے ہوئے نہ مل سکتا تھا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بندے کیلئے علم الہی میں جب کوئی مرتبہ طے ہوتا ہے اور وہ اپنے عمل سے اُس مرتبے کو نہیں پہنچ پاتا تو اللہ تعالیٰ اُس کے جسم، مال یا اولاد پر کوئی مصیبت ڈال کر اُسے آزماتا ہے، پھر اُس پر صبر عطا فرماتا ہے، حتیٰ کہ اُسے اُس مرتبہ تک پہنچا دیتا ہے جو اُس کیلئے علم الہی میں مقدر ہو چکا تھا۔ (22)

بیماری میں تعلق باللہ کو مضبوط بنائیں۔

- بیماری کو نعمت سمجھیں اور اُس دوران اللہ رب العزت سے اپنا تعلق مضبوط بنائیں۔
- بیماری سے سبق سیکھیں کہ ایک دن ہمیں یہ دنیا چھوڑ کر چلے جانا ہے۔ اس سوچ کو اپنے دل میں پنپنے کر کے حقوق العباد کو فوقیت دینا شروع کریں۔
- مریض کو چاہئے کہ موت کو کثرت سے یاد کرے اور توبہ کرتے ہوئے موت کی تیاری کرے۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرے، خوب گڑگڑا کر دُعا کرے اور اُس کے حضور میں عاجزی کا اظہار کرے۔ ماہر معالج سے علاج کے ساتھ ساتھ خالق و مالک سے بھی مدد مانگے اور قوت و طاقت ملنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے۔

- مریض کو چاہئے کہ بیماری میں قرآن مجید میں مذکور سیدنا ایوبؑ کی یہ دُعا کرے:

أَنْتَ مَسْنِي الضَّرَّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ (23)

(22) أحمد بن حنبل، المسند، 8 : 314، رقم الحديث: 22401

(23) القرآن، الأنبياء، 21 : 83

”مجھے تکلیف چھو رہی ہے اور تو سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر مہربان ہے۔“

• بیماری کے دوران صرف اپنے لئے ہی نہیں بلکہ دوسروں کیلئے بھی دُعا کریں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بیمار کی دُعا قبول ہوتی ہے۔ (24)

• شدید بیماری کے دوران نماز اور دیگر نیک اعمال کے چھوٹ جانے پر غمزدہ ہو کر یہ مت سوچیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے اُن نیک اعمال کی توفیق چھین لی ہے، بلکہ ہمیشہ اللہ رب العزت کی طرف لو لگائیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ رب العزت کسی مسلمان کو جسمانی تکلیف میں مبتلا کرتا ہے تو اُس کا نامہ اعمال لکھنے والے فرشتے سے فرماتا ہے: ”جو نیک عمل یہ تندرستی کی حالت میں کیا کرتا تھا اس کے نامہ اعمال میں وہی لکھو۔“ پھر اگر اُسے شفاء عطا فرماتا ہے تو اُس کے گناہ ڈھل جاتے ہیں اور وہ پاک ہو جاتا ہے اور اگر اُسے موت آجائے تو اُس کی مغفرت فرمادی جاتی ہے اور اُس پر رحم کیا جاتا ہے۔ (25)

بیماری میں دُعا کریں۔

• علاج کیلئے دوا کے ساتھ ساتھ دُعا بھی کرتے رہنا چاہئے اور صدقہ کے ذریعہ اللہ رب العزت کی بارگاہ سے بیماری کا علاج بھی مانگنا چاہئے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ صدقہ کے ذریعے اپنے مریض کیلئے شفاء طلب کیا کرو۔ (26)

• حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان جب بھی کسی پریشانی، بیماری، رنج و ملال، تکلیف اور غم میں

(24) لَا تَرُدُّ دَعْوَةَ الْمَرِيضِ حَتَّى يَبْدَأَ

(بیہقی، شعب الایمان، رقم الحدیث: 955)

”مریض جب تک حالتِ مرض میں رہتا ہے تو اُس کی دُعا وُ نہیں کی جاتی۔“

(25) احمد بن حنبل، المسند، 4: 297، رقم الحدیث: 12505

(26) طبرانی، المعجم الکبیر، 10: 128، رقم الحدیث: 10196

مبتلا ہوتا ہے، یہاں تک کہ اگر اُسے کوئی کانٹا بھی چبھ جائے، تو اللہ رب العزت اُس تکلیف کو اُس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے۔ (27)

- حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ رب العزت فرماتا ہے کہ جب میں اپنے بندے کی آنکھیں لے لوں پھر وہ صبر کرے، تو آنکھوں کے بدلے اُسے جنت دوں گا۔ (28)
- پرانے وقتوں میں نصیحت حاصل کرنے کیلئے قبرستان جانے کو کہا جاتا تھا، تاہم موجودہ دور میں نصیحت حاصل کرنے کی بہتر جگہ ہسپتال ہے۔ قبر کا مُردہ اپنی بے بسی کا حال بیان نہیں کر سکتا، مگر ہسپتال میں پڑے بیمار کی حالت ہمیں یہ بتاتی ہے کہ وہ بیچارہ کس تکلیف میں مبتلا ہے اور ہم صحتمند ہوتے ہوئے کیسی آسانی میں ہیں۔ ہسپتال اگر بیمار کیلئے مقام صبر ہے تو دیگر صحتمندوں کیلئے مقام شکر ہے۔

بیماری اور تیمارداری

- بیماری کے دوران مریض اپنی کیفیت برقرار نہیں رکھ پاتا، جسمانی کمزوری کے علاوہ اُس کے مزاج و طبیعت میں بھی تبدیلی آ جاتی ہے، منہ کا ذائقہ بدل جاتا ہے اور کبھی کبھار اُسے چڑچڑاپن گھیر لیتا ہے، لہذا ایسے وقت میں وہ انتہائی نرم سلوک کا مستحق ہوتا ہے۔ تیمارداروں کو چاہئے کہ وہ مریض پر کسی قسم کی سختی نہ کریں اور مریض کی سخت باتوں کو بھی صبر کے ساتھ ہنس کر برداشت کریں۔ کھانے وغیرہ کے معاملے میں اُس کے ساتھ ضد نہ کریں بلکہ اُسے اُس کے اچھے یا بُرے کے بارے میں سمجھاتے وقت بھی اُس کے ساتھ انتہائی محبت و پیار کے ساتھ پیش آئیں۔
- مریض کو چاہئے کہ وہ بھی تیمارداری کرنے والوں کے ساتھ عزت و احترام کے ساتھ پیش آئے۔

(27) بخاری، الصحيح: رقم الحدیث: 5641. مسلم، الصحيح، رقم الحدیث: 6562

(28) بخاری، الصحيح، رقم الحدیث: 5653

9) خوشی کے آداب

- خوشی انسان کا طبعی و فطری تقاضا ہے۔ دین فطرت ہونے کے ناتے اسلام ہمیں اپنے فطری و طبعی تقاضوں کو جائز طریقے سے پورا کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔

خوشی منانے کی تاکید

- ہمیں چاہئے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ خوشیاں ضرور منائیں اور اُس کی نعمتوں پر اُس کے شکر گزار بندے بنیں۔ خوش و خرم رہنے والے لوگ عموماً دوسروں کی نسبت کم بیمار ہوتے ہیں۔
- مؤمنین اچھا کام کر کے ہمیشہ خوش ہوتے ہیں اور بُرا کام کرنے کی صورت میں استغفار کرتے ہیں۔ اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ دُعا فرمایا کرتے کہ اے اللہ مجھے اُن لوگوں میں سے کر دے جو نیک کام کر کے خوش ہوتے ہیں، اور جب وہ کوئی بُرا کام کر بیٹھیں تو استغفار کرتے ہیں۔ (29)
- شادی بیاہ، بچے کی پیدائش، عقیقہ، ساگرہ، دینی تہوار، یوم آزادی، صحتیابی، امتحان میں کامیابی اور طویل سفر سے واپسی جیسے مواقع پر خوشی منانے کی نہ صرف یہ کہ اسلام اجازت دیتا ہے بلکہ یہ دینداری کا تقاضا بھی ہے۔
- جائز مواقع پر خوشی منانے کو دینی وقار کے خلاف سمجھنا دینی تعلیمات سے بے بہرہ ہونے کے مترادف

(29) اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ الَّذِينَ إِذَا أَحْسَنُوا اسْتَبَشَرُوا، وَإِذَا أَسَاءُوا اسْتَغْفَرُوا

(ابن ماجہ، السنن، رقم الحدیث: 3820)

”اے اللہ! مجھے اُن لوگوں میں سے بنا دے جو نیک کام کرتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں، اور جب بُرا کام کرتے ہیں تو استغفار کرتے ہیں۔“

ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے خود صحابہ کرام کو خوشیاں منانے کی ترغیب دی۔ (30)

- ہجرت کے موقع پر حضور نبی اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ پہنچے تو انصار کی بچیوں نے آپ ﷺ کی آمد کی خوشی میں یہ گیت گایا:

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا
وَجَبَّتِ الشُّكْرُ عَلَيْنَا
مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوِدَاعِ
مَا دَعَا لِلَّهِ دَاعٍ

خوشی منانے کے جائز طریقے

- شادی بیاہ کے موقع پر خوشی منائیں اور خوشی کے اُس موقع پر اپنے دوست احباب اور رشتہ داروں کو بھی اپنی خوشیوں میں ضرور شریک کریں۔ ایسے مواقع پر حضور نبی اکرم ﷺ نے گیت گانے اور دف بجانے کی بھی اجازت فرمائی تاکہ نکاح کے عام اعلان کے علاوہ شرکاء کے خوشی کے جذبات کی تسکین بھی ہو۔ (31)
- اگر کسی وجہ سے شادی میں شرکت ممکن نہ ہو تو کم از کم مبارکبادی کا پیغام ضرور بھجوادینا چاہئے۔
- خوشی کے مواقع پر تحائف دینے سے خوشی دو بالا ہو جاتی ہے، تعلقات میں تازگی آتی ہے اور آپس میں محبت بڑھتی ہے۔ تاہم اس بات کا ضرور خیال رکھیں کہ تحفہ دکھاوے سے بچتے ہوئے اپنی حیثیت اور

(30) عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «رَوْحُوا الْقُلُوبَ سَاعَةً بِسَاعَةٍ» (مسند الشہاب للفضاعي: 672، جامع بيان العلم وفضله: 663، سيوطي، جامع الأحاديث: 1278) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”دلوں کو گاہے بگاہے فرحت دیا کرو۔“

(31) أَعْلِنُوا هَذَا النِّكَاحَ وَاجْعَلُوهُ فِي الْمَسَاجِدِ وَاضْرِبُوا عَلَيْهِ بِالذُّفُوفِ (ترمذي، السنن، 3: 398، رقم الحديث: 1089)

”نکاح کی تشہیر کرو، مسجدوں میں نکاح کرو اور نکاح (شادی) پر ڈف بجاؤ!“

گنجائش کے مطابق دیں۔

- خوشی منانے میں اسلامی ہدایات و آداب کا خیال رکھنا چاہئے۔
- خوشی کے مواقع پر اپنے بہن بھائیوں، قریبی رشتہ داروں اور دوست احباب کے علاوہ آس پاس کے غرباء و مساکین کو بھی اپنے ساتھ شریک کریں۔
- دوسروں کی خوشی میں شریک ہو کر ان کی خوشیوں کو دو بالا کریں اور انہیں مبارکباد دیتے ہوئے ان کیلئے نیک تمناؤں کا اظہار کریں۔ دوسروں کی کامیابیوں پر انہیں دل کھول کر مبارکباد دینی چاہئے۔ اس سے دلوں میں دُوریاں ختم ہوتی ہیں اور آپس میں محبت فروغ پاتی ہے۔
- مبارکباد دراصل برکت کی دعا ہوتی ہے۔ چنانچہ مبارکباد دیتے وقت دُوسروں کیلئے دعائیہ کلمات کہیں تاکہ مبارکباد کا اصل مقصد پورا ہو سکے۔
- تمام مذہبی تہواروں بالخصوص رمضان المبارک، عید الفطر، عید الاضحیٰ اور عید میلاد النبی ﷺ کی آمد پر خوشی منانا اور عقیدت و احترام کے ساتھ مذہبی جوش و جذبے کا اظہار کرنا دین اسلام کا تقاضا ہے۔

خوشی منانے کے ناجائز طریقے

- خوشی میں بے جا اسراف اور نمود و نمائش سے پرہیز کریں۔ ایسا کوئی خرچ نہ کریں جو آپ کی وسعت سے زیادہ ہو۔
- خوشی مناتے وقت ایسا کوئی طریقہ نہ اپنائیں جس سے اللہ رب العزت ناراض ہوں یا جس سے لوگوں کو تکلیف پہنچے۔ اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے یا دُوسروں کو تکلیف دے کر خوشیاں منانا قطعی حقیقی خوشی نہیں۔ اس سے اجتناب کریں۔
- یوم آزادی پر باجے بجا بجا کر بے ہنگم قسم کا شور کرنا، موٹر سائیکل کا ساٹلنسر نکال کر شور پیدا کرنا نہایت تکلیف دہ انداز ہے۔ اسی طرح شادی بیاہ کے موقع پر اپنے خوشی کے اظہار کیلئے ہوائی فائرنگ کرنے

سے کسی کی جان بھی جاسکتی ہے۔ ایسی نامعقول حرکتوں سے کلیتاً اجتناب کرنا چاہئے۔ اسلام میں دوسروں کو تکلیف دینے والے طریقے سے خوشی منانے کی اجازت نہیں ہے اور ایسے طور طریقوں کی تو سختی سے ممانعت ہے جن سے کسی کی جان جانے کا خدشہ ہو۔

• اسی طرح خوشی کے مواقع پر منعقد ہونے والی تقریبات کیلئے قرض لے کر خوشی منانا بھی قطعی جائز نہیں ہے۔ ہر شخص کو اپنی حدود میں رہ کر تقریب کا انتظام کرنا چاہئے۔ دکھاوے کیلئے کی گئی فضول خرچی بعد میں وبال جان بھی بن سکتی ہے۔

• حد درجہ خوشی کا موقع انسان کیلئے بڑی آزمائش کا باعث بن سکتا ہے۔ بندہ مومن اپنی خوشی کے جذبات کو ہمیشہ اپنے قابو میں رکھتا ہے اور ردِ عمل میں اعتماد و توازن سے کبھی نہیں بھٹکتا۔

ظفر آدمی اُس کو نہ جانے گا، وہ ہو کیسا ہی صاحبِ فہم و ذکا
جسے عیش میں یادِ خدا نہ رہی، جسے طیش میں خوفِ خدا نہ رہا

• ہمیں چاہئے کہ ہم اللہ رب العزت کی طرف سے خوشی میسر آنے کی صورت میں اُس کی نعمتوں کا شکر بجالائیں اور اُن نعمتوں پر اترنے سے باز کریں۔ (32)

• خوشی کے لمحات میں شیطانی اعمال سرانجام دینا اور اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی بجائے غرور و تکبر میں اترتے پھرنا اللہ رب العزت کو سخت ناپسند ہے۔ ایسے لوگوں کیلئے قرآن مجید میں سخت سزا کی وعید

(32) لِكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ ۗ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ

فَخُورٍ ﴿٢٣﴾

(القرآن، الحدید، 57 : 23)

”تا کہ تم اُس چیز پر غم نہ کرو جو تمہارے ہاتھ سے جاتی رہی اور اُس چیز پر نہ اترؤ جو اُس نے تمہیں عطا کی، اور اللہ کسی تکبر کرنے والے، فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔“

IO) غم کے آداب

- خوشی کی طرح غم بھی زندگی کا حصہ ہے، جو ہمیں بہت سے سبق دیتا ہے۔ کبھی کبھار غم کی شدت ناقابل برداشت ہو جاتی ہے، مگر پھر ایک دن ایسا آتا ہے کہ وہ غم ماضی کی یادوں میں گم ہو کر رہ جاتا ہے، یعنی مکمل طور پر رفع ہو جاتا ہے۔

غم کی شدت میں کیا کریں؟

- رنج و غم کے لمحات کو صبر و تحمل کے ساتھ برداشت کریں اور اپنی ہمت کبھی مت ہاریں۔ اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں فرمایا کہ ہم صبر اور نماز کے ذریعے اُس سے مدد مانگیں۔ (34) اگر ہم غم کی شدت میں صبر کریں اور اللہ کی یاد سے لو لگائیں تو غم کی شدت کا احساس کم ہو جاتا ہے۔
- حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی مسلمان کسی قلبی اذیت، جسمانی تکلیف، بیماری یا کسی رنج میں مبتلا ہوتا ہے، یہاں تک کہ اُسے کانٹا بھی چھ جائے اور وہ اُس پر صبر کرے تو اللہ اُس کے گناہوں کو یوں معاف کر دیتا ہے، جیسے درخت اپنے پتوں کو گرا دیتا ہے۔ (35)

(33) ذَالِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَمْرَحُونَ ﴿٧٥﴾
(القرآن، المؤمن، 40 : 75)

”یہ (سزا) اُس کا بدلہ ہے کہ تم زمین میں ناحق خوشیاں منایا کرتے تھے اور اُس کا بدلہ ہے کہ تم اتر آیا کرتے تھے۔“

(34) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ﴿١٥٣﴾
(القرآن، البقرة، 2 : 153)

”اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ذریعے (مجھ سے) مدد چاہا کرو، یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ (ہوتا) ہے۔“

(35) بخاری، الصحيح، رقم الحدیث: 5648

● غم کی شدت میں ہمیں دُعا کرنی چاہئے تاکہ ہمارا دل اللہ رب العزت کی طرف متوجہ ہو اور غم کی شدت میں کمی آئے۔ (36)

● بندہ مومن رنج و غم کے لمحات کو اللہ رب العزت کی طرف سے آزمائش سمجھتا ہے اور صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتا۔ وہ اُسے اللہ کی مرضی سمجھ کر اُس کی حکمت و مصلحت کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور ہمیشہ اُس میں خیر کا پہلو تلاش کرتا ہے۔ پختہ ایمان رکھنے والے مومن کو رنج و غم میں ثابت قدم رہ کر روحانی سکون ملتا ہے اور اُسے غم کی چوٹ میں لذت ملنے لگتی ہے۔

رَنج سے نُوگر ہوا اِنساں تو مٹ جاتا ہے رَنج
مشکلین مجھ پر پڑیں اتنی کہ آساں ہو گسئیں

● ہر قسم کے رنج و غم کی صورت میں اللہ رب العزت کی رضا پر راضی رہنے کی عادت ڈالیں۔ بندہ مومن یہ جانتا ہے کہ اُس کی طرف آنے والی ہر مصیبت اللہ تعالیٰ کے علم میں ہوتی ہے اور اُس کی مرضی سے آتی ہے، (37) چنانچہ وہ امید کا دامن نہیں چھوڑتا اور اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔

● جس غم کے نتیجے میں انسان صبر و شکر اور قناعت و رضا جیسے اوصاف اپناتا ہے وہ غم زندگی میں خوشیوں کی بہاریں لاتا ہے؛ اور جس غم کے نتیجے میں انسان بے صبری اپناتا اور شکوہ و شکایت کا اظہار کرتا ہے وہ غم زندگی کی تکلیفوں میں اضافے کا باعث بنتا ہے۔

● زندگی میں کتنا بھی غم ملے اُس سے کبھی مایوس نہ ہوں۔ اگر کوئی بڑی خواہش پوری نہ ہو تو اُسے اللہ کی رضا سمجھ کر راضی رہیں۔ اللہ رب العزت اُس سے بہتر نعمت کی صورت میں آپ کی دُعاؤں کا صلہ عطا

(36) اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ

(بخاری، الصحيح، رقم الحديث: 6363)

”اے اللہ! میں فکر اور غم سے تیری (ہی) پناہ مانگتا ہوں۔“

(37) القرآن، الحديد، 57 : 22

فرمائے گا۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ (38)

- انسان جب غم کو اللہ رب العزت کی رضا سمجھ کر اُس میں راحت محسوس کرنے کی بجائے غم کی شدت کو اپنے اُوپر طاری کر لیتا ہے تو وہ مایوس ہو جاتا ہے۔ مایوسی جب حد سے بڑھ جاتی ہے تو کچھ لوگ خودکشی تک جا پہنچتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ مایوسی گناہ ہے۔ اگرچہ آجکل مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد دُنیاوی آلائشوں میں مبتلا ہو جانے کی وجہ سے رُوحانی پاکیزگی کے کمال سے عاری ہو چکی ہے پھر بھی اسلام کی تعلیمات کا فیض ہے کہ مسلمانوں میں خودکشی کی شرح دیگر مذاہب کے مقابلے میں بہت کم ہے۔ اس کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ اسلام ہمیں غم کو اپنے اُوپر طاری کر کے مایوس نہیں ہونے دیتا۔ چنانچہ ایک بین الاقوامی تحقیق کے مطابق دُنیا میں سب سے زیادہ خودکشی ایسے لوگ کرتے ہیں جو کسی خدا کو نہیں مانتے اور سب سے کم خودکشی مسلمان لوگ کرتے ہیں۔ دیگر مذاہب کے ماننے والوں میں بھی خودکشی کی شرح ٹھہرین کے مقابلے میں نسبتاً کم ہے، تاہم دیگر مذاہب کے مقابلے میں دین اسلام کے ماننے والوں کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے۔ (39) اور اس کا سبب مسلمانوں کا مایوسی سے دُور رہنا ہے۔
- جب رنج و غم کی کوئی خبر پہنچے یا کوئی نقصان ہو جائے یا کوئی ناگہانی مصیبت آن پہنچے تو فوری طور پر اپنے اندر یہ احساس بیدار کریں کہ ہم اس کرۂ ارض پر ہمیشہ کیلئے نہیں آئے، ہمیں ایک دن ضرور یہاں سے لوٹ کر واپس اپنے رب کی طرف جانا ہے۔ چنانچہ ایسے موقع پر دل میں اللہ رب العزت کی طرف واپسی کا خیال لائیں اور زبان سے ”إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ“ پڑھیں۔ (40)

(38) لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ

(القرآن، الزُّمَر، 39 : 53)

”تم اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا“

(39) <https://www.ncbi.nlm.nih.gov>

(40) الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ﴿١٥٦﴾

- حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی بندہ مصیبت کی صورت میں انا اللہ وانا الیہ راجعون پڑھتا ہے تو اللہ رب العزت اُس بندے سے خوش ہو کر اُس کی مصیبت دُور فرما دیتا ہے، اُسے اچھے انجام کی طرف لوٹا دیتا ہے اور اُس کے اس عمل کے صلے میں نعم البدل عطا فرماتا ہے۔
- غم سے نمٹنے کا ایک ہی راستہ ہے کہ ہم غم سے فرار اختیار کرنے کی بجائے اُسے نہ صرف تسلیم کریں بلکہ مصلحتِ خداوندی سمجھ کر برداشت کریں۔ غم سے نجات کیلئے اس سے بہتر کوئی اور راستہ نہیں، کیونکہ ہمارے ہر غم میں اللہ رب العزت کی کوئی حکمت کوئی مصلحت ضرور پوشیدہ ہوتی ہے۔
- ہمیں چاہئے کہ غم اور غصے کی شدت میں کوئی اہم فیصلہ نہ کریں۔ اگر ایسا موقع آجائے تو کچھ وقت کیلئے رُک جائیں۔ ممکن ہو تو ایک دن کیلئے ٹھہر جائیں تاکہ غم و غصہ کی شدت میں کوئی ایسا جذباتی فیصلہ نہ کر بیٹھیں جو بعد میں ساری زندگی کیلئے پچھتاوے کا باعث بن جائے۔

غم عارضی ہوتے ہیں۔

- غم کی حالت میں یہ یقین رکھنا کہ یہ غم کی رات ایک دن ضرور چھٹ جائے گی، اُمید کی یہ کرن انسان کو زندگی کی طرف واپس لے آتی ہے اور وہ مایوسی سے نکل آتا ہے۔

سکوں محال ہے قدرت کے کارخانے میں
شبات ایک تغیر کو ہے زمانے میں

- سلطان محمود غزنوی کے بارے میں مشہور ہے کہ اُس نے اپنے محبوب غلام ایاز سے کہا کہ مجھے ایک ایسا جملہ لکھ دو کہ جسے میں اُداسی کے وقت پڑھوں تو خوش ہو جاؤں اور خوشی کے وقت پڑھوں تو اُداس

(القرآن، البقرة، 2: 156)

”جن پر کوئی مصیبت پڑتی ہے تو کہتے ہیں: بیشک ہم بھی اللہ ہی کا (مال) ہیں اور ہم بھی اسی کی طرف پلٹ کر جانے والے ہیں۔“

ہو جاؤں۔ ایاز نے اُسے یہ جملہ لکھ دیا:

”یہ وقت بھی گزر جائے گا۔“

بظاہر یہ ایک چھوٹا سا معمولی واقعہ اپنے اندر ایک بہت بڑا سبق رکھتا ہے۔ وقت خوشی کا ہو یا غم کا، بس وہ گزر ہی جاتا ہے۔ جب وقت کو گزر ہی جانا ہے تو پھر ہمیں کسی ڈکھ اور غم کو اپنے سر پہ مسلط نہیں کرنا چاہئے۔ اسی طرح خوشی کے لمحات میں بھی ہمیں غفلت کو خود پہ طاری نہیں ہونے دینا چاہئے۔

• ہمیں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہر انسان کی زمینی زندگی کا آغاز اُس کی ماں کی درد زہ سے ہوتا ہے اور اُس کی زندگی کا اختتام اُس کی اپنی آخری ہچکی کی تکلیف پر ہوتا ہے۔ اس کرۂ ارض پر انسان جب تک زندہ رہتا ہے رنج و غم اُسے گھیرے رہتے ہیں۔ موت کے راستے کرۂ ارض سے واپسی سے قبل غم سے حقیقی نجات ممکن نہیں۔

قیدِ حیات و بندِ غم اصل میں دونوں ایک ہیں
موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں!

غم کو اپنی طاقت بنائیں۔

• ہمیں چاہئے کہ غم کے سامنے کمزور پڑنے کی بجائے غم کو اپنی طاقت بنائیں۔ ڈکھ اور غم ہمیں روحانی اعتبار سے مضبوط اور توانا کرتے ہیں۔ اُن کی وجہ سے ہمیں بہت سے مسائل سے نمٹنے کا شعور پیدا ہوتا ہے، بہت سے تجربات نصیب ہوتے ہیں اور بہترین زندگی گزارنے کا سلیقہ آتا ہے۔

• حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ آزمائش اور مصیبت جتنی سخت ہوتی ہے اُس کا صلہ بھی اتنا ہی بڑا ہوتا ہے اور جب خدا کسی گروہ سے محبت کرتا ہے تو وہ انہیں مزید نکھارنے کیلئے آزمائش میں مبتلا کر دیتا ہے۔ پس جو لوگ اللہ کی رضا پر راضی رہتے ہیں اللہ بھی اُن سے راضی ہو جاتا ہے؛ اور جو اُس آزمائش

میں خدا سے ناراض ہوں اللہ بھی اُن سے ناراض ہو جاتا ہے۔ (4I)

- غم کو برداشت کر جانے پر خوشی انعام میں ملتی ہے۔ ہم جتنا بڑا غم سہتے ہیں اتنی ہی بڑی خوشی انعام میں پاتے ہیں۔ یہ قرآنی ضابطہ ہے کہ ہر مشکل کے بعد آسانی آتی ہے اور آسانی مشکل کے بعد ہی آتی ہے۔ (42)

غم اور انسانی فطرت

- زندگی میں کامیابی حاصل کرنے کیلئے ہمیں پختہ یقین رکھنا چاہیے کہ غم کی کیفیت زندگی کے جمود کو تحرک دیتی ہے اور انسان کو اُس سے ایک نئی سوچ اور بہتر جذبہ ملتا ہے۔ غم ہماری زندگی کے تجربہ کو وسیع کرتے ہیں اور ہمیں راہِ راست پر لے جانے کا حتمی ذریعہ بنتے ہیں۔ غم کی کیفیت سے گزرے بغیر زندگی کی حقیقت کو جاننا ممکن نہیں۔ اس حوالے سے علامہ محمد اقبالؒ کی نظم ”فلسفہ غم“ لازمی پڑھنی چاہئے۔ اس نظم کے چند اشعار ملاحظہ فرمائیں:

حادثاتِ غم سے ہے انساں کی فطرت کو کمال
 غمازہ ہے آئینہ دل کیلئے گردِ ملال
 غم جوانی کو جگا دیتا ہے لطفِ خواب سے
 سازِ یہ بیدار ہوتا ہے اسی مضراب سے
 طائرِ دل کیلئے غم شہ پر پرواز ہے

(4I) ترمذی، السنن، رقم الحدیث: 1954

(42) فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ﴿٤٢﴾ إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ﴿٤١﴾

(القرآن، الإنشراح، 94: 5-6)

”سویشک ہر دُشواری کے ساتھ آسانی (آتی) ہے۔ یقیناً (اس) دُشواری کے ساتھ آسانی (بھی) ہے۔“

راز ہے اِنساں کا دل، غم اِنکشافِ راز ہے
غم نہیں غم، رُوح کا اِک نغمہٴ حنا موش ہے
جو سرودِ بربطِ ہستی سے ہم آغوش ہے
جس کا حباںِ دل شکستِ غم سے ہے نا آشنا
جو سدا مستِ شرابِ عیش و عشرت ہی رہا
ہاتھ جس گُلچیں کا ہے محفوظ نوکِ حنا سے
عشق جس کا بے خبر ہے جبر کے آزار سے
کلفتِ غم گرچہ اُس کے روز و شب سے دُور ہے
زندگی کا راز اُس کی آنکھ سے مستور ہے

● بقول علامہ اقبالؒ غم انسان کی فطرت کو کمال تک پہنچانے کا ذریعہ ہیں، چنانچہ جو انسان ساری زندگی کسی غم میں مبتلا نہ ہو وہ زندگی کا راز نہیں پاسکتا۔

● ہمارے غم بالعموم بے جا توقعات اور غلط نظریات کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں، جیسے ہی ہماری کوئی توقع ٹوٹتی ہے یا کوئی سوچ غلط ثابت ہوتی ہے ہم غم میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اس سے بچنے کا پہلا طریقہ تو یہ ہے کہ اس فانی دُنیا میں لوگوں سے بے جا توقعات نہ لگائی جائیں اور اپنی مثبت خواہشوں کے پورا نہ ہونے پر بھی غمزدہ ہونے کی بجائے اللہ رب العزت کی رضا پر راضی رہا جائے۔

پاکیزہ تمنائیں بھی لاتی ہیں اُداسی
ہر ذوقِ طلبِ شوقِ تمنا ہی مٹا دے

غم کے منفی ردِ عمل سے بچیں۔

- اسلام اپنے ماننے والوں کو یہ تعلیم دیتا ہے کہ وہ غم کے لمحات کو صبر و تحمل کے ساتھ برداشت کریں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے زمانہ جاہلیت کی طرح غمزہ ہو کر ماتم کرنے، بین کرنے، رونے، چیخنے، چلانے، سینہ پیٹنے اور طمانچے مارنے سے منع فرمایا۔
- غمزہ ہو کر اپنی خوشیوں اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے صرف نظر کرنا انسان کو بسا اوقات کفرانِ نعمت کی طرف لے جاتا ہے۔ غم کو اللہ کی رضا سمجھا جائے تو یہی غم انسان کی فطرت کو کمال عطا کرتا ہے ورنہ دوسری طرف ناشکری سے مایوسی تک اور پھر مایوسی سے خودکشی تک بھی لے جاسکتا ہے۔
- انسان ہمیشہ دوسروں کو ملنے والی نعمتیں دیکھتا ہے، لیکن دوسروں کو ملنے والے غم نہیں دیکھتا۔ ہمیں چاہئے کہ ہم غمزہ ہو کر شکوہ شکایت شروع کرنے کی بجائے دوسروں کے غموں کی طرف بھی دیکھیں۔

دُنیا میں کتنا غم ہے، میرا غم کتنا کم ہے
 اوروں کا غم دیکھا تو میں اپنا غم بھول گیا

(II) خوف و ہراس کے آداب

- پریشانی اور مصیبت کا سامنا خود پر خوف و ہراس طاری کرنے کی بجائے ہمیشہ ہمت اور حوصلے کے ساتھ کریں تاکہ اُس پر جلد مناسب حد تک قابو پایا جاسکے۔ خوفزدہ ہو کر چیخ و پکار کرنا یا شور و غوغا کر کے دوسروں کی ہمت کمزور کرنا حکمت کے خلاف ہے۔

ایمر جنسی میں کیسا ردِ عمل ہو؟

- کسی قسم کی ایمر جنسی میں خود کو حاضر دماغ رکھیں اور خوف و ہراس کی صورت حال میں ایک دوسرے کی

باب نمبر I: ذاتی زندگی کے آداب

ہمت بندھائیں۔ یاد رکھیں کہ جو شخص جتنا زیادہ حاضر دماغ اور بیدار مغز ہو گا وہ ہنگامی حالات میں انتہائی درست فیصلہ کرنے کی قوت بھی رکھتا ہو گا۔

• اگر آپ بڑے بھائی کے ساتھ بازار گئے ہوں اور راستے میں حادثے کی وجہ سے وہ بے ہوش ہو جائے تو آپ کو پتہ ہونا چاہئے کہ ایسی صورت میں آپ کو کیا کرنا ہے۔ آپ فوراً بھائی کا موبائل نکالیں اور گھر فون کر کے اطلاع دیں یا بھائی کے کسی ایسے دوست کو فون کریں جو وہاں نزدیک ہی رہتا ہو تاکہ فوری مدد پہنچ سکے۔

• کسی حادثے کی صورت میں آپ طبی امداد کیلئے 1122 پر رابطہ کر کے ایمبولینس منگوا سکتے ہیں۔ اسی طرح چوری ڈکیتی جیسی واردات کی صورت میں پولیس کو بلائے کیلئے 15 پر رابطہ کیا جاسکتا ہے۔ کسی بھی غیر متوقع صورتحال میں حاضر دماغی کے ساتھ صورتحال کا جائزہ لینا اور بروقت اقدام کرنا بہت ضروری ہوتا ہے۔

امید ہمیشہ قائم رکھیں۔

• پر امیدی قدرت کی طرف سے عطا کیا گیا وہ تحفہ ہے جو ہمیں ہر حال میں جینے اور ہر قسم کے حالات کا سامنا کرنے کا موقع دیتی ہے۔ پر امیدی ہمیں یقین کی دولت سے آراستہ کرتی ہے، جبکہ مایوسی اور ناامیدی ہم سے یقین کی دولت چھین لیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں بہت سے مقامات پر مؤمنین کو اپنی رحمت سے امید لگانے رکھنے کا حکم فرمایا ہے۔ (43) خوف و ہراس پر قابو پانے کیلئے پر امید رہنا اور اپنی ذات پر اعتماد و یقین رکھنا نہایت ضروری ہے۔

(43) لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ

(القرآن، الزمر، 39: 53)

”تم اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا۔“

آزمائش میں استقامت اختیار کریں۔

- خوف و ہراس کی کیفیت میں یہ کبھی مت بھولیں کہ اللہ رب العزت کو ہر آزمائش میں ثابت قدم رہنے والے لوگ پسند ہیں۔ اللہ رب العزت قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ وہ ہمیں بہت سے طریقوں سے آزما تا ہے اور اُن آزمائشوں پر ثابت قدم رہنے والوں کو خوشخبری دیتا ہے۔ (44)
- اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں فرمایا کہ ہم پر آنے والی بیشتر مصیبتیں ہماری اپنی بد اعمالیوں کا نتیجہ ہوتی ہیں۔ ہماری اکثر بد اعمالیاں وہ معاف بھی فرما دیتا ہے۔ (45) اگر ہم غور کریں تو انسانوں نے کرہ ارض پر بیشمار مسائل خود اپنی حماقتوں سے کھڑے کئے ہیں۔ فضائی آلودگی اور خوراک میں ملاوٹ کے نتیجہ میں جنم لینے والے مؤذی امراض انسان کے فطرت کے ساتھ تضادم کا نتیجہ ہیں۔ اُن میں سے بعض کی بڑی سخت سزائی نوع انسان کو بھگتنا پڑ رہی ہے۔
- کرہ ارضی پر انسانیت کو پچھلی صدیوں میں بھی کورونا جیسی وبائی صورتحال کا سامنا کرنا پڑتا رہا ہے، جن میں طاعون جیسی بیماریاں شامل تھیں۔ ہمیشہ یہ ایمان رکھیں کہ اللہ رب العزت قادرِ مطلق ہے، یعنی وہ ہمیں ہر قسم کی وبائی صورتحال سے نکانے پر بھی قدرت رکھتا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ خوف و ہراس کی کیفیت میں حادثاتی موت مر جانے والے کو شہادت کا رتبہ عطا ہوتا ہے۔ حدیث مبارکہ ہے کہ راہِ خدا میں قتل کے علاوہ بھی سات قسم کی شہادتیں ہوتی ہیں: جن میں (I) طاعون کی

(44) وَلَتَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ۗ

وَدَّبَّيرِ الصَّبْرِ ۗ

(القرآن، البقرة، 2 : 155)

”اور ہم ضرور بالضرور تمہیں آزمائیں گے کچھ خوف اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کے نقصان سے، اور (اے حبیب!) آپ (اُن) صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنائیں۔“

(45) القرآن، السُّورَى، 42 : 30

باب نمبر I: ذاتی زندگی کے آداب

وباء سے مرنے والا، (2) پانی میں ڈوب کر مرنے والا، (3) نمونیہ سے مرنے والا، (4) پیٹ کی بیماری سے مرنے والا، (5) آگ میں جل کر مرنے والا، (6) عمارت کے نیچے دب کر مرنے والا اور (7) بچے کی پیدائش کے موقع پر مرنے والی عورت شامل ہیں۔ (46) چنانچہ خوف و ہراس کے دوران بے یقینی کی صورت حال میں بھی اس حدیث مبارکہ کی طرف متوجہ ہو کر اللہ رب العزت سے پر امید رہنا چاہئے کہ وہ بُرے سے بُرے حالات میں بھی ہمارا خاتمہ خیر پر کرنے پر قادر ہے۔

● قدیم اُردو میں یہ مقولہ مشہور تھا ”سرگِ انبوہ جشن دارد“ جس کا مطلب ہے کہ بہت سے لوگوں کی اجتماعی موت پر جشن کا سماں ہوتا ہے اور اُسے دیکھ کر بندہ اپنا غم بھول جاتا ہے۔ اجتماعی مصیبت پر یہ سوچ کر ثابت قدم رہنا چاہئے کہ اگر ہم پر یہ مصیبت آئی ہے تو دیگر لوگ بھی تو اُس میں مبتلا ہیں۔ جو رب انہیں اس مصیبت سے نکالے گا یقیناً وہ ہمیں نکالنے پر بھی قدرت رکھتا ہے۔

● حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ خوف و ہراس کے دو بڑے اسباب ہیں: جن میں سے پہلا دُنیا سے محبت ہے اور دوسرا موت سے نفرت۔ (47) غور کریں تو یہ دونوں اسباب کرہ ارض کو اپنا مستقل ٹھکانہ سمجھنے سے پیدا ہوتے ہیں۔ بندہ مومن کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ کرہ ارض اُس کا مستقل ٹھکانہ نہیں ہے اور اُسے ایک نہ ایک دن ضرور موت کے راستے سے گزر کر اپنے اصلی وطن کی طرف واپس جانا ہو گا۔

(46) مالک، الموطأ، رقم الحدیث: 563
(47) أبوداؤد، السنن، رقم الحدیث: 4297

باب نمبر 2

معاشرتی زندگی کے آداب

اس باب کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ بچوں کو بچپن سے ہی دوسروں کے ساتھ حُسنِ سلوک کی ترغیب ملے اور وہ یہ سمجھ سکیں کہ دوسروں کے ساتھ کسی قسم کا معاملہ کرتے وقت انہیں کن آداب کو اپنانا چاہئے۔ یوں یہ عاداتیں پختہ ہو کر انہیں ایک بہترین باکردار انسان بننے میں مدد دے سکیں گی۔

2 (I) والدین کے آداب

- اللہ رب العزت کے بعد انسان پر سب سے زیادہ حق اُس کے والدین کا ہے۔ اِس لئے اللہ تعالیٰ کے بعد ہمیشہ اپنے والدین کے شکر گزار رہیں اور اُن کا حکم بجالائیں۔
- اپنے والدین کی بات ہمیشہ غور سے سنیں۔ ہاتھ میں موبائل یا کتاب ہو تو نظریں اُس کی طرف رکھنے کی بجائے والدین کی طرف متوجہ ہو کر اُن کی بات سنیں۔
- ماں باپ کے ساتھ ہمیشہ اچھا سلوک کریں اور اُن کے ساتھ نرمی سے پیش آئیں۔
- ماں باپ کو ہمیشہ خوش رکھنے کی کوشش کریں اور اُن کی مرضی اور مزاج کے خلاف کبھی کوئی بات نہ کہیں۔ اگر کسی وجہ سے والدین سے اختلافِ رائے کرنا پڑے تو ایسا طریقہ اختیار نہ کریں جس سے اُنہیں تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہو۔
- جب والدین نیچے قالین وغیرہ پر بیٹھے ہوں تو اوپر صوفے یا کرسی پر نہ بیٹھیں، بلکہ اُن کے ساتھ ہی نیچے بیٹھیں۔ جب والدین کھڑے ہوں تو ادا بآکھڑے ہو جائیں۔ جب راستے میں چلیں تو والدین سے آگے نہ چلیں، تاہم اگر راستے میں اندھیرا ہو یا پانی کھڑا ہو تو اُنہیں راستہ دکھانے کیلئے اُن سے آگے چلنا ضروری ہے، تاکہ اُنہیں کوئی نقصان نہ پہنچے۔
- بات کرتے ہوئے اپنی آواز کو والدین کی آواز سے اونچا نہ کریں۔ جب وہ بلائیں تو جلدی سے حاضر ہو جائیں۔ ہر معاملے میں اُن کی رضامندی پہ راضی رہیں۔ اُن کے ساتھ ہمیشہ نرمی سے پیش آئیں۔ اُن کے ساتھ نیکی کرنے پر کبھی احسان نہ جتائیں۔ اُنہیں ترچھی نظروں سے یا گھور کر نہ دیکھیں، بلکہ اُن کے سامنے ہمیشہ عاجزانہ انداز اختیار کریں۔ سفر پہ جانے سے پہلے اُن سے اجازت لازمی لیں۔
- والدین کے ساتھ عاجزی سے بچھے رہنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم ہر وقت اُن کے مرتبہ کا لحاظ رکھیں اور

کبھی اُن کے سامنے اپنی بڑائی نہ جتائیں اور نہ اُن کی شان میں کسی قسم کی گستاخی کریں۔ (48)

• اللہ تعالیٰ کے ہاں نماز کے بعد سب سے پسندیدہ عمل ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اللہ کے سوا کسی کی عبادت مت کرو اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کیا کرو۔“ والدین کو بڑھاپے میں خصوصی توجہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ تب کبھی کبھار وہ ایسے تقاضے کرنے لگتے ہیں جو توقع کے خلاف ہوتے ہیں۔ اُس وقت بھی اُن کی ہر بات کو ہنسی خوشی برداشت کریں اور اُن کی کسی بات سے اکتا کر جواب میں کوئی ایسی بات ہرگز نہ کہیں جو اُنہیں ناگوار گزرے اور اُن کے جذبات کو ٹھیس پہنچے۔ (49)

• بڑھاپے میں جسمانی کمزوری کے علاوہ بات کی برداشت بھی کم ہو جاتی ہے اور کمزوری کے باعث اپنی اہمیت کا احساس بڑھ جاتا ہے، اس لئے ذرا ذرا سی بات بھی محسوس ہونے لگتی ہے۔ اس نزاکت کا لحاظ کرتے ہوئے اپنے کسی قول و عمل سے ماں باپ کو ناراض ہونے کا موقع نہ دیں۔

• ایک شخص نے حضور نبی اکرم ﷺ سے پوچھا ”یا رسول اللہ! ماں باپ کا اولاد پر کیا حق ہے؟“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”ماں باپ ہی تمہاری جنت ہیں اور ماں باپ ہی دوزخ ہیں۔“ یعنی یہ تمہارا

(48) وَ اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ

(القرآن، الإسراء، 17: 24)

”اور اُن دونوں کیلئے نرم دلی سے مجز و انکساری کے بازو جھکائے رکھو“

(49) وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۖ إِنَّمَا يُبَلِّغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا

أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا آفٌ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا ﴿٢٣﴾

(القرآن، الإسراء، 17: 23)

”اور آپ کے رب نے حکم فرمادیا ہے کہ تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت مت کرو اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کیا کرو، اگر تمہارے سامنے دونوں میں سے کوئی ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں ”اُن“ بھی نہ کہنا اور انہیں جھڑکنا بھی نہیں اور اُن دونوں کے ساتھ بڑے ادب سے بات کیا کرو“

باب نمبر 2: معاشرتی زندگی کے آداب

- اختیار ہے کہ تم اُن کی خدمت کر کے جنت حاصل کر لو یا اُنہیں ناراض کر کے جہنم میں چلے جاؤ۔
- حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کی خوشنودی والد کی خوشنودی میں ہے اور اللہ کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے۔“ (50) یعنی اگر کوئی اپنے والد کو خوش رکھے گا تو اللہ تعالیٰ بھی اُس سے خوش ہو جائے گا اور اگر کوئی اپنے والد کو ناراض کرے گا تو اللہ تعالیٰ بھی اُس سے ناراض ہو جائے گا۔
- ہمیں چاہئے کہ ہم دل و جان سے اپنے ماں باپ کی خدمت کریں۔ ماں باپ کی خدمت سے ہی دونوں جہانوں کی بھلائی، سعادت اور عظمت حاصل ہوتی ہے اور آدمی دونوں جہانوں کی آفتوں سے محفوظ رہتا ہے۔ ہمارے پیارے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جو آدمی یہ چاہتا ہو کہ اُس کی عمر دراز کی جائے اور اُس کی روزی میں کشادگی ہو، اُسے چاہئے کہ وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرے۔“ (51)
- بچوں کو اپنی ماں کے ساتھ کیسا رویہ رکھنا چاہئے؟ اس حوالے سے حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جنت تمہاری ماں کے قدموں تلے ہے۔ اگر تم اُن کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ اور اُن کی خدمت کرو تو جنت کے مستحق قرار پاؤ گے۔ (52)
- حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: ”وہ آدمی ذلیل ہو، پھر ذلیل ہو، پھر ذلیل ہو۔“ لوگوں نے پوچھا: ”اے خدا کے رسول! کون آدمی؟“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ آدمی جس نے اپنے ماں باپ کو بڑھاپے کی حالت میں پایا لیکن پھر بھی اُن کی خدمت کر کے جنت میں داخل نہ ہوا۔“ (53)
- والدین کے کمرے میں جانے سے پہلے اُن سے اندر آنے کی اجازت لینی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن

(50) ترمذی، الجامع، رقم الحدیث: 1899

(51) الأدب المفرد، 22 / I، رقم الحدیث: 22

(52) الْجَنَّةُ تَحْتَ أَقْدَامِ الْأُمَّهَاتِ

(قضاہی، مسند الشہاب، 1: 102، رقم الحدیث: 119)

”جنت تمہاری ماؤں کے قدموں تلے ہے (لہذا تم اُن کے ساتھ حسن سلوک کر کے اُس کے مستحق بن جاؤ)۔“

(53) مسلم، الصحيح، رقم الحدیث: 2551۔ ترمذی، السنن، رقم الحدیث: 3545

مجید میں والدین کے کمرے میں جانے سے پہلے اُن سے اجازت لینے کا حکم فرمایا ہے: ”اے ایمان والو! چاہئے کہ تمہارے زیر دست (غلام اور باندیاں) اور تمہارے ہی وہ بچے جو (ابھی) جوان نہیں ہوئے (تمہارے پاس آنے کیلئے) تین مواقع پر تم سے اجازت لیا کریں: (ایک) نمازِ فجر سے پہلے اور (دوسرے) دوپہر کے وقت، جب تم (آرام کیلئے) کپڑے اتارتے ہو اور (تیسرے) نمازِ عشاء کے بعد (جب تم خوابگاہوں میں چلے جاتے ہو)، (یہ) تین (وقت) تمہارے پردے کے ہیں، ان (اوقات) کے علاوہ نہ تم پر کوئی گناہ ہے اور نہ اُن پر، (کیونکہ بقیہ اوقات میں وہ) تمہارے ہاں کثرت کے ساتھ ایک دوسرے کے پاس آتے جاتے رہتے ہیں، اسی طرح اللہ تمہارے لئے آیتیں واضح فرماتا ہے، اور اللہ خوب جاننے والا حکمت والا ہے۔ اور جب تم میں سے بچے حدِ بلوغ کو پہنچ جائیں تو وہ (تمہارے پاس آنے کیلئے) اجازت لیا کریں، جیسا کہ اُن سے پہلے (دیگر بالغ افراد) اجازت لیتے رہتے ہیں، اس طرح اللہ تمہارے لئے اپنے احکامِ خوب واضح فرماتا ہے، اور اللہ خوب علم والا اور حکمت والا ہے۔“ (54)

● ماں باپ کی خدمت اللہ کی راہ میں جہاد سے زیادہ افضل کام ہے۔ ایک شخص حضور نبی اکرم ﷺ کے پاس جہاد میں شریک ہونے کی نیت سے حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے اُس سے پوچھا: ”کیا تمہارے ماں باپ زندہ ہیں؟“ اُس نے کہا: ”جی ہاں زندہ ہیں۔“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جاؤ اور اُن کی خدمت کرتے رہو۔ یہی تمہارا جہاد ہے۔“ (55)

● والدین سے محبت کریں اور اُن کی محبت کو اپنے لئے باعثِ سعادت و اجرِ آخرت سمجھیں۔ حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جو نیک اولاد ماں باپ پر محبت بھری ایک نظر ڈالتی ہے، اُس کے بدلے اللہ رب العزت اُسے ایک حج کا ثواب بخشتا ہے۔ لوگوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! اگر کوئی ایک دن میں سو بار اسی طرح رحمت و محبت کی نظر ڈالے۔ آپ ﷺ نے

(54) القرآن، النور، 24: 58، 59
(55) بخاری، الصحيح، رقم الحدیث: 2842

باب نمبر 2: معاشرتی زندگی کے آداب

فرمایا: ”ہاں، اگر کوئی سو بار ایسا کرے تب بھی۔“ (56)

- ماں باپ کی دل و جان سے اطاعت کریں۔ اگر وہ کچھ زیادتی کر رہے ہوں تب بھی خوش دلی سے اُن کی اطاعت کریں اور اُن کے عظیم احسانات کو پیش نظر رکھ کر اُن کے وہ مطالبے بھی خوشی خوشی پورے کریں جو آپ کے ذوق اور مزاج پر گراں ہوں بشرطیکہ وہ دین کے خلاف نہ ہوں۔

I3) بہن بھائیوں کے آداب

- اپنے بہن بھائیوں کیلئے بھی وہی پسند کریں جو آپ اپنے لئے پسند کرتے ہیں۔ جس شے کو اپنے لئے اچھی نہیں سمجھتے وہ اُن کیلئے بھی اچھی مت سمجھیں۔ (57)
- اپنے قول و فعل کے ساتھ اُنہیں کسی بھی قسم کی اذیت نہ پہنچائیں۔
- دیگر لوگوں کی طرح اپنے بہن بھائیوں کے ساتھ بھی غیبت، چغلی، بدگمانی اور حسد سے باز رہیں۔
- جب بھی اپنے بہن بھائیوں سے ملیں تو اُنہیں سلام کہیں۔
- جب بہن بھائی آپ کو کسی موقع پر کوئی دعوت دیں تو اُن کی دعوت قبول کریں۔
- جب وہ بیمار ہوں تو اُن کی تیمارداری ضرور کریں۔
- جب وہ فوت ہو جائیں تو اُن کے جنازے میں لازمی شرکت کریں۔

(56) بیہقی، شعب الایمان، رقم الحدیث: 245

(57) لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ

(بخاری، الصحيح، رقم الحدیث: I3. ترمذی، السنن، رقم الحدیث: 2515)

”تم میں سے کوئی بھی شخص اُس وقت تک (کامل) ایمان والا نہیں ہوتا جب تک اپنے بھائی کیلئے وہی کچھ پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔“

آداب زندگی... کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

- جب وہ آپ سے مشورہ طلب کریں تو انہیں صحیح مشورہ دیں۔
- اُن کی عدم موجودگی میں اُن کے حقوق کی حفاظت کریں۔

چھوٹے بہن بھائیوں کے آداب

- چھوٹے بہن بھائیوں کے ساتھ سختی کرنے کی بجائے ہمیشہ شفقت اور محبت کے ساتھ پیش آئیں۔
- کسی قسم کی مشکل کی صورت میں انہیں کبھی تنہا نہ چھوڑیں اور اُن کی ایسے حفاظت کریں جیسے اپنی حفاظت کرتے ہیں۔
- اُن کی غلطیوں پر اُن سے اُلجھنے اور مار پیٹ کرنے کی بجائے انہیں معاف کر دیں اور ہمیشہ نرمی والا برتاؤ کریں۔
- والدین کی وفات کے بعد چھوٹے بہن بھائیوں کی پرورش کریں اور اُن کی اچھی تربیت کریں؛ اور پوری کوشش کریں کہ انہیں والدین کی کمی کا احساس نہ ہونے پائے۔

بڑے بہن بھائیوں کے آداب

- بڑے بہن بھائیوں کی عزت کریں اور اُن کے ساتھ احترام سے پیش آئیں۔ ہمارے پیارے نبی ﷺ نے فرمایا کہ ہم اپنے بڑے بھائی کا ایسے احترام کریں جیسے اپنے والد کا احترام کرتے ہیں۔ (58)
- والدین کی عدم موجودگی میں انہیں والدین کی طرح عزیز جانیں اور اپنا سر پرست و رہنما سمجھیں۔
- جس قدر ممکن ہو اُن کے جائز احکامات پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔

(58) حَقُّ كَبِيرِ الْاِخْوَةِ عَلٰی صَغِيرِهِمْ حَقُّ الْوَالِدِ عَلٰی وَكَلِدِهِ

(بیہقی، شعب الایمان، رقم الحدیث: 7929)

”بڑے بھائی کا حق اپنے چھوٹے بہن بھائیوں پر ایسا ہے جیسا باپ کا حق اپنے بیٹے پر ہوتا ہے۔“

- اگر کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو خود آگے بڑھ کر اُن سے معافی مانگ لیں۔
- ہر لحاظ سے اُن کی دل آزاری سے بچنے کی کوشش کریں۔

کزنوں کے آداب

- کزنز بھی ایک لحاظ سے بہن بھائیوں کی طرح ہیں، مگر چونکہ وہ محرم نہیں ہوتے اس لئے دین اسلام کی تعلیمات کے مطابق جنس مخالف سے تعلق رکھنے والے کزنز کے ساتھ آزادانہ فری ہو جانا، باہر گھومنے پھرنے چلے جانا اور تنہائی میں ملاقات وغیرہ سختی سے ممنوع ہے۔

14) ازدواجی زندگی کے آداب

- اللہ تعالیٰ نے انسان کو جس فطرت کے مطابق پیدا کیا ہے اُس میں نسب کی اہمیت سب سے بڑھ کر ہے۔ انسانوں کا ہر وہ عمل جس میں نسل انسانی کا نسب آلودہ یا مشکوک ہونے کا امکان ہو اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ سخت گناہ ہے..... بلکہ بنیادی اسلامی عقائد سے انکار کے بعد نسب کو آلودہ یا مشکوک بنانا سب سے بڑا گناہ ہے۔

- نسب انسانی کو مشکوک کرنے والے گناہوں کا انجام نہ صرف قیامت کے دن سزا کی صورت میں ظاہر ہوگا بلکہ اس زندگی میں بھی طبی نکتہ نظر سے انسانی صحت کی بڑی تباہی کا باعث بنتا ہے۔ ایڈز جیسی لاعلاج بیماری جنسی بے راہروی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے اور جس شخص کو ایڈز ہو جائے اُس کی قوت مدافعت بہت حد تک کمزور ہو جاتی ہے اور وہ سسک سسک کر مرتا ہے۔ قانون فطرت سے کھیلنے والوں کا انجام اس دنیا میں بھی ہلاکت ہے اور آخرت میں بھی دردناک عذاب اُن کا منتظر ہے۔

- نسب انسانی کی حفاظت کیلئے اللہ تعالیٰ نے رحم مادر کی طہارت و پاکیزگی کا ایسا انتظام کیا ہے کہ بیوہ اور مطلقہ عورت کو بھی چند مہینوں کی ”عدت“ گزارے بغیر دوسرا نکاح کرنے سے منع فرمادیا۔

● شادی کے بغیر لڑکے لڑکی کا اکٹھے رہنا سخت گناہ ہے، جو اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ اگر بغیر شادی کے اُن کے ہاں بچہ پیدا ہو جائے تو وہ بچہ حرام زادہ کہلائے گا، یعنی اُس کا نسب حلال نہیں ہوگا۔ بہت سے مغربی ممالک میں نسب کی حفاظت کے فطری اصولوں کو پس پشت ڈالنے کی وجہ سے مقامی آبادی میں اضافے کی شرح اس خاص سطح سے گر چکی ہے کہ اُس کا برقرار رہنا دُشوار ہے۔ چنانچہ اُن ممالک میں بزرگوں کو پنشن دینے کا نظام نوجوان تارکین وطن کے ٹیکسوں کے سہارے پر قائم ہے۔

● انسانی نسب کی حفاظت کیلئے اسلام نے ہر مسلمان کیلئے شادی کو ضروری قرار دیا۔ شادی فطرتِ انسانی کا ایسا تقاضا ہے جو انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے شادی نہ کرنے والوں کو تاکید کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ شادی کریں اور جو میری سنت پر عمل نہ کرے وہ مجھ سے نہیں ہے۔ (59)

● زندگی کے دیگر امور کی طرح اسلام میں شادی اور اُس کے بعد کی زندگی کیلئے بھی کچھ آداب ہیں۔ اگر اُن کا لحاظ رکھا جائے تو شادی دُنیا و آخرت کی برکتیں لاتی ہے اور اگر اُن آداب کو ترک کر دیا جائے تو اکثر وہ شادی بد بختی کا باعث بن جاتی ہے۔ اِس لئے ضروری ہے کہ ہر مسلمان نوجوان اُن اسلامی آداب کا خاص لحاظ رکھے جن کی طرف اسلام نے رہنمائی فرمائی ہے۔

شادی کیوں کی جائے؟

● جنس مخالف کی کشش جہاں انسان کیلئے ایک بہت بڑی آزمائش ہے وہیں نسلِ انسانی کے فروغ کا ذریعہ بھی ہے۔ شادی کا بنیادی مقصد نسلِ انسانی کا فروغ ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے نوجوانوں کو مخاطب

(59) فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي

(بخاری، الصحيح، رقم الحدیث: 5063)

”پس جو میری سنت پر عمل نہ کرے وہ مجھ سے نہیں ہے۔“

باب نمبر 2: معاشرتی زندگی کے آداب

کرتے ہوئے فرمایا: ”اے نوجوانو! تم میں سے جو کوئی نکاح کی صلاحیت رکھتا ہو اُسے چاہئے کہ وہ شادی کر لے، کیونکہ شادی نظر کو نیچا کرتی اور شرمگاہ کی حفاظت کرتی ہے؛ اور جو استطاعت نہ رکھتا ہو اُسے چاہئے کہ وہ (شہوت کا زور کم کرنے کیلئے) روزے رکھا کرے، کیونکہ روزے رکھنا اُس کیلئے (گناہ سے بچانے والی) ڈھال ہے۔“ (60)

● فطرت نے انسان کو جن خواہشات سے دوچار کیا ہے اسلام نے اُن خواہشات کو اُن کے صحیح راستے کے مطابق کنٹرول کیا ہے۔ اسلام نے خواہشات کو اعتدال میں لانے اور عفت و عصمت کو محفوظ بنانے کیلئے نکاح کا راستہ بنایا اور نکاح کو ثواب کا ذریعہ قرار دیا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”تمہارے لئے بضع (نکاح) میں نیکی ہے۔“ صحابہ کرام نے پوچھا: ”یا رسول اللہ! جب ہم میں سے کوئی اپنی خواہش پوری کرتا ہے تو کیا وہ اُس پر بھی اجر پاتا ہے؟“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر وہ اپنی خواہش کو حرام طریقے سے پوری کرتا تو یقیناً وہ گناہگار ہوتا۔ اب جبکہ اُس نے حلال ذریعہ اختیار کیا ہے تو اس لئے اُس کیلئے اجر ہے۔“ (61)

(60) يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ، مَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَعَصَّ لِلْبَصْرِ، وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ؛ فَإِنَّهُ لَهُ وَجَاءٌ.

(بخاری، الصحيح، 5/1950، رقم الحدیث: 4779. مسلم، الصحيح، 2/1018، رقم الحدیث: 1400)

”اے نوجوانو! تم میں سے جو کوئی نکاح کی صلاحیت رکھتا ہو اُسے چاہئے کہ وہ شادی کر لے، کیونکہ یہ سب سے بڑھ کر نظر کو نیچا کرتی اور شرمگاہ کی حفاظت کرتی ہے۔ اور جو یہ استطاعت نہ رکھتا ہو اُسے چاہئے کہ روزے رکھا کرے، کیونکہ روزے رکھنا اُس کیلئے نکاح کی فطری خواہش کی شدت کو توڑنے کا باعث ہے۔“

(61) قَالَ الرَّسُولُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: فِي بُضْعِ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ. قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَيَأْتِي أَحَدُنَا شَهْوَتُهُ وَيَكُونُ لَهُ فِيهَا أَجْرٌ؟ قَالَ: أَرَأَيْتُمْ لَوْ وَضَعَهَا فِي حَرَامٍ، أَكَانَ عَلَيْهِ فِيهَا وَزْرٌ؟ فَكَذَلِكَ إِذَا وَضَعَهَا فِي الْحَلَالِ كَانَ لَهُ أَجْرٌ

(ابن حبان، الصحيح، رقم الحدیث: 4167)

شادی کب کی جائے؟

- دُورِ حاضر میں کم و بیش ہر ملک میں شادی کی کم از کم عمر کا تعین کر دیا گیا ہے۔ پاکستان کے مروجہ قانون کے مطابق شادی کیلئے لڑکے کی کم از کم عمر 18 سال جبکہ لڑکی کی کم از کم عمر 16 سال طے ہے۔ ذہنی و جسمانی پختگی نہ ہونے کی وجہ سے کم عمری کی شادی کو جرم قرار دیا گیا ہے۔ طے شدہ عمر سے قبل شادی کرنے کی صورت میں نکاح خواں قانونی طور پر اُس نکاح کی رجسٹریشن نہیں کروا سکتا۔

شادی کس کے ساتھ کی جائے؟

- حضور نبی اکرم ﷺ نے شادی کے چار بڑے اسباب بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ بندے کو چاہئے کہ وہ اپنی شریک حیات کے انتخاب کیلئے ”کردار“ کی شرط کو سب سے زیادہ اہمیت دے کہ اُسی کی بدولت وہ دُنیا و آخرت میں کامیابوں سے ہمکنار ہو سکتا ہے۔
- حدیثِ مبارکہ ہے: ”عام طور پر چار خوبیوں کی بناء پر کسی عورت سے شادی کی جاتی ہے۔ (1) اُس کے مال و دولت کیلئے (2) اُس کے خاندانی حسب و نسب کیلئے (3) اُس کے حسن و جمال کیلئے اور (4) اُس کے دین و کردار کیلئے، پس تمہیں چاہئے کہ دین و کردار کو (باقی خوبیوں پر) فوقیت دے کر کامیابی حاصل کرو۔“ (62)

حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”تمہارے لئے نکاح میں نیکی ہے۔“ صحابہ کرام نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ! جب ہم میں سے کوئی اپنی خواہش پوری کرتا ہے تو کیا وہ اُس پر بھی اجر پاتا ہے؟“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارا کیا خیال ہے، اگر وہ اپنی خواہش کو حرام جگہ پر رکھتا تو کیا اُس پر (فعلِ قبیح) میں گناہ کا بوجھ نہ ہوتا؟ اب جبکہ اُس نے اُس خواہش کو حلال جگہ رکھا ہے تو اس لئے اجر بھی ہو گا۔“

(62) تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِأَرْبَعٍ: لِمَالِهَا، وَلِحَسَبِهَا، وَلِجَمَالِهَا، وَلِدِينِهَا، فَاطْفَرُ بَدَاتِ الدِّينِ (بخاری، الصحيح، رقم الحديث: 4805. مسلم، الصحيح، رقم الحديث: 1466)

”عام طور پر چار خوبیوں کی بناء پر کسی عورت سے شادی کی جاتی ہے: (1) اُس کے مال و دولت کے سبب، (2) اُس

باب نمبر 2: معاشرتی زندگی کے آداب

- ہر مؤمن مرد کو اپنی شریک حیات کے انتخاب میں جذباتی فیصلے کی بجائے سوچ سمجھ کر فیصلہ کرنا چاہئے، کیونکہ مستقبل میں پیدا ہونے والے اُس کے بچوں کا یہ حق ہے کہ وہ اُن کیلئے اچھی باکردار اور باصلاحیت ماں کا انتخاب کرے۔ اسی طرح ہر مؤمن خاتون کو بھی چاہئے کہ وہ مستقبل میں پیدا ہونے والے اپنے بچوں کیلئے اچھے باکردار باپ کا انتخاب کرے۔

پسند کی شادی کیسے کی جائے؟

- والدین کا فرض ہے کہ وہ شادی سے قبل بچوں سے اُن کی رضامندی لیں۔ مرضی کے بغیر شادی مسلط کرنا قطعی جائز نہیں ہے۔ اسی طرح اسلام میں پسند کی شادی جائز ہے، مگر اُس کا طریقہ کار بھی جائز ہونا چاہئے کہ بچے اپنے والدین کو اس حوالے سے اعتماد میں لیں تاکہ کسی قسم کی پیچیدگی پیدا نہ ہو۔
- بعض اوقات لڑکے لڑکی کا شادی سے پہلے بہت آگے تک چلے جانا ہی دونوں کے والدین کیلئے عزت اور غیرت کا مسئلہ بن جاتا ہے اور پسند کی شادی میں رکاوٹ آجاتی ہے۔ سمجھدار بچے اعتدال کی راہ اپناتے ہیں اور شروع میں ہی والدین کو اعتماد میں لے لیتے ہیں تو اُن کی زندگی میں ایسی سخت آزمائش کی نوبت ہی نہیں آنے پاتی۔
- بعض اوقات لڑکا اور لڑکی کا شادی سے پہلے معاملات کو اس قدر بگاڑ لیتے ہیں کہ دونوں کے گھر والے کسی طرح بھی راضی نہیں ہوتے اور اُنہیں کورٹ میرج کرنا پڑتی ہے۔ ایسی صورت میں نکاح تو ہو جاتا ہے اور وہ نیا گھر بھی بسا لیتے ہیں، مگر چونکہ اُس کے بعد اُنہیں اپنے خاندانوں سے کٹ کر اکیلے رہنا پڑتا ہے اس لئے اُس معاشرتی مقاطعہ کے نتیجے میں اُنہیں بہت کچھ برداشت کرنا پڑتا ہے۔ اُن کی زندگی کا بیشتر حصہ بے سکونی میں گزرتا ہے۔ اُن کی اولاد کی پرورش اور تربیت پر بھی اس کا بہت بُرا اثر پڑتا ہے؛ اور

کے خاندانی حسب و نسب کے سبب، (3) اُس کے حُسن و جمال کے سبب، اور (4) اُس کے دین و کردار کے سبب۔ تمہیں چاہئے کہ دین و کردار کو (باقی خوبیوں پر) فوقیت دے کر کامیابی حاصل کرو۔“

آداب زندگی... کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

بسا اوقات تو اس جذباتی فیصلے کا نتیجہ طلاق کی صورت میں نکلتا ہے۔

منگنی سے شادی تک

● شادی سے پہلے رشتہ طے کرتے وقت لڑکی اور اُس کے خاندان کو دیکھنا ضروری ہے تاکہ اُس کی شکل و صورت اور تعلیم و تربیت کے حوالے سے اطمینان کر لیا جائے۔ ایسا اِس لئے بھی ضروری ہے کہ بعد میں کسی کو یہ شکایت نہ ہو کہ میری ماں یا بہنوں نے جو لڑکی میرے لئے پسند کی ہے مجھے تو وہ پسند ہی نہیں ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اگر کسی لڑکی سے شادی کا ارادہ ہے تو شادی سے پہلے اُسے دیکھ لو، اِس سے دونوں کے درمیان محبت پیدا ہوگی۔ (63)

● شادی سے پہلے خاندان کی موجودگی میں ایک دوسرے کو دیکھنا جائز ہے، لیکن ایک دوسرے کو جانے اور سمجھنے کے نام پر ساتھ میں اکیلے گھومنا پھر ناجائز نہیں، اِس سے کئی قباحتیں پیدا ہونے کا خدشہ ہوتا ہے۔ منگیتر کے اخلاق و کردار کو جاننے اور معلومات حاصل کرنے کیلئے دیگر ذرائع اپنائے جاسکتے ہیں۔ یاد رکھیں! مغربی معاشرہ میں شادی سے پہلے ایک دوسرے کو جاننے اور سمجھنے کا رواج سب سے زیادہ ہے۔ وہاں لڑکا لڑکی شادی سے پہلے سالہا سال بطور دوست اکٹھے رہتے ہیں اور پھر اُس کے بعد شادی کرتے ہیں، مگر اُس کے باوجود سب سے زیادہ طلاقیں بھی وہیں ہوتی ہیں۔ چنانچہ اکٹھے وقت گزارنے کے بعد کی جانے والی شادی کو زیادہ پائیدار سمجھنے والی سوچ ہی بنیادی طور پر غلط ہے۔

● شادی اگر اپنے ہی خاندان میں ہو رہی ہو، یعنی کزن میرج ہو تو تھلاسیمیہا (Thalassemia) جیسی مُوروثی بیماری کا ٹیسٹ لازمی کروالینا چاہئے۔ اگر اسے معمولی سمجھ کر نظر انداز کر دیا جائے تو والدین کی جینیاتی خرابی کے باعث بعد میں پیدا ہونے والی اولاد کیلئے ساری عمر کا رونا نصیب میں رہ جاتا ہے۔

(63) اذْهَبْ فَانظُرْ إِلَيْهَا فَإِنَّهُ أَحْرَى أَنْ يُؤَدَمَ بَيْنَكُمَا

(أحمد بن حنبل، المسند، 4 : 246، رقم الحدیث: 18179)

”جاؤ اُسے دیکھ لو کیونکہ اِس سے تم دونوں کے درمیان محبت پیدا ہوگی۔“

باب نمبر 2: معاشرتی زندگی کے آداب

- شادی اگر بالکل اجنبی خاندان میں ہو رہی ہو تو اُس خاندان کے افراد کا صرف خوبصورت ہونا یا تعلیم یافتہ ہونا ہی کافی نہیں سمجھنا چاہئے بلکہ اُن کے رہن سہن اور اُن کی خاندانی روایات و اقدار کے علاوہ یہ جاننا بھی ضروری ہوتا ہے کہ اُس خاندان میں کوئی مُوروثی مرض تو موجود نہیں ہے! اُس خاندان کے بچے بالعموم گونگے بہرے، معدور یا پاگل تو نہیں ہوتے! اُس خاندان کی عورتوں میں بانجھ پن تو نہیں ہوتا! لڑکی کے والدین اور بہن بھائی کس قدر دیندار یا آزاد خیال ہیں! کہیں وہ دین کے حوالے سے باغیانہ روش یا پھر اُس کے برعکس انتہا پسندانہ نظریات تو نہیں رکھتے!!

شادی کے دوران

- شادی کے دوران ایسی علاقائی رسموں سے اجتناب برتنا چاہئے جو فضول خرچی کے زُمرے میں آتی ہوں یا دین اسلام کی عمومی تعلیمات سے متصادم ہوں۔
- شادی کا اعلان کرنا ضروری ہے۔ شادی والے گھر میں ڈلہن کی سہیلیوں کا ڈھولک بجانا نہ صرف جائز بلکہ حدیث مبارکہ کے مطابق ضروری ہے۔ (64) اسی طرح بارات کے شادی ہال یا ڈلہن کے گھر پہنچنے پر بینڈ وغیرہ کے اہتمام میں کوئی ممانعت نہیں کہ یہ بھی ایک قسم کا اعلان ہی ہوتا ہے، تاہم اتنا زیادہ ڈھول باجا جائز نہیں کہ جس سے ہمسائیگی میں بسنے والوں یا راہگیروں کو تکلیف ہو۔
- نکاح کے دور کن ہیں، جنہیں ایجاب اور قبول کا نام دیا جاتا ہے؛ اور اعلان اُس کی بنیادی شرط ہے۔ ڈلہن چونکہ نکاح کو قبول کرتے ہوئے خود کو اپنے شوہر کے سپرد کرتی ہے اس لئے اُس کی دلجوئی کیلئے حق مہر کا تحفہ دینے کا حکم ہے۔ حق مہر کی مقدار کم از کم دس درہم (تقریباً 3 گرام چاندی) کے برابر

(64) فَصَلُّ مَا بَيْنَ الْحَرَامِ وَالْحَلَالِ الدُّفُّ وَالصَّوْتُ

(ترمذی، السنن، رقم الحدیث: 1088)

”حلال و حرام کے درمیان فرق دَف بجانا اور گانا ہے (یا جہاں یہ کچھ ہو سمجھو حلال یعنی نکاح و شادی ہے۔ اگر نہیں اور چپکے سے معاملہ ہو رہا ہے تو بدکاری ہے)۔“

آداب زندگی... کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل
 ہونی چاہئے، زیادہ کی کوئی حد نہیں۔

- اسلام میں جہیز کا تصور چند بنیادی ضرورتوں سے زیادہ نہیں، جو ذلہن کے گھر والے اُسے اپنا نیا گھر بسانے کے موقع پر بطور تحفہ دیتے ہیں۔ مگر آجکل بعض اوقات جس طرح لڑکے والوں کی طرف سے جہیز کی ڈیمانڈ کی جاتی ہے وہ قطعی غیر اسلامی ہے۔ امراء اپنی بیٹی کو جہیز کے طور پر بے حد و حساب سامان تو دے دیتے ہیں مگر وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ بیٹی کا گھر جہیز سے نہیں بلکہ اچھی تربیت سے بستا ہے۔
- ذلہن کی رخصتی سے اگلے دن ولیمہ کرنا حضور نبی اکرم ﷺ کی سنت ہے۔ بہت سے علماء اسے واجب قرار دیتے ہیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ولیمہ کرو خواہ اتنا مختصر ہو کہ صرف ایک بکری کا انتظام کر سکو، پھر بھی اُسے نظر انداز نہ کرو۔ (65) یعنی ولیمہ اپنی استطاعت کے مطابق ہونا چاہئے، اور جو زیادہ اہتمام کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو اُسے چاہئے کہ وہ اپنی حیثیت کے مطابق اہتمام کر لے۔
- دعوتِ ولیمہ کو صرف امیروں تک محدود نہ رکھیں بلکہ غرباء اور مساکین کو بھی حتیٰ المقدور کھانے کی دعوت میں شامل کریں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس ولیمے کو امیروں تک محدود رکھا جائے اور اُس میں غرباء و مساکین کو شامل نہ کیا جائے وہ بہت بُرا کھانا ہے۔ (66)

شادی کے بعد

- شادی کے بعد ایک دوسرے کی ہم خیالی سب سے زیادہ ضروری ہوتی ہے۔ چنانچہ ابتدائی چند ماہ ایک

(65) أَوْلِمُّمٌ وَلَوْ بِشَاةٍ

(بخاری، الصحيح، رقم الحدیث: 5168)

”ولیمہ کرو خواہ (اُس کیلئے تمہارے پاس صرف) ایک بکری ہی ہو۔“

(66) بَسَّسَ الطَّعَامُ طَعَامُ الْوَلِيمَةِ يُدْعَى إِلَيْهِ الْأَغْنِيَاءُ وَيُتْرَكُ الْمَسَاكِينُ

(مسلم، الصحيح، رقم الحدیث: 1432)

”نہایت بُرا کھانا اُس ولیمہ کا کھانا ہے جس میں امیر بلائے جائیں اور مساکین کو نہ بلا یا جائے۔“

باب نمبر 2: معاشرتی زندگی کے آداب

دوسرے کی ہم خیالی پہ صرف کریں۔ اگر میاں بیوی دونوں یہ تہیہ کر لیں کہ وہ ایک دوسرے کی کچھ باتیں مان لیں اور کچھ باتیں دوسرے کو منوالیں تو زندگی بہت آسان ہو جاتی ہے۔ مثلاً شوہر کو اگر سرخ رنگ پسند نہیں تو بیوی کو چاہئے کہ وہ سرخ رنگ کے کپڑے پہننا ترک کر دے۔ اسی طرح اگر بیوی کو شوہر کا سگریٹ پینا برا لگتا ہے تو شوہر کو چاہئے کہ وہ کوشش کر کے اُسے ترک کر دے۔

● اگر شادی خاندان میں ہو رہی ہو تو شادی سے پہلے ہی ایک دوسرے کی پسندنا پسند اور مزاج سے واقفیت حاصل کرنا آسان ہوتا ہے۔ تاہم اگر شادی نئے خاندان میں ہو رہی ہو تو بالخصوص ڈہلن کو چاہئے کہ وہ ابتدائی چند ماہ نہ صرف اپنے شوہر کے مزاج بلکہ نئے خاندان کی عادات اور رسم و رواج کو سمجھنے پر بھی صرف کرے؛ اور شوہر کے خاندان کا موازنہ اپنے والدین کے خاندان کے ساتھ نہ کرے۔ یوں وہ بہت جلد نئے خاندان میں رچ بس سکتی ہے۔

● شادی کے بعد ایک نیا گھرانہ وجود میں آتا ہے، جو معاشرے کی بنیادی اکائی بنتا ہے۔ کسی بھی اچھے معاشرے میں امن و سکون تبھی ہو سکتا ہے جب اُس کے گھرانوں میں سکون ہو؛ اور گھرانوں میں سکون میاں بیوی کے درمیان حقوق و فرائض کے بہتر توازن سے ہی ممکن ہوتا ہے۔

● میاں بیوی دونوں میں سے کسی ایک طرف سے کمی یا زیادتی کی صورت میں دوسرے کا ردِ عمل اگر اعتدال سے ہٹا ہوا ہو تو معاملہ اُلجھ جاتا ہے۔ دونوں کو اپنے حقوق و فرائض کا بہتر علم ہونا چاہئے تاکہ نادانستگی میں بھی کوئی حق تلفی نہ ہونے پائے۔ والدین کو چاہئے کہ وہ شادی سے پہلے اپنے بچوں کی کونسلنگ کریں کہ شادی کے بعد انہیں کون سی ذمہ داریاں نبھانا ہیں، تاکہ کسی حق تلفی کی نوبت ہی نہ آنے پائے۔

● اصولاً تو ضروری ہے کہ ہر گھرانہ الگ گھر میں رہے، تاہم اگر مہنگائی یا دیگر مجبوریوں کی بناء پر ایسا ممکن نہ ہو اور مشترکہ خاندان (joint family) کی صورت میں رہنا پڑے تو باہم عزت و احترام کا طرزِ عمل اپنانا نہایت ضروری ہے۔ سُسرالی رشتوں کا احترام بہت سے مسائل کو جنم لینے سے پہلے ختم کر دیتا ہے۔

آداب زندگی... کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

- میاں بیوی زندگی کی گاڑی کے دو پہنئے ہیں اور انہیں ہر خوشی اور غم کے موقع پر ایک دوسرے کا ساتھ نبھانا چاہئے اور اپنے شریک حیات کو یہ احساس دلانا چاہئے کہ میں ہر حال میں تمہارے ساتھ ہوں۔
- ازدواجی تعلقات کی باتیں میاں بیوی کے درمیان راز ہوتی ہیں۔ ایسی راز کی باتیں دوستوں کو بتانا ایسی بے حیائی اور بیہودہ عمل ہے، جس سے نہ صرف بے حیائی کو فروغ ملتا ہے بلکہ شرانگیزی اور فتنہ بھی پیدا ہو سکتا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت والے دن اللہ کے نزدیک سب سے بُرا شخص وہ ہو گا جو اپنی بیوی کے پاس جائے اور اگلے روز جا کر لوگوں کے سامنے وہ باتیں بیان کر دے۔ (67)

- بعض مرد اپنی بیوی کے ساتھ ملازمہ کا سا رویہ رکھتے ہیں، جس کی وجہ سے نہ صرف وہ اپنی بیوی کی زندگی مشکل بنا دیتے ہیں بلکہ خود ان کی اپنی زندگی میں بھی سکون نہیں رہتا۔
- بعض مرد عورت کو بچے پیدا کرنے والی مشین سمجھتے ہیں، اسی طرح بعض خواتین مرد کو پیسہ کمانے والی مشین سمجھتی ہیں، جبکہ یہ دونوں رویئے نامناسب ہیں۔
- شوہر کو چاہئے کہ بیوی کی دلجوئی کیلئے گھر کے انتظام و انصرام میں اُس کے ساتھ معاونت کرے۔ اِس سے آپس میں محبت بڑھتی ہے۔ اسی طرح اُمور خانہ داری سے متعلق تمام معاملات میں بیوی کی رائے کو فوقیت دے اور اُسے یہ اعتماد دلائے کہ گھر کے تمام معاملات اُسی کی مرضی کے مطابق چل رہے ہیں۔

تعددِ ازدواج (ایک سے زیادہ شادیاں)

- مغربی ممالک کے رہنے والے اور مغربی افکار سے متاثر ہونے والے لوگ مختلف قسم کی میڈیا رپورٹنگ سے متاثر ہو کر بسا اوقات اسلام کے حوالے سے غلط فہمیوں کا شکار ہوتے رہتے ہیں۔ کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اسلام مردوں کو چار چار عورتوں سے بیک وقت شادی کرنے کا حکم دیتا ہے، جبکہ حقیقت میں ایسا

(67) مسلم، الصحيح، رقم الحدیث: 1437

نہیں ہے۔

• اسلام سمیت دنیا کے تمام بڑے مذاہب (یہودیت، مسیحیت، ہندومت وغیرہ) کی کتابوں میں ایک سے زیادہ شادیوں کی اجازت موجود ہے۔ البتہ قرآن مجید وہ واحد آسمانی کتاب ہے جو صریح الفاظ میں کہتا ہے کہ اگر انصاف نہ کر سکنے کا اندیشہ ہو تو صرف ایک عورت سے نکاح کرو۔ (68) قرآن مجید میں سیدنا آدمؑ کیلئے ایک ہی بیوی سیدہ حوا کی تخلیق بتائی گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی بھرپور جوانی کا سارا عرصہ (25 سے 50 سال کی عمر تک) ایک ہی شادی رہی۔

• اسلام سے پہلے معاشروں میں ایک سے زیادہ شادیوں کا رواج عام تھا۔ اُس زمانے بہت زیادہ جنگیں ہوا کرتی تھیں، جن میں عموماً مرد ہی مارے جاتے تھے، جس کی وجہ سے معاشرے میں خواتین کی تعداد مردوں کے مقابلے میں کئی گنا بڑھ جاتی تھی۔ اس مسئلہ کے حل کیلئے لوگوں نے ایک سے زیادہ عورتوں سے شادیاں کرنا شروع کر دیں۔ اُس کے علاوہ بیشتر رؤسا بھی ایک سے زیادہ شادیاں کیا کرتے تھے۔ اسلام نے اس معاشرتی ضرورت کے پیش نظر تعدد ازدواج کو کلیتاً حرام تو قرار نہیں دیا مگر اُس کی حوصلہ شکنی کی اور ایک سے زیادہ شادیاں کرنے کی شرائط لگا دیں تاکہ مرد اپنی بیویوں کے درمیان عدل قائم کر سکیں۔

(68) وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبْعًا فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَلَّا تَعُولُوا ﴿۳﴾

(القرآن، النساء، 4: 3)

”اور اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم یتیم لڑکیوں کے بارے میں انصاف نہ کر سکو گے تو اُن عورتوں سے نکاح کرو جو تمہارے لئے پسندیدہ اور حلال ہوں، دو دو اور تین تین اور چار چار (مگر یہ اجازت بشرطِ عدل ہے)، پھر اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم (زائد بیویوں میں) عدل نہیں کر سکو گے تو صرف ایک ہی عورت سے (نکاح کرو) یا وہ کینزیں جو (شرعاً) تمہاری ملکیت میں آئی ہوں، یہ بات اس سے قریب تر ہے کہ تم سے ظلم نہ ہو۔“

● آجکل اگرچہ پرانے زمانوں جیسی جنگیں نہیں ہوتیں، مگر پھر بھی دُنیا کے اکثر ممالک میں مردوں کی نسبت خواتین کی تعداد زیادہ ہے۔ اگر ایک سے زیادہ شادی کرنا بالکل ممنوع قرار دے دیا جائے تو بیچ جانے والی خواتین کا کیا بنے گا؟ لامحالہ دُوسری شادی کو کسی حد تک جائز رکھنا ہو گا۔ تاہم جو کوئی ایک سے زیادہ شادیاں کرنا چاہتا ہے تو اُسے ازدواجی زندگی کے ہر معاملے میں بیویوں کے ساتھ عدل و انصاف کی کڑی شرائط پر پورا اترنا ہو گا۔

● ایک سے زیادہ شادیاں کرنے کے بعد اپنی بیویوں میں انصاف نہ کرنے والے شخص کے حوالے سے حضور نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ وہ قیامت والے دن حساب کتاب کیلئے آئے گا تو اُس کا آدھا جسم فالج زدہ ہو گا۔ (69)

● اگر دُوسری شادی کیلئے کسی کے پاس مالی یا جسمانی طاقت نہیں یا اندیشہ ہو کہ وہ دُوسری شادی کے بعد بیویوں میں برابری نہ کر سکے گا تو اُس کیلئے دُوسری شادی کرنا جائز نہیں۔

● ہمارے معاشرے میں بیوہ اور طلاق یافتہ خاتون سے شادی کرنا معیوب سمجھا جاتا ہے، حالانکہ دین اسلام کا منشاء ہے کہ بیوہ اور مطلقہ کی دُوسری شادی کر دی جائے۔ کم عمری میں بیوہ ہو جانے والی عورت کیلئے مرد کے سہارے کے بغیر ساری زندگی اکیلے گزارنا بہت مشکل ہے۔ باپ کے فوت ہو جانے کے بعد وہ خود کو بھائیوں اور بھائیوں پر بوجھ محسوس کرتی ہے۔ ایسے مرد جنہیں اللہ تعالیٰ نے خوب رِزق اور مال و دولت سے نوازا رکھا ہے وہ اگر اپنی پہلی بیوی کو اعتماد میں لے کر ایسی خواتین سے شادی کر کے اُنہیں باعزت زندگی گزارنے کا موقع فراہم کر دیں تو وہ عمر بھر کی طویل آزمائش سے نجات پاسکتی ہیں۔

(69) مَنْ كَانَتْ لَهُ امْرَأَتَانِ فَمَالَ إِلَىٰ إِحْدَاهُمَا، جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَشَقَّةُ مَا نَلَّ

(أبو داؤد، السنن، رقم الحدیث: 2133، دارمی، السنن، رقم الحدیث: 2206)

”جس کی دو بیویاں ہوں اور وہ ایک کی (حق تلفی کرتے ہوئے دُوسری کی) طرف مائل ہو تو وہ قیامت کے روز اس

حال میں آئے گا کہ اُس کا ایک پہلو ایک جانب جھکا ہوا ہو گا۔“

طلاق کیوں اور کیسے دی جائے؟

- حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ رب العزت کے نزدیک طلاق ایک نہایت ناپسندیدہ کام ہے۔ (70) سال بھر میں ہونے والی طلاقوں کی اگر ایک سروے رپورٹ مرتب کی جائے تو ہم اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ ہمارے معاشرے میں عام طور پر طلاق کے تین بڑے اسباب ہوتے ہیں:

(1) خاندان کی مرضی کے خلاف پسند کی شادی

(2) لڑکے یا لڑکی کی مرضی کے خلاف خاندان کے دباؤ کے تحت ہونے والی شادی

(3) شادی سے قبل دلہا اور دلہن کے والدین کی طرف سے کونسلنگ کا نہ ہونا

شادی سے پہلے اگر ان تینوں اسباب کو ختم کر دیا جائے تو نوے فیصد سے زیادہ طلاقوں کے اسباب ختم ہو سکتے ہیں۔

- شادی کے بعد مذکورہ بالا اسباب کی وجہ سے اگر کسی جوڑے کی نوبت طلاق تک پہنچتی محسوس ہو تو دونوں خاندانوں کے بزرگ بروقت بیٹھ کر میاں اور بیوی کی کونسلنگ کی کمی کو پورا کریں، جس سے طلاق کا امکان کافی حد تک کم ہو جائے گا۔

- اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ جذباتی قسم کے لوگ غصے میں اپنی بیوی کو ایک ساتھ تین طلاقیں دے دیتے ہیں اور اُس کے بعد غصہ ٹھنڈا ہونے پر رجوع کرنے کیلئے مختلف مفتیوں کے پاس مارے مارے پھرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو چاہئے کہ اگر خدا نخواستہ طلاق کی نوبت آ بھی جائے تو ایسی ذلالت سے بچنے کیلئے ایسی طلاق ہرگز نہ دیں جس سے بعد میں پچھتانا پڑے۔

(70) أَبْغَضُ الْحَلَائِلِ إِلَى اللَّهِ الطَّلَاقُ

(أبو داؤد، السنن، رقم الحديث: 2178)

”حلال چیزوں میں خدا کے نزدیک زیادہ ناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔“

- طلاق کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ تین کی بجائے صرف ایک طلاق دی جائے اور اُس طلاق کے بعد بیوی اپنے شوہر کے گھر میں ہی قیام کرے۔ پھر اُس کے بعد دوسری اور تیسری طلاق نہ دی جائے اور وقت پورا ہونے دیا جائے۔ اُس دوران اگر دونوں کو اپنی غلطی کا احساس ہو جائے تو وہ رُجوع کر سکتے ہیں۔
- اگر بہت زیادہ ناراضگی ہو تو ایک اور طریقہ یہ ہو سکتا ہے کہ لفظ طلاق بولے بغیر کنایہ کے الفاظ سے طلاق دی جائے، مثلاً یوں کہا جائے کہ ”آج سے تیرا میرا کوئی رشتہ نہیں۔“ جب یہ جملہ بولتے وقت نیت میں طلاق مراد ہوگی تو طلاقِ بائنہ واقع ہو جائے گی، جس کی وجہ سے بیوی کو اسی وقت شوہر کا گھر چھوڑنا ہوگا۔ البتہ اُس کے بعد بھی صلح کی گنجائش موجود رہے گی؛ وہ یوں کہ گواہوں کی موجودگی میں از سر نو نکاح کر لیا جائے، یوں بغیر حلالہ کے اسی بیوی کے ساتھ نکاح ہو جائے گا۔
- جبری طلاق کا حل بھی کنایہ کے الفاظ کے ساتھ دی گئی طلاقِ بائنہ کی صورت میں موجود ہے۔ یعنی اگر کوئی گن پوائنٹ پر کہے کہ اپنی بیوی کو طلاق دو ورنہ میں تمہیں جان سے مار دوں گا؛ تو مرد کو چاہئے کہ یوں کہے کہ ”آج سے میرا اُس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔“ یہ جملہ بولتے وقت نیت میں طلاق مراد ہوگی تو طلاقِ بائنہ واقع ہو جائے گی، جس کے بعد بغیر حلالہ از سر نو نکاح کی گنجائش موجود رہے گی۔ یہ جملہ بولنے کے بعد جان بچانے کیلئے بندوق والے کی تسلی کیلئے خواہ تین طلاقیں بھی دے دے جو واقع ہی نہیں ہوں گی، کیونکہ اب وہ اُس کی بیوی رہی ہی نہیں۔ اس آسان تدبیر سے جبری طلاق کے مسئلہ کا حل ممکن ہے۔

15) پرورشِ اولاد کے آداب

- بچوں کی پرورش اور اچھی تربیت ماں باپ دونوں کا فرض ہے۔ یہ اہم ذمہ داری دوسرے پر ڈال کر خود کو بری الذمہ قرار دینا ٹھیک نہیں۔

باب نمبر 2: معاشرتی زندگی کے آداب

- ماں باپ کو چاہئے کہ بچوں کے سامنے اپنی زندگی کو بہترین عملی نمونے کے طور پر پیش کریں۔ بچے ہماری نصیحتوں کی بجائے ہمارے عمل سے سیکھتے ہیں۔ اگر والدین آپس میں لڑائی جھگڑا کرتے رہتے ہیں تو ان کے بچے کبھی پیار محبت سے رہنا نہیں سیکھ پاتے۔ نتیجتاً بڑے ہو کر وہ بھی انہی جیسے بن جاتے ہیں۔
- حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ہر نوزائیدہ بچہ دین فطرت پر پیدا ہوتا ہے، پھر اُس کے ماں باپ اُسے اپنی تربیت سے کسی بھی دین کی طرف مائل کر دیتے ہیں اور وہ اُسے یہودی یا نصرانی یا پھر مجوسی وغیرہ بنا دیتے ہیں۔ (71) چنانچہ والدین کو چاہئے کہ وہ چھوٹی عمر سے ہی اپنے بچوں کی اچھی دینی تربیت کا اہتمام کریں تاکہ وہ اُن کے فرمانبردار بنیں۔ کم عمری میں بچوں کی تربیت سے غافل رہنے والے والدین بعد میں پچھتاتے ہیں کہ ہمارا بچہ نافرمان اور گستاخ ہو گیا ہے۔

قبل از ولادت

- اسلام بچوں کی پیدائش سے بھی پہلے انہیں کچھ حقوق دیتا ہے۔ بچے کا سب سے پہلا حق یہ ہے کہ اُس کا نسب حلال ہو۔ اسی طرح ہر شخص کو چاہئے کہ وہ اپنے بچوں کیلئے ایسی بہترین ماں کا انتخاب کرے، جو اُن کی اچھی تعلیم و تربیت میں اہم اور مثبت کردار ادا کر سکے۔
- پیدائش سے قبل ماں اور بچے کی صحت اور زندگی کی حفاظت اُن کا بنیادی حق ہے۔ پیدائش سے قبل حمل ساقط کروا دینا بچے کی جان لینے کے مترادف ہے۔ اسلام سے قبل دور جاہلیت میں عرب لوگ اپنے بچوں کو مفلسی کے خوف سے قتل کر دیتے تھے، جس سے اسلام نے سختی سے منع فرمایا۔ (72) اسی

(71) كُلُّ مَوْلُودٍ يُوَدُّ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجْسِبَانِهِ

(بخاری، الصحيح، رقم الحدیث: 1385)

”ہر نوزائیدہ بچہ دین فطرت پر پیدا ہوتا ہے، پھر اُس کے ماں باپ اُسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔“

(72) وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطَاً

كَبِيرًا ﴿۳۱﴾

طرح لڑکیوں کو غیرت کے نام پر پیدا ہوتے ہی قتل کر دیا جاتا تھا، (73) اسلام نے اُس سے بھی سختی سے منع فرمایا۔ (74)

- حمل کے ابتدائی چار ماہ مکمل ہونے پر ایک فرشتہ ماں کے پیٹ میں موجود بچے میں رُوح پھونک جاتا ہے، (75) جس کے بعد ساقط کروایا گیا حمل ایک زندہ انسان کو جان سے مارنے کے مترادف ہوتا ہے، تاہم اگر کسی مستند ڈاکٹر کے مطابق بچے یا ماں کی جان کو خطرہ ہو تو حمل ساقط کروایا جاسکتا ہے۔

(القرآن، بنی اسرائیل، 31: 17)

”اور تم اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے قتل مت کرو، ہم ہی انہیں (بھی) روزی دیتے ہیں اور تمہیں بھی، بیشک انہیں قتل کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔“

(73) وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ ۖ بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ ﴿٧٣﴾

(القرآن، التکویر، 81: 8 - 9)

”اور جب زندہ دفن کی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس گناہ کے باعث قتل کی گئی تھی۔“

(74) وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُم بِالْأُنثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ ﴿٧٤﴾ يَتَوَارَىٰ مِنَ الْقَوْمِ مِن سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ ۚ أَيُمْسِكُهُ عَلَىٰ هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ أَلَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ﴿٧٥﴾

(القرآن، النحل، 16: 58 - 59)

”اور جب اُن میں سے کسی کو لڑکی (کی پیدائش) کی خبر سنائی جاتی ہے تو اُس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ غصہ سے بھر جاتا ہے۔ وہ لوگوں سے چھپا پھرتا ہے (بزعم خویش) اُس بُری خبر کی وجہ سے جو اُسے سنائی گئی ہے، (اب یہ سوچنے لگتا ہے کہ) آیا اسے ذلت و رُسوائی کے ساتھ (زندہ) رکھے یا اُسے مٹی میں دبا دے (یعنی زندہ درگور کر دے)، خبردار!

کتابرا فیصلہ ہے جو وہ کرتے ہیں۔“

(75) إِنَّ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا نُطْفَةً، ثُمَّ يَكُونُ عَلَقَةً مِّثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ يَكُونُ مُضْغَةً مِّثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ يُرْسَلُ إِلَيْهِ الْمَلَكُ فَيَنْفِخُ فِيهِ الرُّوحَ

(مسلم، الصحيح، رقم الحدیث: 2643. ترمذی، السنن، رقم الحدیث: 2137)

باب نمبر 2: معاشرتی زندگی کے آداب

- نومولود کی ولادت سے قبل اُس کے بڑے بہن بھائیوں کو ذہنی طور پر تیار کرنا چاہئے۔ انہیں یہ احساس دلانا چاہئے کہ وہ نئے آنے والے چھوٹے بہن بھائی کا کیسے خیال رکھیں، یوں کہ اُن کے دل میں نومولود کیلئے حسد کی بجائے محبت کا جذبہ پیدا کیا جاسکے گا۔
- ماں باپ کو چاہئے کہ نئے بچے کی ولادت کے بعد بڑے بچوں کے ساتھ اپنی شفقت اور محبت میں کسی قسم کی کمی نہ آنے دیں تاکہ وہ چھوٹے بچے کی آمد کو اپنے لئے مصیبت خیال نہ کریں۔

نومولود

- ولادت سے لے کر ابتدائی چھ ہفتے کی عمر تک کا بچہ نومولود کہلاتا ہے۔
- نومولود کو غسل دے کر اُس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت سنائی چاہئے، تاکہ اُس کیلئے باعث برکت ہو۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے سیدنا امام حسن بن علیؓ کی ولادت پر اُن کے کام میں خود اذان سنائی تھی۔ (76)
- نومولود کو کسی نیک صالح شخص کے ہاتھ سے گھٹی دلائی جائے۔
- نومولود بچے کی پیدائش پر خوشی منانی چاہئے۔ مالی فراخی کی صورت میں پیدائش کے ساتویں دن عقیقہ کا جانور ذبح کرنا مسنون ہے۔ لڑکے کا عقیقہ دو جانور اور لڑکی کا عقیقہ ایک جانور ذبح کیا جائے۔
- نومولود لڑکے کی صحت ٹھیک ہو تو پیدائش کے ساتویں دن اُس کا ختنہ کروا دینا چاہئے۔
- پیدائش کے ساتویں دن نومولود کے سر کے بال صاف کر دینے چاہئیں۔

”تم میں سے ہر کوئی اپنی ماں کے پیٹ میں 40 دن تک نطفہ کی حالت میں رہتا ہے، پھر اسی طرح (اگلے) 40 دن تک (علاقہ کی حالت میں رہتا ہے، پھر اسی طرح (اگلے) 40 دن تک) مضغ کی حالت میں رہتا ہے۔ (یوں) 20 دن یعنی 4 ماہ پورے ہونے پر ایک فرشتہ بھیجا جاتا ہے، جو اُس میں رُوح پھونک دیتا ہے۔“

(76) (احمد بن حنبل، المسند، 6: 391، رقم الحدیث: 27230)

آداب زندگی... کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

- اسی طرح پیدائش کے ساتویں دن نومولود کا نام بھی رکھ دینا چاہئے۔ بچے کا نام سعادت اور برکت والا رکھنا چاہئے، کیونکہ نام کا شخصیت پہ گہرا اثر پڑتا ہے۔ بچے کا نام اچھا ہوگا تو اُس کی شخصیت اور کردار بھی اچھا ہوگا۔ دورِ جاہلیت میں عرب بعض اوقات بڑے نامعقول قسم کے نام رکھ دیتے تھے۔ سیرتِ طیبہ میں ایسے کئی واقعات موجود ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ کو کسی ایسے نام کا پتہ چلتا تو آپ اُسے تبدیل کر دیتے تھے۔

نونہال / شیرخوار

- ابتدائی چھ ہفتے سے لے کر دو سال کی عمر تک کا بچہ نونہال یا شیرخوار کہلاتا ہے۔
- نونہال کو کبھی تہامت چھوڑیں، ہر وقت کوئی بڑا اُس کے پاس ہونا چاہیئے تاکہ اُسے کسی قسم کا نقصان نہ پہنچنے پائے۔
- نونہال کی اچھی نشوونما کیلئے ماں کا دودھ بہترین غذا ہوتا ہے۔ ماں کو چاہئے کہ وہ بچے کو دو سے اڑھائی سال کی عمر تک اپنا دودھ پلاتی رہے۔ (77)

نوعمری / بچپن

- دو سال سے سات سال کی عمر تک کا زمانہ نوعمری یا بچپن کہلاتا ہے۔
- ماہرینِ نفسیات کے مطابق اولاد کی تربیت جو انی اور لڑکپن کی نسبت بچپن میں آسان ہوتی ہے۔ جس طرح زمین سے اُگنے والے نرم و نازک پودوں کو باسانی کسی بھی طرف کو موڑا جاسکتا ہے اسی طرح بچوں کی سوچ، اُن کے افکار و خیالات اور اُن کے طرز زندگی کو جس رخ پر چاہیں باسانی موڑا جاسکتا ہے۔ جب

(77) وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ

(القرآن، البقرة، 2: 233)

”اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو برس تک دودھ پلائیں۔“

باب نمبر 2: معاشرتی زندگی کے آداب

وہ بڑے ہو جاتے ہیں تو ان کی سوچ اور مزاج میں تبدیلی نہایت مشکل ہو جاتی ہے۔ اس لئے والدین کو چاہئے کہ ابتدائی عمر سے ہی بچوں کی اچھی تربیت کا اہتمام کریں۔

• بچوں کے ساتھ ہمیشہ محبت اور توجہ کا رویہ اپنائیں۔ جس قدر ممکن ہو اپنے بچوں کے ساتھ وقت گزارنے کی کوشش کریں۔ بچوں کی باتوں کو غور کے ساتھ سننے سے ان کی والدین کے ساتھ جذباتی وابستگی بڑھتی ہے۔ یہ ان کی اچھی تربیت کیلئے بہت اہم ہے۔

• نو عمری میں ہی بچوں کیلئے باقاعدگی کے ساتھ غسل کا اہتمام کریں۔ جب وہ ذرا بڑے ہو جائیں تو انہیں خود غسل کرنے کا طریقہ سکھائیں۔

• بچوں کو سلیقہ مند بنائیں، انہیں صفائی کی اہمیت سمجھائیں۔ انہیں ہمیشہ صاف ستھرا رہنے کی عادت ڈالیں۔ چھوٹی عمر میں ہی طہارت اور نظافت کا اہتمام کرنا سکھائیں۔

• بچوں کو صحت مند کھانے پینے کی عادت سکھائیں تاکہ وہ صحت مند زندگی گزار سکیں۔

• اپنے اور بچوں کے ناخن باقاعدگی کے ساتھ تراشتے رہیں۔ جب وہ ذرا بڑے ہو جائیں تو انہیں اپنے ناخن خود تراشنے کی ترغیب دیں تاکہ وہ جراثیموں سے محفوظ رہ سکیں۔

• بے جان نمود و نمائش اور بناؤ سنگھار کر کے چھوٹے بچوں کی عادتیں خراب نہ کریں۔ بچیوں کو بھی نو عمری میں ہی سادگی اپنانے کی ترغیب دیں۔ انہیں زرق برق اور بھڑکیلے لباس پہننے کی عادت نہ ڈالیں۔

• بچوں نے ساری زندگی ماں باپ کے سہارے نہیں گزارنا ہوتی، اس لئے انہیں اپنے کام خود کرنے کی عادت ڈالیں۔ ان میں خود اعتمادی اور حوصلہ پیدا کریں۔

• نو عمری سے ہی بڑے بہن بھائیوں یا ملازموں کے سہارے کی بجائے اپنا ہر کام خود کرنے کی عادت ڈالیں۔ اپنے بچوں کو محنتی اور سخت کوش بنائیں تاکہ وہ بڑے ہو کر زندگی کی مشکلات کا سامنا خندہ پیشانی کے ساتھ کر سکیں۔

آداب زندگی... کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

• نو عمری میں ہی بچوں کے اخلاق و کردار کو سنوارنے کیلئے اُن کے دل میں اسلامی کہانیوں کا شوق پیدا کریں۔ انہیں انبیاء کرام کے واقعات، سبق آموز کہانیاں، نظمیں اور سیرتِ مصطفیٰ ﷺ کے واقعات سنائیں تاکہ اُن کے اخلاق و کردار میں پاکیزگی آئے اور اُن کے دل میں دینِ اسلام سے محبت اور عشق رسول ﷺ کا جذبہ پیدا ہو۔ بچپن میں سنے ہوئے واقعات بچوں کیلئے ساری زندگی کیلئے مشعلِ راہ ہوتے ہیں۔

• نو عمری میں بچوں کو جن بھوتوں سے ڈرانے اور خوفزدہ کرنے سے باز رہنا چاہئے۔ اگر اس عمر میں اُن کے دل میں خوف بیٹھ جائے تو یہی خوف زندگی بھر اُنہیں مشکلات میں مبتلا کئے رکھے گا اور دیگر بچے اُن کی اس کمزوری کا فائدہ اٹھا کر اُن کیلئے مصیبتیں کھڑی کر سکتے ہیں۔

لڑکپن

• سات سال سے بلوغت تک کا زمانہ لڑکپن کہلاتا ہے۔

• حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بچے جب سات سال کی عمر کو پہنچ جائیں تو اُنہیں اپنے ساتھ نماز کیلئے شامل کرو تاکہ اسی عمر سے اُن کے دل میں دینِ اسلام سے محبت اور اللہ رب العزت کے سامنے جھکنے کا شوق پیدا ہو۔ اسی طرح آپ ﷺ نے مزید فرمایا کہ جب بچے دس سال کی عمر کو پہنچ جائیں تو اُن کے بستر الگ کر دو۔ (78)

• بڑھتی ہوئی عمر کے ساتھ ساتھ بچوں کی ضروریات بھی تبدیل ہونے لگتی ہیں۔ چنانچہ والدین پر لازم ہے وہ بچوں کی بنیادی ضروریات کا خیال رکھیں۔ اپنے مالی حالات کے مطابق اُن کیلئے اچھی غذا اور لباس کا اہتمام کریں اور اُن کی تمام کفالتی ضروریات کو اپنے علاقے اور زمانے کے حالات کے مطابق حسبِ توفیق پورا کریں۔ مزید یہ کہ بچوں کی صحت کا خیال رکھیں اور کسی قسم کی بیماری کی صورت میں اُن کا جلد

(78) أبوداؤد، السنن، رقم الحدیث: 495

علاج کروائیں۔

- اس عمر میں بچوں کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دیں۔ انہیں بامقصد تعلیم دیں اور کوشش کریں کہ ان کے تمام سوالوں کے جواب دے سکیں۔
- لڑکپن میں بچے بسا اوقات ایسے سوال بھی کرتے ہیں جن کا جواب والدین کے پاس نہیں ہوتا۔ ایسی صورت میں انہیں صاف بتائیں کہ مجھے اس کا جواب معلوم نہیں، کسی سے پتہ کر کے بتاؤں گا۔ پھر اُس کے بعد کسی اپنے سے زیادہ پڑھے لکھے دوست یا رشتہ دار سے معلوم کر کے بچے کو بتائیں، اس سے اُس کے دل میں سوال کرنے اور بات کو سمجھنے کا جذبہ پیدا ہو گا۔
- بچوں کے سوالوں پر کبھی اُن کا مذاق نہ اُڑائیں، بلکہ اُن کے نامعقول سوالوں پر بھی انہیں سمجھائیں تاکہ وہ آپ کی بات کو سمجھ سکیں اور سوال کرنے کی عادت نہ چھوڑ دیں۔
- لڑکپن میں بچوں کے ہاتھوں صدقہ و خیرات کریں، اُن کے ہاتھوں غریبوں کو کھانا یا ضرورت کی دیگر اشیاء دلوائیں تاکہ اُن میں خدا خونی اور ایثار کا جذبہ پیدا ہو۔
- اسی طرح بڑے بچوں کے ہاتھ سے چھوٹے بہن بھائیوں میں کھانے پینے کی چیزیں تقسیم کروائیں، اس سے اُن کے دل میں دُوسروں کے حقوق کا خیال رکھنے اور عدل و انصاف کرنے کا جذبہ پیدا ہو گا۔

نوبالغ

- دُنیا کے مختلف خطوں کے موسم، غذا اور طرز زندگی میں فرق کی بناء پر بلوغت کی عمر بھی فرق پایا جاتا ہے۔ بلوغت کی علامات لڑکیوں میں عموماً 9 سے 12 سال کی عمر میں ظاہر ہو جاتی ہیں، جبکہ لڑکوں میں عام طور پر 12 سے 15 سال کی عمر میں ظاہر ہوتی ہیں۔
- والدین کا فرض ہے کہ وہ خود ساختہ شرم و حیاء کی وجہ سے بچوں کی رہنمائی میں جھجک محسوس کرنے کی بجائے اپنے بچوں کو اسلام کی عطا کردہ شرم و حیاء کا سبق سکھائیں۔

آداب زندگی... کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

- لڑکوں کو اُن کے باپ اور لڑکیوں کو اُن کی مائیں بلوغت سے پہلے ذہنی طور پر تیار کریں کہ آنے والے دنوں میں اُن کے جسم میں کس قسم کی تبدیلیاں ہوں گی۔ ایسا کرنے سے نہ صرف وہ نفسیاتی دباؤ اور پریشانی سے بچ پائیں گے بلکہ وہ کسی قسم کی بے راہروی سے بھی بچے رہیں گے۔
- اگر والدین خود اپنے بچوں کو یہ سب نہیں سکھائیں گے تو وہ کسی اور سے سیکھیں گے۔ کسی اور سے سیکھا ہو اُن کیلئے کس قدر فائدہ مند یا نقصان دہ ہو سکتا ہے اس کا احساس والدین کو خود کرنا چاہئے۔
- دورِ بلوغت میں بچوں کو حیاء داری کا درس دیں اور اُنہیں بتائیں کہ اگر کوئی شخص بے حیاء ہو جائے تو اُس کا دینِ اسلام سے کوئی تعلق نہیں رہتا۔ حضور نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: ”اگر تم حیاء نہیں کرتے تو پھر جو مرضی کرتے پھرو۔“ (79)
- بچوں کو بتائیں کہ ہمارے پیارے نبی اکرم ﷺ کا اخلاق و کردار تمام بنی نوع انسان کیلئے منفرد، بے مثال اور قابلِ تقلید ہے۔ آپ ﷺ میں شرم و حیاء کی صفت اتنی نمایاں تھی کہ صحابہ کرام آپ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے: ”حضور نبی اکرم ﷺ پر وہ نشین کنواری لڑکیوں سے بھی بڑھ کر حیا دار تھے۔“ (80)
- نوبالغ بچوں کو سمجھائیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ سے مروی احادیثِ مبارکہ میں بے حیائی کی کس قدر مذمت کی گئی ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”حیاء ایمان کا حصہ ہے اور ایمان جنت میں لے جاتا ہے، جبکہ بے حیائی ظلم ہے اور ظلم جہنم میں لے جاتا ہے۔“ (81)

(79) إِذَا لَمْ تَسْتَحْ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ

(بخاری، الصحيح، رقم الحديث: 3296. ابن ماجه، السنن، رقم الحديث: 4183)

”اگر تم حیاء نہیں کرتے تو جو مرضی کرتے پھرو۔“

(80) (بخاری، الصحيح، رقم الحديث: 3369. مسلم، الصحيح، رقم الحديث: 2320)

(81) (ترمذی، السنن، رقم الحديث: 2009. ابن ماجه، السنن، رقم الحديث: 4184)

باب نمبر 2: معاشرتی زندگی کے آداب

- حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: ”بے حیائی جس چیز میں بھی آتی ہے اُسے عیب دار بنا دیتی ہے اور حیاء جس شے میں آتی ہے اُسے مزین کر دیتی ہے۔“ (82)
- دورِ نوبل و بولغت کے آغاز پر اگر بچوں کو یہ بات سمجھ میں آجائے کہ دُنیاوی و اُخروی کامیابی کا راستہ شرم و حیاء کو اختیار کرنے اور بے راہ روی و بے حیائی کو ترک کرنے میں پوشیدہ ہے تو وہ ساری زندگی حیاء کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑیں گے۔

نوجوان

- لڑکے کی شادی 25 سال کی عمر تک، جبکہ لڑکی کی شادی 20 سال کی عمر میں کر دینی چاہئے۔ شادی میں تاخیر نہ صرف انفرادی سطح پر بلکہ معاشرتی سطح پر بھی بہت سے مسائل کو جنم دے سکتی ہے، جس سے بچنے کیلئے والدین کو اس میں تاخیر نہیں کرنی چاہئے۔
- لڑکے کو چاہئے کہ وہ شادی کی عمر کو پہنچنے سے پہلے اپنے کیریئر کا آغاز کر چکا ہو۔
- لڑکی کو چاہئے کہ وہ شادی سے پہلے گھر داری سے متعلقہ تمام اُمور کی تربیت حاصل کر چکی ہو۔
- والدین کو چاہئے کہ وہ شادی سے پہلے بچوں کی کونسلنگ کریں کہ شادی کے بعد اُن پر کس قسم کی ذمہ داریاں عائد ہونے جاری ہیں اور وہ کس قسم کے حالات سے کس طرح نمٹ سکتے ہیں۔
- لڑکی عموماً شادی کے بعد سب کو خوش کرنے کے جنون میں پریشانیاں سمیٹنے لگتی ہے۔ پورے سُسرال کو خوش رکھنے کا خط نئی نویلی دلہن کیلئے سب سے بڑی آزمائش بن جاتا ہے۔ چنانچہ والدین کو چاہئے کہ جہاں وہ اپنی بیٹی کو نئے رشتے نبھانے کی تربیت دیں وہیں یہ بھی سکھائیں کہ سُسرال کے ہر فرد کو خوش رکھنے کے چکر میں اپنے ذہن کا سکون برباد نہ کر لے۔ یہ ٹھیک ہے کہ بہو نرمی سے بات کرے اور سب کے ساتھ عزت و تمیز سے پیش آئے مگر اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ اپنے ہر کام میں دُوسروں کی

(82) ترمذی، السنن، رقم الحدیث: 1974. ابن ماجہ، السنن، رقم الحدیث: 4185

آداب زندگی... کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

منظوری یا سراہے جانے کو ضروری سمجھا جائے۔ والدین کو چاہئے کہ اس معاملے میں بھی اپنی بیٹی کو اعتدال و توازن سے کام لینے کا سبق دیں۔

بیٹیوں کے ساتھ حسن سلوک

- لڑکی کی پیدائش پر بھی اسی طرح خوشی منائیں جیسے لڑکوں کی پیدائش پر خوش ہوتے ہیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے دو بچیوں یا بہنوں کی پرورش کی وہ جنت میں جائے گا۔“ (83)
- جائیداد میں سے بیٹی کا حصہ باقاعدہ اہتمام اور خوشدلی سے دیں۔ اللہ رب العزت کی طرف سے طے شدہ وراثت کو روک لینا اور بیٹیوں کو اُس سے محروم رکھنا گناہ کبیرہ ہے۔ جہیز جیسی رسم کی آڑ میں وراثت کا حق چھین لینا ایسا ظلم ہے جس کا جواب روز قیامت دینا پڑے گا۔
- ایک بار ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ کے پاس ایک عورت آئی اور اُن سے کچھ کھانے کو مانگا۔ آپ نے اُسے ایک کھجور دی۔ اُس نے خود کھانے کی بجائے دو ٹکڑے کر کے اپنی دونوں بیٹیوں کو کھلا دی۔ اُنہوں نے یہ بات حضور نبی اکرم ﷺ کو بتائی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اُس عورت کے اسی عمل کی وجہ سے اُس کیلئے جنت واجب کر دی اور اُسے جہنم سے آزاد کر دیا۔ (84)

عمومی آداب

- ماں باپ کو چاہئے کہ وہ اپنے بچوں کی بہتر تعلیم و تربیت کو پہلی ترجیح دیں۔ اگر اُن کے ماں باپ نے اُن کے ساتھ بچپن میں کسی حوالے سے بھی کوئی نامناسب سلوک کیا ہو تو اُس کا بدلہ وہ اپنے بچوں سے نہ لیں۔ اسی طرح اپنے بچپن کی محرومیوں کی وجہ سے اپنے بچوں کو بے جا لاڈ پیار کر کے بگاڑ بھی نہ بیٹھیں۔

(83) مسلم، الصحيح، رقم الحدیث: 2631

(84) بخاری، الصحيح، رقم الحدیث: 5995

باب نمبر 2: معاشرتی زندگی کے آداب

• والدین اگر اپنے بچوں کو مہنگے اور خوبصورت کپڑے اور جوتے لے کر دیتے ہیں، اچھے سے اچھے کھلونے لا کر دیتے ہیں، لیکن اگر انہیں ادب و احترام اور سلیقہ و تمیز نہیں سکھاتے اور ان کے اخلاق و کردار کو سنوارنے پر توجہ نہیں دیتے تو یقین جانیں محض پیسہ خرچ کر دینے سے اولاد آنکھوں کی ٹھنڈک نہیں بنتی۔ سادہ سے کپڑے پہننے والا بچہ اگر اچھے اخلاق اور اسلامی قدروں سے آراستہ ہو تو وہ اپنے ماں باپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہوتا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کسی باپ نے اچھی تربیت سے زیادہ اچھا تحفہ اپنی اولاد کو نہیں دیا۔ (85)

• حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ انسان کے مرجانے کے بعد اُس کے تمام اعمال منقطع ہو جاتے ہیں۔ تاہم تین اعمال ایسے ہیں جو اُسے مرنے کے بعد بھی فائدہ دیتے ہیں۔ اُن میں سے پہلا عمل صدقہ جاریہ ہے۔ دوسرے ایسا علم جس سے اُس کے مرجانے کے بعد بھی لوگ مستفید ہوتے رہیں؛ اور تیسرے اُس کی ایسی اولاد جو اُس کے مرجانے کے بعد بھی اُس کیلئے دعا کرتی رہے۔ (86)

• بچوں کو بے جا ڈانٹ ڈپٹ کی بجائے اُن کے ساتھ ہمیشہ نرمی اور شفقت کا رویہ اپنائیں۔ اس سے اُن میں خود اعتمادی کا جذبہ پیدا ہو گا۔

• بچوں کی عزت نفس کا خیال رکھیں۔ دُوسروں کے سامنے بچوں کے عیب بیان نہ کریں۔ انہیں دُوسروں کے سامنے کسی بات پر شرمندہ نہ کریں۔

(85) ترمذی، السنن، رقم الحدیث: 1952

(86) إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ، إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ

(مسلم، الصحيح، رقم الحدیث: 4223)

”جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو اُس کے تین اعمال کے سوا باقی سب اعمال منقطع ہو جاتے ہیں: (I) صدقہ جاریہ، (2) ایسا علم جس سے (بعد میں بھی) فائدہ اٹھایا جائے، اور (3) نیک اولاد جو اُس کیلئے دعا کرتی رہے۔“

آداب زندگی... کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

- خواہ بچے کتنے ہی بد تمیز ہو جائیں اُن کی اصلاح سے مایوسی کا اظہار کبھی مت کریں۔ خود بھی ہمیشہ پر اُمید رہیں اور بچوں کی ہمت بڑھانے کیلئے اُن کی معمولی خوبیوں کی بھی دل کھول کر تعریف کریں تاکہ وہ معمولی خوبیاں آپ کی حوصلہ افزائی کی وجہ سے اُن کی خامیوں پر غالب آسکیں۔
- مسلسل توجہ مزاج کو سدھارنے میں کافی کارگر ثابت ہوتی ہے، چنانچہ بچوں کی کوتاہیوں اور غلطیوں کے اسباب کو سمجھ کر حکمت کے ساتھ اُنہیں ختم کرنے کی کوشش کریں۔
- بچوں میں لڑائی جھگڑا ہو جائے تو ہمیشہ حق کا ساتھ دیں اور عدل و انصاف سے کام لیں۔ دُوسروں کے بچوں پر اپنے بچے کو فوقیت دے کر اُسے بگاڑ نہ لیں۔
- ہمیشہ اولاد میں برابری کا رویہ اپنائیں۔ کوئی کھانے کی چیز لائیں تو سب میں برابر تقسیم کریں۔ یاد رکھیں کہ کسی ایک بچے کو زیادہ نوازنا دوسرے بچوں کے دل میں اُس کیلئے حسد کے جذبات پیدا کر سکتا ہے، جو بعد میں آپ کے لاڈلے بچے کیلئے آزمائش بن جائے گا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اپنے بچوں کے درمیان عدل کرو۔ ایک کو زیادہ اور دوسرے کو کم دینے سے بچو۔ (87)
- اپنے بچوں کو صرف وہی تعلیم نہ دیں جو آپ نے خود حاصل کی تھی، بلکہ اُن کیلئے اُن کے زمانے کی مناسبت سے بہترین تعلیم کا انتظام کریں۔
- دُنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ بچوں کی دینی تعلیم کا بھی بخوبی انتظام کریں۔ نو عمری میں ہی اُن کے دل میں قرآن مجید کو ترجمہ کے ساتھ پڑھنے کا شوق ضرور پیدا کریں۔
- اچھی تعلیم کے ساتھ ساتھ بچوں کے اخلاق و کردار کو سنوارنے کیلئے بہترین تربیت کو بھی ہمیشہ اپنی پہلی

(87) اَعْدِلُوا بَيْنَ اَوْلَادِكُمْ اَعْدِلُوا بَيْنَ اَبْنَائِكُمْ

(أحمد بن حنبل، المسند، 4: 278، رقم الحديث: 18475)

”اپنی اولاد میں انصاف کرو، اپنے بیٹوں میں انصاف کرو۔“

ترجیح پر رکھیں۔ (88)

• حضور نبی اکرم ﷺ کی ایک حدیث مبارکہ بچوں کی پرورش کے حوالے سے نہایت اہم ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے ہر شخص اپنی رعیت کا نگہبان ہے اور اُسے قیامت کے دن اپنی رعیت کے بارے میں جوابدہ ہونا پڑے گا۔ لہذا سربراہ مملکت و حکومت کو لوگوں کی نگہبانی کیلئے جوابدہ ہونا ہوگا، اسی طرح ہر مرد کو اپنے گھر والوں کی نگہبانی کیلئے جوابدہ ہونا ہوگا، ہر عورت کو اپنے خاوند کے گھر اور بچوں کی نگہبانی کیلئے جوابدہ ہونا ہوگا، ہر غلام کو اپنے مالک کے مال کی نگہبانی کیلئے جوابدہ ہونا ہوگا۔ یوں تم میں سے ہر شخص کسی نہ کسی طور پر نگہبان ہے اور تم میں سے ہر کسی سے اُس کی رعیت کے بارے سوال کیا جائے گا۔ (89)

• حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اپنے بچوں کو تین باتیں سکھاؤ، اپنے نبی کی محبت اور اُن کے اہل بیت سے محبت اور قرآن مجید کی تلاوت؛ (90) اِس لئے کہ قرآن کریم یاد کرنے والے اُس دن اللہ کے عرش کے سایہ میں انبیاء کے ساتھ ہوں گے، جس دن اُس کے سایہ کے علاوہ اور کوئی سایہ نہ ہو گا۔“ اگر ہم اِس حدیث مبارکہ پر عملدرآمد کرتے ہوئے اپنے بچوں کی اچھی دینی تربیت کا اہتمام کریں تو وہ بڑے ہو کر دُنیا کماتے وقت بھی اپنی عاقبت سے بے خبر نہیں ہونے پائیں گے۔

• خود بھی کرخت آواز میں چلا کر بولنے کی بجائے ہمیشہ نرم لہجے میں بات کریں اور بچوں کو بھی یہی عادت

(88) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا
(القرآن، التحريم، 66 : 6)

”اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو آگ سے بچاؤ۔“

(89) بخاری، الصحيح، رقم الحدیث: 5188

(90) ادَّبُوا أَوْلَادَكُمْ عَلَى ثَلَاثِ خِصَالٍ: حُبِّ نَبِيِّكُمْ، وَحُبِّ أَهْلِ بَيْتِهِ، وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ

(سيوطي، الجامع الصغير، I : 25، رقم الحدیث: 311)

”اپنی اولاد کو تین چیزوں کا ادب سکھاؤ: اپنے نبی کی محبت، اہل بیت کی محبت اور قرآن کی تلاوت کا ادب“

ڈالیں۔ چیخنا چلانا اور شور و غوغا کرنا ایک بُری عادت ہے۔ اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں ہمیں اپنی آوازوں کو پست رکھنے کا حکم دینے کے بعد اونچی آوازوں کو گدھے کی آواز کے ساتھ تشبیہ دے کر بُرا قرار دیا ہے، (91) لہذا خود بھی اس سے بچیں اور بچوں کو بھی اس کا درس دیں۔

• بچوں کے ساتھ ہمیشہ پیار اور محبت کے ساتھ پیش آئیں۔ ایک مرتبہ کسی مجلس میں حضرت امام حسن بن علیؑ تشریف لائے تو حضور نبی اکرم ﷺ نے انہیں بوسہ دیا۔ اُس وقت آپ ﷺ کے پاس اقرع بن حابس تمیمیؓ بھی بیٹھے تھے۔ وہ یہ دیکھ کر عرض کرنے لگے کہ میرے دس بیٹے ہیں، میں نے تو کبھی اُن میں سے کسی کو نہیں چوما۔ اس پر حضور نبی اکرم ﷺ نے اُن کی طرف تعجب سے دیکھا اور فرمایا کہ جو رحم نہیں کرتا اُس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ (92) اس حدیث مبارکہ میں ہمارے لئے یہ سبق ہے کہ ہم بھی حضور نبی اکرم ﷺ کی سنت مبارکہ پر عمل کرتے ہوئے اپنے بچوں کے ساتھ محبت اور شفقت سے پیش آئیں۔

• اپنے بہن بھائیوں اور ہمسائیوں کے بچوں کے ساتھ اپنے بچوں کا موازنہ کر کے کبھی زیادہ پریشان نہ ہوں۔ ہرنچے کو اللہ رب العزت نے مختلف صلاحیتیں دی ہوتی ہیں۔ اگر آپ کے بچے میں کوئی کمزوری ہے تو ضرور اُس میں کوئی ایسی خوبی بھی ہوگی جو دوسرے بچوں میں موجود نہیں ہوگی۔ آپ کی ایسی بے جا پریشانی آپ کے بچے کی تربیت پر بُرا اثر ڈال سکتی ہے، چنانچہ اس سے بچیں۔

(91) وَأَقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَأَعْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ ﴿١٩﴾
(القرآن، لقمان، 3 I : I9)

”اور اپنے چلنے میں میانہ روی اختیار کر، اور اپنی آواز کو کچھ پست رکھا کر، بیشک سب سے بُری آواز گدھے کی آواز ہے۔“

(92) مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ.

(بخاری، الصحيح، رقم الحدیث: 5651)

”جو رحم نہیں کرتا اُس پر رحم نہیں کیا جاتا۔“

باب نمبر 2: معاشرتی زندگی کے آداب

● اپنے بچوں کے سامنے اپنے بہن بھائیوں یا ہمسنائیوں کے بچوں کا ذکر حقارت کے ساتھ نہ کریں۔ اپنے بچوں کے سامنے دُوسروں کے بچوں پہ تنقید کرنا اور اُن کے ساتھ دبی دبی سی نفرت کا اظہار کرنا یا اُن کے گھر آنے پر ناپسندیدگی کا اظہار کرنا بچوں پر بہت بُرا اثر ڈالتا ہے۔ آپ کے اِس معمولی عمل سے آپ کے بچے قطع رحمی کا درس لیں گے اور بڑے ہو کر وہ صلہ رحمی کو نہیں اپنا سکیں گے اور خاندان میں نفرتوں کا باعث بن سکتے ہیں۔ اِسی طرح بالخصوص مائیں بچوں کے سامنے اپنے سُسرالی رشتہ داروں کے حوالے سے ناپسندیدگی کا اظہار نہ کریں۔ ہر ماں کو یہ ذہن میں رکھنا چاہئے کہ اُس کا اپنی نند کے ساتھ جیسا بھی تعلق ہو بچوں کی تو وہ پھوپھی ہی ہے۔ چنانچہ ماں کے کسی معمولی عمل سے بھی بچوں کے دلوں میں اُس کا عزت و احترام کم نہیں ہونا چاہئے۔

● بچوں کے ساتھ خصوصی شفقت کے ساتھ پیش آئیں اور اُنہیں بھی دُوسروں کے ساتھ اچھے اخلاق کے ساتھ پیش آنے کی نصیحت کریں۔

● بچوں کو زندگی میں کام آنے والے سبق سکھائیں، جیسا کہ اچھے اخلاق اپنانے کی اہمیت اور اچھے کردار کو اپنانے کے فوائد وغیرہ۔ اُن کے دل میں مثبت خصوصیات کا شوق پیدا کریں تاکہ وہ خود اعتمادی کے ساتھ زندگی کا سامنا کر سکیں۔

● بچوں کو جسمانی سرگرمیوں اور ورزش کی اہمیت بتائیں تاکہ وہ صحت مند زندگی گزار سکیں۔

● بچوں کے سامنے کبھی مذاق میں بھی جھوٹ مت بولیں ورنہ اُن میں یہی عادت جڑ پکڑ جائے گی اور آپ پچھتاتے رہ جائیں گے۔

● اگر آپ کے بہن بھائیوں میں سے کوئی فوت ہو جائے اور آپ کو اُن کے بچوں کی پرورش کا موقع ملے تو اُن کے ساتھ بھی اپنے بچوں کی طرح پیش آئیں۔ یتیم بچوں کی پرورش کرنا بہت اجر کا کام ہے اور اپنے بہن بھائیوں کے یتیم بچوں کی پرورش کرنے کا دُہرا ثواب ملتا ہے، کیونکہ اِس صلہ رحمی بھی شامل ہو جاتی ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا شخص جنت میں اِس

آداب زندگی... کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

طرح (اکٹھے) ہوں گے۔“ (93) اس دوران آپ ﷺ نے اپنی شہادت کی اُنگی اور درمیانی اُنگی سے اشارہ کیا اور دونوں اُنگیوں کے درمیان معمولی سا فاصلہ رکھا۔

بچوں کی جنسی تربیت اور چند احتیاطیں

بچوں کی پرورش اور اُن کی حفاظت کے حوالے سے والدین کیلئے ضروری ہے کہ وہ زندگی کے دیگر معاملات کی طرح جنسی معاملات میں بھی اُن کی اچھی تربیت کریں۔ ذیل میں کچھ ایسے نکات دیئے جا رہے ہیں جو بچوں میں شرم و حیا کا جذبہ پیدا کرنے اور اُنہیں جنسی بے راہروی سے بچانے میں نہایت مددگار ثابت ہوں گے۔

دو سال سے چھوٹے بچوں کیلئے

- بچوں کو چھوٹی عمر سے ہی والدین کی خلوت کے لمحات میں بیڈروم سے باہر لے جانا چاہئے، بصورتِ دیگر پردے کا معقول انتظام ہونا چاہئے۔
- بچوں کی موجودگی میں لباس تبدیل نہ کیا جائے تاکہ وہ برہنگی کو نہ دیکھیں۔ بچوں کو بھی تاکید کریں کہ وہ نہ صرف بڑوں بلکہ شیرخوار بچے کی موجودگی میں بھی اپنا لباس تبدیل نہ کریں۔
- اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ بچوں کو کم عمری میں بھی شرمگاہ کی جگہوں کو محسوس کرنے کی عادت نہ ہونے پائے۔
- ماں باپ کو چاہئے کہ اپنے بچوں کو گھر میں بھی اجنبیوں کے ساتھ اکیلا نہ چھوڑیں۔
- بچوں کے پیشاب، پاخانہ اور بدبو کے اخراج پر اُنہیں ایسا ناگوار احساس نہ دلائیں کہ بچوں کو اُس سے

(93) أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ فِي الْجَنَّةِ هَكَذَا

(بخاری، الصحيح، رقم الحدیث: 4998)

”میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا شخص جنت میں اس طرح (اکٹھے) ہوں گے۔“

باب نمبر 2: معاشرتی زندگی کے آداب

نفرت ہو، بلکہ انہیں یہ احساس دلائیں کہ جسم سے اُس تکلیف دہ چیز کا نکل جانا صحت کیلئے اچھا بلکہ ضروری ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی موجودگی میں ایک شخص کی ہوا خارج ہوئی تو کسی کی ہنسی نکل گئی۔ اُس پر آپ ﷺ نے پرہنسنے والے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: ”تم میں سے کوئی آدمی جو کام (خود بھی) کرتا ہے وہ اُس سے (دوسروں پر) کیوں ہنستا ہے؟“ (94)

- جب کبھی بچوں سے اُن کی برہنگی کے بارے میں بات کریں تو مثبت انداز میں بات کریں تاکہ وہ اپنے جسم سے نفرت نہ کریں۔

دو سے چھ سال کے بچوں کیلئے

- اِس عمر میں بچوں کو سہ پہر یا شام کو اکیلے گھر سے باہر نہ نکلنے دیں۔
- بچوں کو اِس بات کی تاکید کریں کہ وہ کسی کی موجودگی میں کپڑے تبدیل نہ کریں۔ کپڑے تبدیل کرنے سے پہلے کمرے کا دروازہ بند کر لیں یا واش روم میں چلے جائیں۔
- انہیں اِس بات کی سمجھ دلائیں کہ کوئی اُن کی شرمگاہ کو چھونے کا حق نہیں رکھتا۔
- بچوں کو یہ تاکید کریں کہ خواہ کیسے بھی حالات ہوں، گھر سے باہر کبھی بھی اپنے کپڑے نہ اتاریں۔
- کسی اجنبی کے ساتھ کبھی گھر سے باہر نہ جائیں۔
- مخالف جنس کے عمر میں بڑے رشتہ داروں کے ساتھ اکیلے کھینے کی حوصلہ شکنی کریں۔
- لڑکیوں کو بیٹھنے کا صحیح طریقہ سکھائیں۔ (ٹانگیں زیادہ نہ کھولیں اور کپڑے اُٹھے نہ رہیں۔)
- بچوں کو یہ باور کروائیں کہ وہ کسی اجنبی کے گھر / کمرے میں داخل نہ ہوں۔
- اُن میں یہ جذبہ پیدا کریں کہ کسی غیر اخلاقی منظر پر نگاہ پڑتے ہی وہ اُس سے اپنی نظریں ہٹالیں۔

(94) بخاری، الصحيح، رقم الحدیث: 4942

آداب زندگی... کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

- سات سال کی عمر تک پہنچنے سے پہلے انہیں الگ بستر پہ سونے کی عادت ڈالیں۔
- بچوں کو دائیں کروٹ سونے کی عادت ڈالیں۔ پیٹ کے بل اٹنا سونا سخت ناپسندیدہ عمل ہے۔
- بچوں کو تاکید کریں کہ وہ والدین کے کمرے میں داخل ہونے سے پہلے اجازت لینے کی عادت ڈالیں۔

سات سے دس سال کی لڑکیوں کیلئے

- اس عمر میں لڑکیوں کو بلوغت اور ماہواری کے بارے میں معلومات دیں اور بتائیں کہ غسل کب فرض یا واجب ہوتا ہے۔
- اس عمر میں لڑکیوں کو انڈرویو پہننے کی عادت ڈالیں۔
- بچیوں کی ماں انہیں جنسی حملہ اور جنسی ہراسانی کے معنی بیان کریں تاکہ وہ ایسے خطرناک حالات میں اپنا دفاع کر سکیں۔
- انہیں سمجھائیں کہ کسی اجنبی کے ساتھ اکیلے جانا یا بڑے لڑکوں کے ساتھ کھیلنا کیوں منع ہے۔
- انہیں ہدایت کریں کہ وہ اپنے طرز عمل میں حیا دار اور باوقار انداز اپنائیں اور حرام و حلال کے درمیان تمیز کو سمجھیں۔
- انہیں ہدایت کریں کہ بھائیوں یا کزنوں کی موجودگی میں گھر میں بھی کھلے، بدن کے ساتھ چپکے ہوئے یا شفاف لباس پہننے سے گریز کریں۔
- بالخصوص کلاس روم جیسے مقامات پر وہ خاص دھیان رکھیں کہ کوئی اُن کے اس قدر قریب نہ ہو کہ جسم کو چھونے لگے۔
- اس عمر کی بچیوں کو سیدنا یوسف علیہ السلام اور زلیخا کا قصہ سنایا جائے۔ قرآن مجید سے سورۃ یوسف کا ترجمہ پڑھایا جائے۔

سات سے دس سال کے لڑکوں کیلئے

- انہیں حیاء اور بے حیائی میں فرق اور جنسی زیادتی کے بارے میں بتائیں اور کچھ کہانیاں سنائیں۔
- انہیں تلقین کریں کہ اسکول کے ساتھی نہ انہیں چومیں، نہ بالوں کو چھوئیں اور نہ کوئی جسمانی رابطہ کریں۔
- انہیں ہدایت کریں کہ وہ اپنے طرزِ عمل میں حیا دار اور باوقار انداز اپنائیں اور حرام و حلال کے درمیان تمیز کو سمجھیں۔
- قوم لوط کا واقعہ بیان کریں اور ہم جنس پرستی کے شر سے بچائیں۔

گیارہ سے پندرہ سال کی لڑکیوں کیلئے

- اس عمر میں بچیوں کو بتائیں کہ جنین کیسے بنتا ہے اور یہ بھی کہ اُس کا واحد ذریعہ شادی ہے۔
- حجاب پہننے کی اہمیت، اُس کے فائدے اور اُس کی وجوہات بیان کریں۔
- کسی جوان اُجنبی مرد کے ساتھ تہا رہنے کے نقصانات اُن پر واضح کریں۔
- انہیں بتائیں کہ خود کو کیسے پاک صاف رکھنا ہے۔
- انہیں ایسی لڑکیوں سے الگ تھلگ رہنے کی ترغیب دیں جو لڑکوں کے ساتھ ٹائم گزارنے یا فحش مناظر دیکھنے کے حوالے سے بات چیت کرتی ہوں۔
- انہیں سمجھائیں کہ سوشل ویب سائٹس پر کسی ایسے شخص کو جواب نہ دیں جو اُن سے جنسی تعلقات کے حوالے سے بات کرے۔
- انہیں یہ سمجھائیں کہ جب کوئی نوجوان اُن کی خوبصورتی کی تعریف کرے تو انہیں کیسا ردِ عمل دینا چاہئے۔

آداب زندگی... کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

- ماں کو اُن کی اچھی دوست بننا چاہئے تاکہ وہ اُسے اپنے جذبات کی رازدار بنائیں اور ہر معاملہ اُس کے ساتھ شیئر کرتی رہیں۔

گیارہ سے پندرہ سال کے لڑکوں کیلئے

- اِس عمر میں لڑکوں کو بلوغت اور اِحتمام کے بارے میں معلومات دیں اور بتائیں کہ غسل کب فرض یا واجب ہوتا ہے۔
- اِس عمر میں لڑکوں کو انڈرویو پر پہننے کی عادت ڈالیں۔
- اِس عمر میں لڑکوں کو بتائیں کہ جنین کیسے بنتا ہے اور یہ بھی کہ اُس کا واحد ذریعہ شادی ہے۔
- لڑکوں کو اپنی نگاہیں نیچی رکھنے کی اہمیت بیان کریں۔
- اُنہیں سمجھائیں کہ شریعت غیر محرم لڑکیوں کے ساتھ اکیلے رہنے کی ممانعت کیوں کرتی ہے۔
- اُنہیں فحش باتیں کرنے والے نوجوانوں سے دُور رہنے کی تلقین کریں۔
- اگر وہ مخلوط اسکول میں پڑھ رہے ہوں تو اُنہیں لڑکیوں کے ساتھ برتاؤ کرنے کا سلیقہ سکھانا چاہئے، تاکہ وہ حدود میں رہیں۔
- وقتاً فوقتاً اُن کے ساتھ جذباتی اور جنسی مسائل کو ڈسکس کرتے رہا کریں، تاکہ وہ اپنے اندر کی باتوں کو بلا جھجک آپ کے سامنے بیان کر سکیں۔
- اُنہیں ایڈز جیسے جنسی امراض اور اُن کی وجوہات کے بارے میں بتائیں۔

اعتدال و توازن اپنائیں

- اگر بچوں سے کوئی جذباتی غلطی ہو جائے تو اُنہیں توبہ کرنے کو کہیں۔ والدین کو چاہئے کہ وہ اپنے بچوں کو توبہ کرنے کا طریقہ سکھائیں۔ بہتر ہو گا کہ توبہ کا عمل بار بار دُہرایا جائے کیونکہ چھوٹے بچوں کیلئے تعلیمی

عمل میں بار بار دہرائے جانے کی بڑی اہمیت ہوتی ہے۔

- یاد رکھیں! دُنیا میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو اپنی ہوس اور ذاتی مفاد کیلئے بچوں کا استحصال کر سکتے ہیں یا انہیں گمراہ کر کے غلط راستے پر ڈال سکتے ہیں۔ ایسی صورت میں والدین اپنے بچوں کی اچھی تربیت کیلئے انہیں بنیادی فقہی معلومات بیان کریں۔ خاص طور پر طہارت اور غسل کے احکام کے ساتھ ساتھ سیدہ مریمؑ کے قصے کا بھی ذکر کریں کہ سیدنا عیسیٰؑ کیسے ایک مرد کے بغیر پیدا ہوئے۔ اُس کے علاوہ سوشل میڈیا کے استعمال میں احتیاط برتنے اور فحش تصاویر اور ویڈیوز سے اجتناب کی بھی تلقین کریں۔
- یہ بھی ضروری ہے کہ ہم بچوں کی جاسوسی نہ کرتے رہیں، اور انہیں یہ احساس نہ دلا بیٹھیں کہ گویا ہم اُن سے خوفزدہ ہیں۔ اگر ایسا ہوگا تو اُس سے اُن کی توجہ بگڑ جائے گی اور وہ جنسی پہلوؤں پر دُوسروں کی نسبت زیادہ توجہ مرکوز کرنے لگیں گے، چنانچہ اس سے احتراز کریں۔
- بچوں کی تعلیم و تربیت میں سب سے زیادہ اہمیت اس بات کی ہے کہ والدین کا اُن کے ساتھ تعلق اعتماد، علم اور حفاظت پر اُستوار ہونا چاہئے۔ اگر کسی موقع پر بچہ کسی بے حیائی کارِ تکاب کر بیٹھے تو ناراض ہونے اور مار پٹائی کرنے کی بجائے سب سے پہلے اُسے یہ احساس دلائیں کہ وہ آپ کی حفاظت میں ہے۔ پھر اُس کے بعد اُسے اپنی غلطی کو درست کرنے کا طریقہ سکھانا چاہئے، یوں ہم اُسے اعتماد دے سکتے ہیں تاکہ وہ اللہ رب العزت کے حضور میں توجہ کرے اور دوبارہ ایسی غلطی نہ دہرائے۔

16) رشتہ داروں کے آداب... صلہ رحمی

- رشتے قائم کرنا اور رشتے نبھانا دین اسلام کی بنیادی تعلیمات میں شامل ہے۔ اسلام میں اِس کیلئے ”صلہ رحمی“ کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے۔

صلہ رحمی کیا ہے؟

- اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے تمام رشتوں سے تعلق بنائے رکھنا اور ان کے ساتھ حسنِ خلق کے ساتھ پیش آننا صلہ رحمی کہلاتا ہے۔ صلہ رحمی دراصل معاہدہ عمرانی ہی کی ایک مخصوص شکل ہے، کہ تمام انسان درجہ بدرجہ ایک دوسرے کا خیال رکھیں اور ہر مشکل وقت میں ایک دوسرے کے کام آئیں۔
- والدین، بہن بھائی، بیوی بچے، خالہ، پھوپھی، چچا اور ان کی اولادیں وغیرہ یہ سارے رشتہ دار صلہ رحمی میں آتے ہیں۔ رشتہ داروں کے علاوہ اپنے والدین کے دوست احباب کے ساتھ بھلائی سے پیش آنا بھی صلہ رحمی کہلاتا ہے۔

صلہ رحمی کیوں؟

- قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے ہمیں صلہ رحمی اختیار کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ (95) ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے رشتہ داروں کے ساتھ بھلائی کے ساتھ پیش آئیں اور ہمیشہ ان کے خیر خواہ رہیں۔
- کرہ ارضی پر بسنے والے دیگر جانداروں کے برعکس انسان ایک سوشل جاندار ہے اور آپس میں مل جل کر رہتا ہے۔ جب کسی معاشرے کے تمام افراد اپنے رشتہ داروں کے ساتھ مل جل کر رہتے ہیں اور ہر مشکل میں ایک دوسرے کے کام آتے ہیں تو وہ معاشرہ مضبوط ہو جاتا ہے۔
- اسلام رشتہ داروں کے ساتھ احسان اور اچھا برتاؤ کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ قرآن مجید میں رشتہ

(95) وَالَّذِينَ يَصِلُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِۦٓ أَنْ يُوصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ

(القرآن، الرعد، 21: 13)

”اور جو لوگ ان سب (حقوق اللہ، حقوق الرسول، حقوق العباد اور اپنے حقوق قرابت) کو جوڑے رکھتے ہیں، جن کے جوڑے رکھنے کا اللہ نے حکم فرمایا ہے اور اپنے رب کی خشیت میں رہتے ہیں۔“

داروں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ (96)

صلہ رحمی کیسے؟

- ہمیں اپنے تمام رشتہ داروں کے ساتھ اچھے اور بہتر تعلقات قائم کرنے چاہئیں۔ ہمارے والدین، ہمارے بہن بھائی اور دیگر تمام رشتہ دار ہماری طرف سے حسن سلوک اور صلہ رحمی کے حقدار ہیں۔
- ہمیں اپنے تمام رشتہ داروں کے ساتھ اتفاق و اتحاد کے ساتھ رہنا چاہئے اور لڑائی جھگڑے سے اجتناب کرنا چاہئے۔
- صلہ رحمی کے خاتمے اور رشتہ داروں میں دُوریوں کا سب سے بڑا سبب غیبت اور چغلی خوری ہوتا ہے۔ اگر ہم اس سے بچ کر رہیں تو رشتہ داروں کے ساتھ ہمارے تعلقات نہایت خوشگوار رہیں گے۔ اس کی عملی صورت یہ ہے کہ ہم خود بھی کسی کی غیبت نہ کریں اور کسی دوسرے سے بھی کسی کی غیبت نہ سنیں۔
- رشتہ داروں کے ساتھ دکھ، درد، خوشی اور غمی میں شریک ہونا چاہئے اور انہیں اس بات کا احساس دلانا چاہئے کہ ہم ہر مشکل وقت میں ان کے ساتھ کھڑے ہیں۔
- اچھے بُرے وقت میں ہمیشہ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ رابطے میں رہنا چاہئے۔ ایک دوسرے کے ہاں آنا جانا اور گاہے بگاہے فون پر مزاج پرسی کرتے رہنا رشتوں کو نبھانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

(96) إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَايَ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ
وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿٩٦﴾
(القرآن، النحل، 16 : 90)

”بیشک اللہ (ہر ایک کے ساتھ) عدل اور احسان کا حکم فرماتا ہے اور قرابت داروں کو دیتے رہنے کا اور بے حیائی اور برے کاموں اور سرکشی و نافرمانی سے منع فرماتا ہے، وہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے تاکہ تم خوب یاد رکھو۔“

آداب زندگی... کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

صلہ رحمی کی برکتیں

- رشتہ داروں کے حقوق کا خیال رکھنا اور اُن کے حق سے بڑھ کر اُن پر احسان کرنا باہمی تعلقات کو مزید مضبوط کرتا ہے۔ صلہ رحمی احسان کی بہترین صورت ہے۔ اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں فرمایا کہ احسان کا بدلہ احسان کی صورت میں عطا کیا جائے گا۔ (97)
- جو قوم صلہ رحمی کو اختیار کرتی ہے اُس کے معاشرے کو استحکام نصیب ہوتا ہے۔ معاشی خوشحالی اور برکتیں اُس قوم کے قدم چومتی ہیں۔ چنانچہ صلہ رحمی کی دنیاوی برکتیں کسی بھی معاشرے میں معاشی استحکام لاتی ہیں۔
- ہمارے پیارے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اپنے رزق میں وسعت اور عمر میں برکت حاصل کرنا چاہتا ہے تو اُسے چاہئے کہ وہ صلہ رحمی اختیار کرے۔“ (98)

مفلسی میں صلہ رحمی

- رشتہ دار مفلس و محتاج ہوں اور کمانے کی طاقت نہ رکھتے ہوں تو حسب استطاعت اُن کی مالی مدد کرتے رہنا اور اسی طرح اُن کی خوشی و غمی میں ہمیشہ شریک رہنا، صلہ رحمی کرنا اور کبھی بھی اُن کے ساتھ قطع تعلق نہ کرنا اسلام کی بنیادی تعلیمات میں سے ہے۔
- رشتہ داروں میں بعض امیر ہو جاتے ہیں اور بعض غریب رہ جاتے ہیں۔ ایسے حالات میں عموماً دیکھنے میں

(97) هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ ﴿٦١﴾

(القرآن، الرحمن، 55: 60)

”نیکی کا بدلہ نیکی کے سوا کچھ نہیں ہے۔“

(98) مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ، أَوْ يُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ، فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ

(بخاری، الصحيح، رقم الحدیث: 2067)

”جو شخص اپنے رزق میں وسعت اور اپنی عمر میں اضافہ کو پسند کرتا ہے اُسے چاہئے کہ وہ صلہ رحمی کرے۔“

باب نمبر 2: معاشرتی زندگی کے آداب

آتا ہے کہ غریب رشتہ دار اپنی مالی حالت کمزور ہونے کی بناء آنے جانے کے اخراجات سے بچنے کیلئے یا احساس کمتری کی وجہ سے امیر رشتہ داروں کے ہاں جانا ترک کر دیتے ہیں۔ ایسے میں امیر رشتہ داروں کا ڈہرا فرض بنتا ہے کہ وہ اپنے غریب رشتہ داروں کے ہاں جاتے رہیں، اُن کی خیریت معلوم کرتے رہا کریں اور اللہ رب العزت نے انہیں جس توفیق سے نوازا ہے اُس میں سے کچھ وہ اپنے غریب رشتہ داروں پر خرچ کرتے رہا کریں۔ اُن کا معمولی سا صدقہ غریب رشتہ داروں کا مہینہ بھر کا بجٹ بن سکتا ہے۔

- اللہ رب العزت نے قرآن حکیم میں رشتہ داروں کے معاشی حقوق پر بھی زور دیا ہے۔ (99) علاوہ ازیں احادیث مبارکہ میں حضور نبی اکرم ﷺ نے غریب رشتہ داروں کی معاشی بحالی پر زور دینے کے ساتھ ساتھ کمزور اقرباء کے حقوق کی ادائیگی کی بھی تلقین فرمائی۔
- اسلام کا عطا کردہ اصول یہ ہے کہ زکوٰۃ اور صدقات نکالتے وقت بھی سب سے پہلے اپنے رشتہ داروں کو ترجیح دینی چاہئے۔ رشتہ داروں پر صدقہ و خیرات کرنا دو گنا ثواب کا باعث ہوتا ہے، ایک صدقہ کرنے کا ثواب اور دوسرا صلہ رحمی کا ثواب ملتا ہے۔ چنانچہ اگر رشتہ دار مالی حوالے سے تنگ دست اور کمزور ہوں تو اُن کی مدد کرنا اور ہر لحاظ سے اُن کا خیال رکھنا چاہئے۔
- رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کیلئے ضروری نہیں کہ انسان مالی مدد ہی کرے، بلکہ اس کیلئے ضروری

(99) يَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ ۗ قُلْ مَا أَنْفَقْتُ مِنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَأَبْنِ السَّبِيلِ ۗ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ ﴿٩٩﴾
(القرآن، البقرہ، 2: 215)

”آپ سے پوچھتے ہیں کہ (اللہ کی راہ میں) کیا خرچ کریں، فرمادیں جس قدر بھی مال خرچ کرو (درست ہے)، مگر اس کے حقدار تمہارے ماں باپ ہیں اور قریبی رشتہ دار ہیں اور یتیم ہیں اور محتاج ہیں اور مسافر ہیں، اور جو نیکی بھی تم کرتے ہو بیشک اللہ اسے خوب جاننے والا ہے۔“

آداب زندگی... کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

ہے کہ جیسے بھی ممکن ہو ہم اُن کے ساتھ اچھے طریقے سے پیش آئیں۔ مثلاً ہم اُن کے دکھ درد میں شریک ہو کر اُن کی حوصلہ افزائی کریں، اُن کے ساتھ اچھی گفتگو کریں، اُن کے گھر جا کر یا فون پر حال احوال دریافت کریں۔ اُن کے ساتھ اچھے تعلقات قائم کریں۔ یہ ساری باتیں صلہ رحمی میں آتی ہیں۔

قطع رحمی کیا ہے؟

• اگر ہم اپنے رشتہ داروں کا خیال نہیں رکھتے، اُن کے حقوق پورے نہیں کرتے اور مشکل وقت میں اُن کی مدد نہیں کرتے تو یہی قطع رحمی کہلاتی ہے، یعنی اپنے رشتہ داروں سے ہر قسم کے تعلقات کو ختم کر لینا قطع رحمی ہے، جس سے ہمیں منع فرمایا گیا ہے۔

قطع رحمی کی سزا

• جب بھائی مشکل وقت میں اپنے بھائی کا ساتھ نہیں دیتا تو قطع رحمی کی ایک سزا تو اسی دنیا میں مل جاتی ہے۔ جب ایک دوسرے کے دکھ درد کو نہ سمجھا جائے۔ جب خون سفید ہو جائے، تعلقات ختم کر دیئے جائیں، جب ضرورت کے وقت بھائی کی ضرورت کو پورا نہ کیا جائے، حتیٰ کہ ایک دوسرے کے ساتھ مرنا جینا ختم کر دیا جائے تو یہ عمل اپنی سزا آپ ہے۔

• ہم سے قیامت کے دن صلہ رحمی کے متعلق پوچھا جائے گا کہ ہم نے اپنے رشتوں کے تقدس کا کتنا خیال رکھا۔ اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں فرمایا کہ جو لوگ صلہ رحمی کی بجائے قطع رحمی کو اپنالیتے ہیں وہ اللہ رب العزت کے نافرمان ہیں۔ (۱۰۰)

(۱۰۰) الَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ أُولَئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿٢٧﴾
(القرآن، البقرة، 2 : 27)

”یہ نافرمان وہ لوگ ہیں جو اللہ کے عہد کو اُس سے پختہ کرنے کے بعد توڑتے ہیں، اور اُس (تعلق) کو کاٹتے ہیں جس کو اللہ نے جوڑنے کا حکم دیا ہے اور زمین میں فساد پکارتے ہیں، یہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔“

باب نمبر 2: معاشرتی زندگی کے آداب

- اسی طرح ایک حدیث مبارکہ میں حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ رشتہ داروں کے ساتھ تعلقات ختم کر لینے والا کوئی شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ (IOI)

(I7) ہمسائے کے آداب

- اسلام میں ہمسائے کے حقوق پر بڑا زور دیا گیا ہے۔ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اپنے ہمسائے کو بھائیوں کی طرح اپنے خاندان کا فرد سمجھے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جبرائیل ہمیشہ مجھے ہمسائے کے متعلق حکم پہنچاتے رہے یہاں تک کہ مجھے یہ گمان ہونے لگا کہ شاید اُسے وارث بنا دیا جائے گا۔“ (IO2)

- ہمسائے کی رہائش رشتہ داروں کی نسبت زیادہ قریب واقع ہوتی ہے، اس لئے وہ خوشی یا غم کے ہر موقع پر رشتہ داروں کی نسبت جلد اور آسانی کے ساتھ شریک ہو سکتا ہے۔ روزمرہ ضروریات میں ایک دوسرے کے کام آنے کا امکان بھی زیادہ ہوتا ہے۔ چنانچہ اس لئے بھی ہمسائے کے ساتھ اچھے تعلقات رکھنے چاہئیں۔

- ہمیں چاہئے کہ اپنے ہمسایوں کے ساتھ محبت اور احسان کے ساتھ پیش آئیں۔ ہمسائے کے اہل و عیال اور اُس کے مال و دولت کی اُسی طرح حفاظت کریں جیسے اپنی چیزوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ اُس کے ساتھ ویسا ہی سلوک کریں جیسا ہم اپنے لئے پسند کرتے ہیں۔ ہمسایہ اگر گھر میں موجود نہ ہو تو اُس کی عدم موجودگی میں اُس کے گھر کا خیال رکھیں اور اُس کی عزت کو اپنی عزت سمجھیں۔

(IOI) لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ

(مسلم، الصحيح، رقم الحدیث: 2556)

”قطع تعلق کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔“

(IO2) بخاری، الصحيح، رقم الحدیث: 5669

- ہمسائے کے ساتھ اچھے تعلقات بنانے کیلئے تہواروں اور دیگر مواقع پر حسب توفیق کھانا یا تحائف بھیجا کریں، اس سے دلوں میں قربت جنم لیتی ہے۔ اپنے گھر کوئی اچھی چیز پکائیں تو تھوڑی سی ہمسائے کو بھی بھیج دیں۔ پھل وغیرہ خریدیں تو کچھ ہمسائے کے ہاں بھی بھیجیں، بصورتِ دیگر چھپا کر گھر لے کر جائیں کہ ہمسائے کے بچے آپ کے ہاتھ میں پھل دیکھ کر اپنے ماں باپ سے ضد نہ کریں۔
- اگر ہمسایہ مالی اعتبار سے غریب ہو تو مختلف بہانوں سے اُس کی مدد کرتے رہنا چاہئے۔
- ہمسایہ اگر بیمار ہو جائے تو اُس کی عیادت کریں۔ خوشی کے موقع پر بلائے تو اُس کی خوشیوں میں لازمی شریک ہونا چاہئے۔ ہمسائے کے دکھ درد میں اُس کی طرف سے بلانے کا انتظار کئے بغیر اُس کا غم بانٹنے جانا چاہئے۔
- ہمسائے سے اجازت کے بغیر اپنے مکان میں کوئی ایسی تبدیلی نہ کی جائے جس سے اُس کے حقوق متاثر ہوں یا اُس کی ناراضگی کا امکان ہو۔
- ہمسائے کے آرام کا خیال رکھیں۔ بچوں کی پڑھائی، نماز اور سونے کے اوقات میں اونچی آواز میں ٹی وی چلانا یا شور و غل کرنے سے ہمسائے کے سکون میں خلل پڑ سکتا ہے، چنانچہ اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔
- چھوٹی چھوٹی باتوں میں اُلجھنا آدابِ ہمسائیگی کے خلاف ہے۔ ہمسایوں کے ساتھ اچھے تعلقات برقرار رکھنے کیلئے چھوٹی موٹی تکلیف بھی برداشت کرنی پڑے تو اُس سے تامل نہیں کرنا چاہئے۔
- ہمسایوں کے ساتھ لڑنے جھگڑنے سے اجتناب کرنا چاہئے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”خدا کی قسم وہ ایمان والا نہیں جس کا ہمسایہ اُس کی طرف سے تکلیف اُٹھانے سے محفوظ نہیں۔“ (۱۰۳)
- اگر ہمسایہ کسی غلط فہمی کی بناء پر ناراض ہو تو حقیقتِ حال بتا کر اُس کا دل صاف کر دینا چاہئے اور کوشش کرنی چاہئے کہ اُس کے دل میں خیر خواہی کے جذبات برقرار رہیں۔

باب نمبر 2: معاشرتی زندگی کے آداب

- ہمسائے کا تعلق کسی بھی مذہب یا رنگ و نسل سے ہو اُس کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہئے۔ جس دین میں ہمسائے کے اِس قدر حقوق ہوں اُس کے ماننے والوں کو اپنے ہمسائیوں کے ساتھ بہترین سلوک کے ساتھ رہنا چاہئے۔

(I8) اُساتذہ کے آداب

- اسلامی تہذیب اور اقدار میں اُستاد کو رُوحانی باپ کا درجہ دیا جاتا ہے، چنانچہ طلبہ و طالبات کیلئے لازم ہے اپنے اُساتذہ کا ادب کریں۔
- کلاس میں لیکچر کے دوران ہمہ تن گوش ہو کر اپنے اُساتذہ کی بات سنیں اور پڑھائے جانے والے سبق کو سمجھنے کی کوشش کریں۔
- اگر لیکچر کے دوران کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو اجازت لے کر دوبارہ پوچھ لیں اور اِس میں بالکل عار محسوس نہ کریں۔
- اللہ رب العزت کے رسولوں کو انسانوں میں سب سے بلند رُتبہ حاصل ہے۔ تمام رسول اپنی اُمتوں کیلئے اُستاد کی حیثیت بھی رکھتے تھے۔ وہ انسانیت کیلئے بہترین معلم و مربی بھی تھے۔ (IO4) چنانچہ اُستاد ہونا

(IO4) لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ ءَايَاتِهِ
وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿١٦٤﴾
(القرآن، آل عمران، 3: IO4)

”بیشک اللہ نے مسلمانوں پر بڑا احسان فرمایا کہ ان میں انہی میں سے (عظمت والا) رسول (ﷺ) بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے، اگرچہ وہ لوگ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔“

آداب زندگی... کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

کوئی معمولی مرتبہ نہیں ہے۔ اُستاد علم کا نور پھیلاتا ہے، جس سے اگلی نسلیں فیض پاتی ہیں۔

● حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کو اُمت کیلئے معلّم بنا کر بھیجا ہے۔ (۱۰۵) ہمارے اُستادہ اس حدیث مبارکہ کی روشنی میں گویا نبوی فریضہ سرانجام دیتے ہیں۔ چنانچہ ہمیں اُن کے ساتھ ہمیشہ ادب و احترام کے ساتھ پیش آنا چاہئے۔

● مسلمانوں کے علمی عروج کے دور میں اُستادہ کا حد درجہ عزت و احترام موجود تھا۔ سن 786ء میں تخت نشین ہونے والے عباسی خلیفہ ہارون الرشید کے اُستاد جب کبھی اُن کے دربار میں تشریف لاتے تو وہ اُن کے استقبال کیلئے کھڑے ہو جاتے۔ اس پر اُن کے درباریوں نے کہا: ”اے بادشاہ سلامت! اس طرح سلطنت کا رُعب جاتا رہے گا“، تو ہارون الرشید نے اُنہیں جواب دیا: ”اگر اُستاد کی تعظیم سے سلطنت کا رُعب جاتا ہے تو مجھے اُس کی کوئی پروا نہیں۔“ ترقی یافتہ قومیں آج بھی اپنے اُستادہ کا ادب کرتی ہیں۔ شاگرد پڑھ لکھ کر خواہ جتنے بڑے عہدے پر فائز ہو جائے اُستاد کے آنے پر لازمی اُٹھ کھڑا ہوتا ہے۔

● اُستادہ بچوں کو اچھا انسان اور اچھا شہری بننے میں مدد دیتے ہیں۔ نیز وہ اُسے رب کی معرفت اور خدا کو راضی کرنے کا ذریعہ اور واسطہ بنتے ہیں۔ اس لئے بھی ہمیں اُستادہ کا احترام کرنا چاہئے۔

● ہر طالب علم کو چاہئے کہ وہ اُستادہ کا ادب و احترام اپنے اُوپر لازم سمجھے۔ اُستادہ کے سامنے زیادہ بولنے کے بجائے اُن کی باتوں کو غور سے سنا کریں۔

● اپنے اُستاد کو کبھی بُرا بھلا نہ کہیں، اگر اُن میں کوئی خطاء بھی دیکھیں تو اُس کا پرچار نہ کریں۔

(۱۰۵) اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا

(ابن ماجہ، السنن، رقم الحدیث: 229)

”میں تو معلّم بنا کر ہی بھیجا گیا ہوں۔“

باب نمبر 2: معاشرتی زندگی کے آداب

- اُستاد کو کبھی ناراض نہ ہونے دیں۔ اگر اُن کی شان میں کوئی بے ادبی ہو جائے تو فوراً عاجزی کے ساتھ معافی مانگ لیں۔
- جو طالب علم اپنے اُستاد کیلئے تکلیف کا باعث بنے وہ علم کی برکت سے محروم رہتا ہے اور کوششوں کے باوجود علم کی دولت سے کما حقہ مستفید نہیں ہو پاتا۔
- اپنے اُستاد کی دل سے قدر کریں اور اُن کی عدم موجودگی میں اُن کی عزت کی حفاظت کریں۔ اگر کوئی طالب علم اُستاد کیلئے اُلٹے سیدھے نام رکھے یا نامناسب شرارت کرے تو اُسے منع کریں۔ اُستاد کے احترام کے بغیر اُن سے علم کا فیض نہیں مل سکتا۔
- طالب علم کو چاہئے کہ وہ اپنے اُستاد کو اپنی دُعاؤں میں ہمیشہ یاد رکھیں۔ جب وہ فوت ہو جائیں تو اُن کے جنازے میں یوں شرکت کریں جیسے اپنے والد کی وفات ہوئی ہو۔ اچھی تربیت پانے والے طالب علم اپنے نیک اعمال کو اپنے والدین اور اُستاد کی تربیت کی طرف منسوب کر کے اُن کیلئے صدقہ جاریہ کا باعث بنتے ہیں۔

(I9) طالب علموں کے آداب

- ایک دانشور کا قول ہے کہ علم پچھلی نسل سے لیا گیا ایسا قرض ہوتا ہے جو اگلی نسل کو مع سُد لوٹایا جاتا ہے، اسی سلسلے کو تعلیم کہتے ہیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ طالب علم کی خوشی کیلئے فرشتے اپنے پر بچھا لیتے ہیں۔ (I06)

(I06) وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنَحَتَهَا رِضًا لِّلطَّالِبِ الْعِلْمِ

(أبو داؤد، السنن، رقم الحدیث: 3641)

”اور پیشک فرشتے طالب علم کی خوشی کیلئے اپنے پر بچھا لیتے ہیں۔“

آداب زندگی... کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

- اساتذہ کو چاہئے کہ وہ طالب علموں کو مارپیٹ اور ڈانٹ ڈپٹ کی بجائے خوب سمجھا کر سبق پڑھانے کی روش اپنائیں۔
- اگر کوئی استاد اپنے طالب علموں کو اسلام کی عطا کردہ معاشرتی اقدار نہیں سکھاتا تو نتیجے میں اُسے بھی طالب علموں کی طرف سے احترام نہیں مل سکتا۔
- طالب علم کو چاہئے کہ اپنے ساتھیوں کا احترام کرے اور انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ دے۔ اگر کوئی ہم جماعت غلط سبق سنائے تو ہمیں اُس پر ہنسنا نہیں چاہئے کیونکہ ہمارے اس عمل سے اُسے تکلیف ہوگی اور ہمارے اندر تکبر پیدا ہو جائے گا اور یہ دونوں چیزیں ہلاکت میں ڈالنے والی ہیں۔ امام غزالیؒ نے فرمایا کہ جس علم سے تکبر پیدا ہو وہ جہالت سے بھی زیادہ بدتر ہے۔
- ایک ہی جماعت میں پڑھنے والے طالب علم بعد ازاں عملی زندگی میں مختلف گوشوں میں اپنی خدمات سرانجام دیتے ہیں۔ زمانہ طالب علمی کی چند سال کی رفاقتیں زندگی بھر کی یادیں بن جاتی ہیں۔ اگر آپ اپنے ہم جماعتوں کے دل میں اپنی اچھی یادیں چھوڑیں گے تو وہ زندگی بھر آپ کو اچھے لفظوں میں یاد کریں گے اور زندگی کے کسی مشکل مرحلے میں ضرورت پڑنے پر خوشی سے آپ کی مدد کریں گے۔

20) اسکول کے آداب

- اپنے اسکول سے محبت کریں۔ اُسے صاف ستھرا رکھیں اور اُس کی عمارت اور فرنیچر کی حفاظت کریں۔ کلاس روم میں کاغذ پھینکنا اور اُس کی دیواریں گندی کرنا نہایت بُرا کام ہے، اس سے باز رہیں۔
- رات کو سونے سے پہلے اپنی کتابیں، کاپیاں اور قلم وغیرہ بیگ میں ڈال کر اُسے تیار کر کے رکھیں اور سکول کے کپڑے اور جوتے بھی رات کو ہی تیار کر لیں تاکہ صبح کسی قسم کی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

باب نمبر 2: معاشرتی زندگی کے آداب

- سکول کیلئے گھر سے نکلنے سے پہلے ماں باپ کو سلام کریں، اُن کی دعائیں لیں اور مسکراتے ہوئے اسکول کی طرف روانہ ہوں۔
- اسکول جاتے ہوئے راستے میں کھیل کود کر اپنا وقت ضائع نہ کریں۔ ہمیشہ طے شدہ وقت سے ذرا پہلے اسکول پہنچیں اور تاخیر سے پہنچ کر اپنے اساتذہ کو شکایت کا موقع نہ دیں۔
- اسکول پہنچ کر اپنے ہم جماعتوں سے خندہ پیشانی کے ساتھ مسکراتے ہوئے ملیں۔ اسلام میں مسکرا کر ملنا بھی ایک صدقہ ہے۔ (IO7) کلاس میں اپنی مقررہ جگہ پر بیٹھیں۔ اساتذہ کی آمد پر کھڑے ہو کر اُن کا احترام بجالائیں اور اُنہیں سلام پیش کریں۔ جب اُستاد سبق پڑھانا شروع کریں تو پوری توجہ کے ساتھ سنیں اور اُستاد کی اجازت کے بغیر کمرہ جماعت کو نہ چھوڑیں۔
- کلاس کے دوران اپنی مکمل توجہ تعلیم پر رکھیں اور علم کو اپنے پیارے نبی اکرم ﷺ کا حکم سمجھ کر حاصل کریں۔ اس نیت کے ساتھ جتنا وقت اسکول میں گزاریں گے آپ کو اُس کا ثواب ملتا رہے گا۔
- اُستاد جب سبق پڑھائیں تو اپنا دھیان سبق پر رکھیں اور اُسے اچھی طرح سمجھیں۔ اگر کسی لفظ کا مطلب سمجھ نہ آئے تو اُستاد سے اجازت لے کر اُس کا مطلب پوچھ لیں۔
- اُستاد جب سبق سننے کو کہیں تو پوری توجہ اور حاضر دماغی کے ساتھ اپنا سبق سنیں۔ اُستاد جب کسی دوسرے طالب علم سے سبق سننے لگیں تو وہ درست سنائے یا غلط، بلا اجازت درمیان میں مداخلت نہ کریں۔
- جس قدر ممکن ہو کلاس میں پڑھا ہو اس سبق اپنے ہم جماعتوں کے ساتھ دُہرائیں۔ صرف یاد کرنے سے

(IO7) لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوفِ شَيْئًا، وَلَوْ أَنْ تَلْقَى أَخَاكَ بِوَجْهِ طَلَبٍ

(مسلم، الصحيح، رقم الحدیث: 2626)

”کسی بھی نیکی کو ہرگز حقیر مت جانو، خواہ یہ تمہارا اپنے بھائی کے ساتھ خوش باش چہرے کے ساتھ ملنا ہی ہو۔“

آدابِ زندگی... کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

سبقِ اتنا یاد نہیں رہتا جتنا دوسروں کے ساتھ مل کر دہرایا ہو اس سبقِ یاد رہتا ہے۔

• اسکول میں تفریح کے اوقات کو چھوڑ کر باقی تمام اوقات میں کوشش کرنی چاہئے کہ زیادہ سے زیادہ علم حاصل کر سکیں۔

• اسکول میں کھیل کود کر اور دوستوں کے ساتھ گپ شپ لگا کر اپنا قیمتی وقت ضائع نہ کریں۔ تعلیم کو ہمیشہ اپنی پہلی ترجیح پر رکھیں۔

• اسکول سے بلاوجہ کبھی غیر حاضر نہ ہوں کیونکہ بعض اوقات صرف ایک دن کی غیر حاضری سے کوئی ایسا اہم سبق رہ جاتا ہے کہ بعد میں اُس کمی کو کئی دنوں کی محنت سے بھی پورا کرنا مشکل ہوتا ہے۔

• ہفتے میں ایک بار لائبریری میں ضرور جائیں۔ اگر کوئی پیڑ خالی ہو تو کوشش کریں کہ لائبریری میں ہی گزریں۔ اسکول کے زمانے میں لائبریری جانے کی عادت ساری زندگی کیلئے آپ کے دل میں ذوقِ مطالعہ پیدا کر دے گی۔

• حصولِ علم کا ذریعہ بننے والی کتابوں اور اسٹیشنری کی حفاظت کریں اور اُن کی بے ادبی نہ کریں۔ کتابوں پر اوٹ پٹانگ لکھائی کر کے انہیں خراب نہ کریں۔ کتابوں کے اوپر کوئی چیز نہ رکھیں۔

• کلاس میں اُستاد کی عدم موجودگی میں مثبت قسم کی ہلکی پھلکی شرارتیں ہو سکتی ہیں۔ مگر شور شرابا اور کسی کو نقصان پہنچانے والی حرکات سے بچنا چاہئے۔

• اسکول کے دروازوں، کھڑکیوں، وائٹ بورڈ اور نقشوں وغیرہ پر لکھنا بڑی حرکت ہے۔ اگر کوئی دوسرا طالب علم ایسا کر رہا ہو تو اُسے بھی سمجھا کر روکیں کہ یہ اچھا عمل نہیں ہے۔

• صرف ایسے ہم جماعتوں کو دوست بنائیں جو بااخلاق ہوں۔ عموماً ہر کلاس میں اچھے بُرے ہر قسم کی طالب علم ہوتے ہیں۔ بد تہذیب اور آوارہ بچوں سے دُور رہیں اور اپنے اخلاق کو اُن کی صحبت میں رہ کر خراب نہ کریں۔

باب نمبر 2: معاشرتی زندگی کے آداب

- دوستوں میں بڑھ چڑھ کر بولنے، گپیں ہانکنے اور اپنے خاندان کی لمبی چوڑی تعریفیں بیان کرنے والے بچے دوسروں کی نظروں میں ہمیشہ کمتر اور بے وقار رہتے ہیں، چنانچہ ایسی حرکات سے بچیں۔
- عموماً دیکھنے میں آتا ہے کہ بڑھتی ہوئی عمر کے ساتھ ساتھ بچے اپنے کلاس فیلوز کے ساتھ مل کر اپنے اسکول کے نظام پر یا اسکول انتظامیہ پر تنقید شروع کر دیتے ہیں، کالج یونیورسٹی میں پہنچ کر یہ عادت مزید پختہ ہو جاتی ہے، یوں اُن کی توجہ تعلیم سے ہٹ کر تخریبی سرگرمیوں میں ضائع ہونے لگتی ہے۔ مادرِ علمی سے محبت کا جذبہ مانند پڑ جائے تو علم کی برکت کم ہو جاتی ہے۔ انتظامی معاملات اسکول انتظامیہ اور طلباء کے والدین کا باہمی معاملہ ہے، بچوں کو ایسے معاملات میں اپنا وقت اور توانائی ضائع نہیں کرنی چاہئے۔
- اسکول میں جاری تعلیمی و ہم نصابی سرگرمیوں پر پوری توجہ دیں اور یاد رکھیں کہ زندگی کے یہ قیمتی دن ہمیشہ یاد آئیں گے۔ بھرپور انداز میں بزمِ ادب، کھیلوں اور دیگر ہم نصابی سرگرمیوں میں بھی حصہ لیں اور زمانہ طابِ علمی کی اچھی یادیں بنائیں۔
- تکبر اور غرور علم کے شایانِ شان نہیں، بلکہ علم تو انسان کو تواضع اور خوش اخلاقی سکھاتا ہے۔ علم سے بصیرت کی آنکھیں روشن ہوتی ہیں۔ علم ایک ایسا نور ہے جس سے جہالت کی تاریکیاں دُور ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ جوں جوں ہمارا علم بڑھتا جائے ہمارے مزاج میں ٹھہراؤ آ جانا چاہئے۔ علم کے ساتھ ساتھ ہمیں غم و غصہ کے جذبات پر قابو پانا بھی سیکھنا چاہئے اور لڑائی جھگڑے سے بچنا چاہئے۔
- تعلیمی ادارے سے فراغت کے بعد بھی حصولِ علم کی روش کو ترک نہ کریں۔ کیونکہ آدمی اُس وقت تک عالم رہتا ہے جب تک وہ طالبِ علم رہتا ہے اور جب وہ طابِ علمی کو خیر باد کہہ دیتا ہے تو اُس وقت سے اُس کا شمار جاہلوں میں ہونے لگتا ہے۔

2I) مطالعہ کے آداب

- اکیسویں صدی میں علم حاصل کرنے کے بہت سے متبادل ذرائع پیدا ہو چکے ہیں تاہم مطالعہ کو ہمیشہ اولین اہمیت حاصل رہے گی۔ اچھی کتابوں کا مطالعہ ہمیں زندگی کا مقصد سکھاتا ہے اور اُن سے ہمیں ایک اچھا انسان بننے کی ترغیب ملتی ہے۔

مطالعہ کی اہمیت

- علم انسان کی فرشتوں پر فضیلت کا سبب بنا اور علم ہی کی بناء پر فرشتوں نے انسان کو سجدہ کیا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ہمیں ماں کی گود سے لے کر قبر میں اترنے تک علم حاصل کرنے کا حکم فرمایا۔ علم حاصل کرنے کیلئے مطالعہ کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ علم کی اہمیت بیان کرتے ہوئے حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص علم کے راستے پر چلتا ہے اللہ رب العزت اُسے جنت کے راستے پر چلا دیتا ہے۔ (108)

- کسی بھی قوم کے عروج و زوال میں مطالعہ کو خاص اہمیت حاصل رہی ہے۔ اگر کوئی قوم اچھی کتابوں کا مطالعہ کرتی ہے تو وہ اُس کے نتیجے میں اچھی عادتوں کو اپنالیتی ہے، جس کا نتیجہ اُسے اچھے کردار و عمل کی صورت میں ملتا ہے۔ یوں وہ قوم ترقی کرتی چلی جاتی ہے۔

- یورپ کی موجودہ ترقی کا سبب اسپین کی لائبریریوں میں محفوظ وہ کتابیں بنیں جو 1492ء میں سقوطِ غرناطہ کے بعد یورپی اقوام کے ہاتھ لگیں اور انہوں نے اُن کتابوں کا اپنی زبانوں میں ترجمہ کر کے ترقی

(108) مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَطْلُبُ فِيهِ عِلْمًا، سَلَكَ اللَّهُ بِهِ طَرِيقًا مِنْ طُرُقِ الْجَنَّةِ

(أبو داؤد، السنن، رقم الحديث: 3641)

”جو علم کے راستے پر چلا اللہ رب العزت اُسے ایسے راستے پر چلائے گا جو سیدھا جنت کی طرف جاتا ہے۔“

کاراستہ اپنایا۔ بقول علامہ اقبال:

مگر وہ علم کے موتی، کتابیں اپنے آباء کی
جو دیکھیں اُن کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سپارہ

- جو قوم ترقی کرنا چاہتی ہے وہ مطالعہ کا طریق اپناتی ہے۔ اچھی کتابوں کا مطالعہ دراصل ہمیں جینے کا طریقہ سکھاتا ہے۔ علم حاصل کئے بغیر ہم نہیں جان سکتے کہ ہمارے حقوق و فرائض کیا ہیں۔ علم کے بغیر ہم حقوق اللہ اور حقوق العباد کو بھی نہیں جان سکتے۔
- جب تک مسلمانوں میں کتاب دوستی رہی وہ دُنیا پر حکمران رہے لیکن جیسے جیسے انہوں نے کتاب سے اپنا رشتہ کمزور کر دیا وہ پسماندہ اور مفلوک الحال ہوتے چلے گئے۔
- انسان اُس وقت تک مطالعہ کرتا رہتا ہے، جب تک وہ خود کو عقل کل نہیں سمجھنے لگ جاتا۔
- پاکستان ایک زوال پذیر ملک ہے، جس کی بڑی وجہ قوم کی مطالعہ سے دُوری ہے۔ پاکستانی قوم کی ایک بڑی تعداد اپنی ذات کو کامل اور اپنے نظریات کو اٹل سمجھتی ہے، اور مطالعہ چونکہ انسانی نظریات کو تبدیل کر دیتا ہے اس لئے وہ کتابوں سے خوف کھاتی ہے اور کتاب دشمنی میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس ملک و قوم کے حالات تیزی سے مزید تباہی کی طرف جا رہے ہیں۔
- ہمیں چاہئے کہ اپنے اساتذہ کی رہنمائی میں ہمیشہ اچھی کتابوں کا مطالعہ کریں۔ اپنے گھر میں ایک چھوٹی سی لائبریری بنائیں، جس میں اپنی پسند کے موضوعات پر کتابیں موجود ہوں۔ نیز ہمیشہ ایسے بچوں سے دوستی لگائیں جو مطالعہ کا شوق رکھتے ہوں۔

کتاب کا آدب

- کتابوں کا آدب کریں۔ ہمیں کتابوں کا آدب اس وجہ سے بھی کرنا چاہئے کہ قرآن مجید بھی ایک کتاب ہے، جس کے ذریعے اللہ رب العزت ہم سے ہمکلام ہوتا ہے۔

- اسکول کی کتابوں کا بھی ادب کریں۔ انہیں اٹھا کر ایک دوسرے کو مارنا یا ڈور پھینکنا اچھی عادت نہیں۔ اگر ہم کتابوں کا ادب کریں گے تو ان میں موجود علم کے نور سے بہتر فیض پاسکیں گے۔
- دینی کتابوں کا اسکول کی دیگر عام کتابوں سے بھی زیادہ احترام کرنا چاہئے۔ ترجمہ القرآن کتاب کا ادب یونہی کیا جائے جیسے قرآن مجید کا ادب کیا جاتا ہے۔ اُسے بغیر وضو نہیں چھونا چاہئے۔
- کتابوں کو اوپر تلے رکھنا ہو تو دینی کتابوں کو اوپر رکھیں۔ قرآن مجید کو سب سے اوپر رکھیں اور اُس کے اوپر کوئی دوسری کتاب نہ رکھیں۔
- کتاب کے اوپر کوئی دوسری شے مثلاً موبائل یا کوئی کھانے کی چیز وغیرہ نہ رکھیں۔
- کتابوں کو پاؤں کی ٹھوکروں میں کاریٹ پر رکھنا یا انہیں بستر کے نیچے رکھنا خلاف ادب ہے۔ پرانے بزرگ کتاب کو تکلنے کے نیچے رکھ کر سونے سے بھی منع فرماتے تھے۔
- اپنی کتابوں، قلم اور نوٹ بکس کا ادب کریں اور انہیں اپنی کرسی وغیرہ سے اونچی جگہ پر رکھیں اور ان کی طرف پاؤں پھیلا کر نہ بیٹھیں۔
- کتابوں کے اوراق نہ پھاڑیں اور مطالعہ کی نشانی کے طور پر کتاب کا صفحہ اندر کو نہ موڑیں۔
- کتاب کے اوراق کو تھوک لگا کر نہیں پلٹنا چاہئے۔ یہ نہ صرف خلاف ادب ہے بلکہ اس سے متعدی امراض کے جراثیم بھی پھیلتے ہیں۔
- کتابوں کو صاف ستھرا رکھیں اور ان پر کچھ نہ لکھیں۔ البتہ یونیورسٹی سطح کے طالب علم اپنی کتاب میں بیان کردہ مضمون کے بارے میں وضاحتی نوٹس لکھ سکتے ہیں۔
- کتابوں کی جلد کو خراب ہونے سے بچائیں۔ اگر جلد محفوظ رہے گی تو کتابیں بھی محفوظ رہیں گی۔
- الماری میں پڑی کتابوں کو یوں اچھی ترتیب بنا کر رکھیں کہ جس سے وہ خوبصورت لگیں اور انہیں نکالنا

بھی آسان رہے۔

- کتاب پکڑ کر چلتے ہوئے اُسے اپنے سینے سے لگا کر چلیں۔ ہاتھ میں پکڑی ہوئی کتاب کو لٹکا کر چلنا خلاف ادب ہے۔
- کتابوں کو لاپرواہی سے استعمال نہ کریں، بلکہ انہیں ہمیشہ حفاظت سے رکھیں تاکہ ہمارے بعد بھی لوگ اُن سے فائدہ اٹھا سکیں۔
- اسکول کی پرانی کتابیں رڈی میں فروخت کرنے کی بجائے کسی مستحق بچے کو دے دیں۔

قلم کا ادب

- قلم کتنی عظیم شے ہے، اُس کی عظمت کا اندازہ اس سے لگائیں کہ اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں ”القلم“ کے نام سے ایک پوری صورت نازل فرمائی اور اُس کی پہلی آیت میں قلم کی قسم بھی کھائی۔ اسی طرح غارِ حراء میں نازل ہونے والی پہلی وحی کی آیات میں اللہ رب العزت نے فرمایا کہ اُس نے ہمیں قلم کے ذریعے سے علم عطا فرمایا۔ (109)
- قلم کو لکھنے کے علاوہ کسی اور مقصد کیلئے استعمال نہ کریں۔ قلم کا ادب اس وجہ سے بھی کریں کہ اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں قلم کی قسم کھائی ہے۔ اور قسم ہمیشہ کسی پیاری شے کی ہی کھائی جاتی ہے۔
- قلم سے نکلنے والی اضافی روشنائی کو صاف کرنے کیلئے اپنے بیگ میں چھوٹا سا رومال یا کپڑے کا ٹکڑا رکھیں۔ قلم کو اپنے بالوں یا کپڑوں سے صاف کرنے کی عادت نہ ڈالیں۔
- پنسل، بال پوائنٹ، پین، مارکر وغیرہ سب قلم ہی کی مختلف صورتیں ہیں۔ اُن سے لکھنے کے علاوہ کوئی

(109) اَلَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ

(القرآن، العلق، 96: 4)

”جس نے قلم کے ذریعے (لکھنے پڑھنے کا) علم سکھایا۔“

آداب زندگی... کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

اور کام نہیں لینا چاہئے۔

- پنسل کو منہ میں ڈال کر چبانا بہت بُری عادت ہے۔ اچھے طالب علم ایسی بُری عادتوں سے باز رہتے ہیں۔
- لکھنے کے بعد اپنی پنسل، مارکر وغیرہ کو احتیاط کے ساتھ اُس کی مقررہ جگہ پر رکھ دیں اور اُس کے ساتھ ایسے نہ کھیلیں جس سے اُس کا آدب جاتا رہے۔
- جب بال پین یا مارکر کی روشنائی ختم ہو جائے اور وہ مزید لکھنے کے قابل نہ رہے تو اُسے کو ڈے کی گندی ٹوکری میں ڈالنے کی بجائے کسی پرانے باکس میں رکھ لیا کریں۔ جب وہ باکس بھر جائے تو گلی میں پھیرا لگانے والے کباڑیے کو دے دیں جو لوہے، پلاسٹک اور شیشے وغیرہ کی پرانی اور ٹوٹی پھوٹی چیزیں ری سائیکلنگ کیلئے خرید کر لے جاتا ہے۔ اس عمل سے آپ کا قلم ری سائیکل ہو کر کوئی نئی چیز بن جائے گا اور آپ اُسے گندگی میں ڈالنے کی بے ادبی سے بچ جائیں گے۔

22) دوستی کے آداب

- دوستی کا آغاز اچھے تعلق کی ابتداء سے ہوتا ہے اور اُس تعلق کا آغاز بعض اوقات ہماری اس زمینی زندگی کے آغاز سے بھی پہلے ہو چکا ہوتا ہے، مگر ہمیں اُس کا علم نہیں ہوتا۔ اسلامی عقیدے کے مطابق اللہ رب العزت نے ہماری دنیاوی زندگی سے پہلے جب تمام انسانوں کی رُوحوں کو پیدا کیا تو وہ تب سے عالم ارواح (یعنی رُوحوں کی دُنیا) میں قیام پذیر رہیں۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی متفقہ حدیث مبارکہ کے مطابق عالم ارواح میں اِکٹھے رہتے ہوئے جن رُوحوں میں آپس میں جان پہچان ہو گئی تھی، وہ اس زمینی زندگی کے دوران بھی ایک دُوسرے سے اُلفت اور محبت کے ساتھ پیش آتی ہیں؛ اور اس کے برعکس جن رُوحوں کے درمیان وہاں ایک دُوسرے سے شناسائی نہیں تھی وہ یہاں آ کر بھی ایک دُوسرے

باب نمبر 2: معاشرتی زندگی کے آداب

سے ناواقف ہی رہتی ہیں۔ (IIIO) چنانچہ دُنیا میں دوست بن جانے والے جب لاشعوری طور پر اپنے اَزلی تعلق کی شناسائی پالیتے ہیں تو اُن کی دوستی مزید پختہ ہو جاتی ہے۔

دوستی کا معیار کیا ہو؟

- دوستی کا معیار اللہ کی رضا ہونا چاہئے۔ اچھا مؤمن نہ صرف اللہ سے محبت رکھتا ہے بلکہ اللہ رب العزت کے ساتھ نسبت رکھنے والے ہر شخص اور ہر شے سے بھی محبت رکھتا ہے۔ مؤمن کے بہترین اخلاق میں سے ہے کہ اُس کے ہاں محبت اور نفرت کا معیار اُس کے نفس کی خواہش پر مبنی نہیں ہوتا، بلکہ جب وہ کسی سے دوستی رکھتا ہے تو اُس میں بھی وہ خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رضا کو مد نظر رکھتا ہے۔ (III)
- حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”صرف اللہ کی رضا کیلئے دوستی کریں اور اللہ ہی کی رضا کیلئے دشمنی کریں، اللہ ہی کیلئے محبت کریں اور اللہ ہی کیلئے بغض رکھیں۔“ (II2)
- انسان اپنی صحبت و سنگت سے پہچانا جاتا ہے۔ کسی کے بارے میں رائے قائم کرنی ہو تو اُس کی یاری دوستی سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ جدید ماہرین نفسیات کا کہنا ہے کہ ہمارا مزاج اُن لوگوں کے مزاج کا عکاس ہوتا ہے جن سے ہم روزانہ کثرت سے ملتے ہیں۔ فارسی ادب میں مثل مشہور ہے کہ

(IIIO) الْأَرْوَاحُ جُنُودٌ مُجَنَّدَةٌ، فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا اِتْتَلَفَ، وَمَا تَنَافَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ

(بخاری، الصحيح، رقم الحديث: 3158. مسلم، الصحيح، رقم الحديث: 2638)

”تمام ارواح (عالم ارواح میں) جھنڈ در جھنڈ ہیں۔ اُن میں سے جو روحیں وہاں آپس میں متعارف ہوئیں وہ اِس دنیا میں بھی یکجا ہو جاتی ہیں اور جو وہاں ناآشنا رہیں وہ اِس دنیا میں بھی ناواقف رہتی ہیں۔“

(III) أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ الْحُبُّ فِي اللَّهِ

(أبوداؤد، السنن، رقم الحديث: 4599)

”تمام اعمال سے افضل اللہ تعالیٰ کیلئے محبت کرنا ہے۔“

(II2) طبرانی، المعجم الكبير، رقم الحديث: IO357

”صحبتِ صالحِ ترا صالحِ کند... صحبتِ طالعِ ترا طالعِ کند“

یعنی نیک بندے کی صحبتِ اختیار کرنے والا خود بھی نیک بن جاتا ہے اور گناہگاروں کی صحبتِ اختیار کرنے والا خود بھی گناہگار بن جاتا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اچھے لوگوں سے دوستی لگائیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اچھے بُرے ساتھی کی مثال مشک والے اور بھٹی میں آگ بھڑکانے والے کی طرح ہے۔ مشک اُٹھانے والا یا تجھے دے دے گا یا تو اُس سے خرید لے گا یا اُس سے خوشبو پائے گا اور بھٹی میں آگ بھڑکانے والا یا تیرے کپڑے جلادے گا یا تو اُس سے بدبو پائے گا۔“ (II3)

دوستی کا حق کیسے ادا کریں۔

- دوستی کو قائم رکھنے کیلئے سب سے پہلے یہ ضروری ہے کہ اپنے حقوق کا مطالبہ کرنے کی بجائے اپنے فرائض کی ادائیگی پر توجہ دی جائے اور اپنے دوستوں کے حقوق کی ادائیگی سے غفلت نہ برتیں۔ دوستی کا ادب یہ ہے کہ بندہ اپنے دوستوں کے حقوق ادا کرے۔ جب دونوں دوست ایک دوسرے کا حق ادا کرنے کو فوقیت دیں گے تو کسی کو بھی اپنا حق نہیں مانگنا پڑے گا اور نہ کسی گلہ شکوہ کی نوبت آئے گی۔ دوستی کا حسن ہی یہی ہے کہ دوست سے اپنا حق مانگنے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔

دوستوں سے حسنِ ظن رکھیں۔

- جہاں دوستی ہو وہاں بدگمانی نہیں ہوتی اور جہاں بدگمانی ہو وہاں دوستی باقی نہیں رہتی۔ دوستوں کے ساتھ بدگمانی سے پرہیز کرنا اور اُن کے ساتھ حسنِ ظن رکھنا دراصل باہمی روابط کو مضبوط بنانے کا ذریعہ ہے۔ دوستوں کے درمیان بدگمانی سے عنیدت، تہمت اور بدخواہی پیدا ہوتی ہے، جو نہ صرف انسان کو انسان کا دشمن بنا دیتی ہے بلکہ ایمان کو بھی نیست و نابود کر دیتی ہے۔ حسنِ ظن ایسے شیطانی جذبوں سے نجات کا باعث بنتا ہے، اس لئے یہ دوستی کے آداب میں شامل ہے۔

باب نمبر 2: معاشرتی زندگی کے آداب

- دوستوں میں خوبیاں تلاش کرنا بھی ایک خوبی ہے اور اُن کے عیبوں کو نمایاں کرنے کی بجائے خلوصِ دل کے ساتھ اُن کی اصلاح کی کوشش کرنا بھی دوستی کے آداب میں سے ہے۔
- دوستوں کے حوالے سے حسن ظن رکھنا اور اُن کی خطاؤں کی ٹوہ میں لگے رہنے سے اجتناب کرنے سے دوستی مضبوط ہوتی ہے۔ اللہ رب العزت نے ہمیں دوسروں کے بارے میں سُوئے ظن رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ (II4) ہمیں چاہئے کہ اگر کسی دوست کی کوئی خامی یا کمزوری پتہ چل جائے تو دیگر دوستوں میں اُس کا ڈھنڈورا پیٹنے کی بجائے حسن ظن سے کام لیں اور اُس کا ذکر کسی سے نہ کریں۔

خوش کلامی سے پیش آئیں۔

- دوستوں کے ساتھ خوش کلامی کے ساتھ پیش آنا، اُن کی باتوں کو مثبت انداز میں لینا اور غلط فہمیوں سے اجتناب برتنا بھی اچھی دوستی کیلئے مثالی حیثیت رکھتا ہے۔ دوستوں کے درمیان ہونے والی گفتگو خوش کلامی پر مبنی ہوگی تو دوستی مزید مضبوط ہوگی اور اگر وہ گفتگو بد کلامی یا نفرت و بیزاری پر مبنی ہوگی تو دوستی میں دراڑیں پیدا کر کے اُسے دشمنی میں تبدیل کر سکتی ہے۔ دوستوں کی باتوں میں سے کیڑے نکالنا یا اُن کے ساتھ ایسی باتیں کرنا جن سے وہ خوش ہونے کی بجائے ناراض ہو جائیں، ایسی باتوں سے دوستی زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ سکتی۔

بے تکلفی اختیار کریں۔

- اچھے دوست وہ ہوتے ہیں جن کے درمیان کسی قسم کا مصنوعی پن اور بناوٹ نہ ہو۔ وہ عمر کے کسی حصے میں بھی پہنچ جائیں یا ترقی کر کے جتنے بھی بڑے رتے پر فائز ہو جائیں اُن کی باہمی بے تکلفی پہلے کی طرح

(II4) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ اللَّظَنِ إِنَّ بَعْضَ اللَّظَنِ إِتْمٌ
(القرآن، الحُجُرَات، 49: 12)

”اے ایمان والو! زیادہ تر گمانوں سے بچا کرو بیشک بعض گمان (ایسے) گناہ ہوتے ہیں (جن پر اخروی سزا واجب ہوتی ہے)۔“

آداب زندگی... کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

برقرار رہے اور انہیں اپنے دل کی بات کرنے کیلئے کسی بہانے یا کسی سہارے کی ضرورت محسوس نہ ہو۔

- مصنوعی تکلفات کی بجائے دوست احباب کے ساتھ بے تکلفی سے پیش آنا اخلاقِ حسنہ میں سے ہے۔
قرآن مجید میں بے تکلفی کو ہمارے پیارے نبی ﷺ کے اخلاقِ حسنہ میں شمار کیا گیا ہے۔ (II5)

دوستوں کے ساتھ رابطے میں رہیں۔

- اچھی دوستی کیلئے دوستوں کے درمیان اچھا رابطہ ہونا بہت ضروری ہوتا ہے۔ آپ دُنیا کے کسی بھی ملک میں چلے جائیں اپنے دوستوں کے ساتھ رابطے میں رہیں تو دوستی برقرار رہتی ہے۔ رابطہ نہ رہے تو دوستی محض نام کی حد تک ہی باقی رہ جاتی ہے۔

احوالِ پُرسی و عیادت کریں۔

- دُکھ اور تکلیف کی صورتِ حال میں دوستوں کا غمخوار ہونا غم کے احساس کو کم کرتا ہے اور اُسے قابلِ برداشت بنا دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں مسلمانوں کو ایک دُوسرے کا غمخوار بننے کا حکم فرمایا گیا ہے۔ (II6) ہمیں چاہئے کہ ہم غم میں مبتلا دوستوں کی مزاجِ پُرسی کریں اور غم کی کیفیت سے نجات دلانے میں اُن کی مدد کریں۔
- دوستوں کی احوالِ پُرسی بالخصوص بیماری کے دوران عیادت کرنا باہمی اُلفت و محبت پیدا کرنے اور روابط کو مضبوط بنانے کا بہترین ذریعہ ہے۔ چنانچہ اچھی دوستی کو قائم رکھنے کیلئے ایک دُوسرے کی احوالِ پُرسی

(II5) وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ ﴿٨٦﴾

(القرآن، ص، 38: 86)

”اور میں تکلف کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔“

(II6) وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ

(القرآن، البلد، 90: 17)

”اور ایک دُوسرے کو صبر و تحمل کی نصیحت کرتے ہیں اور باہم رحمت و شفقت کی تاکید کرتے ہیں۔“

کیلئے لازمی وقت نکالتے رہنا چاہئے۔

ہمیشہ خیر خواہ رہیں۔

- اچھا دوست ہمیشہ اپنے دوستوں کا خیر خواہ ہوتا ہے اور وہ کسی معاملے میں بھی اُن کی موجودگی یا عدم موجودگی میں اُن کا برا نہیں چاہتا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ہر مؤمن دوسرے مؤمن کیلئے آئینہ ہوتا ہے، جو اُس کیلئے اصلاح کا کام کرتا ہے، مگر دوسروں کو اُس کے عیوب نہیں بتاتا۔ (II7)
- اچھا دوست دوستوں کی عدم موجودگی میں اُن کی عزت کا پاس رکھتا ہے اور اشاروں کنایوں میں بھی اُن کا مذاق نہیں اڑاتا۔ دوسروں کا مذاق اڑانا اچھے مؤمنین کا طریقہ نہیں ہے۔ اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں ہمیں ایک دوسرے کا مذاق اڑانے سے منع فرمایا ہے۔ (II8) چنانچہ ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے دوستوں کا مذاق نہ اڑائیں۔

عزت و احترام سے پیش آئیں۔

- آدابِ دوستی میں سے ایک بنیادی امر باہمی عزت و احترام کا تعلق ہے۔ دوستوں کے درمیان جس قدر ایک دوسرے کی عزت اور احترام کا جذبہ موجود ہوتا ہے اُن کی دوستی اُسی قدر پائیدار ہوتی ہے۔ ایک دوسرے کی عدم موجودگی میں بھی عزت و احترام کا جذبہ برقرار رہے تو دوستی قائم رہتی ہے۔ دوستی

(II7) الْمُؤْمِنُ مِنْ مَرَأَةِ الْمُؤْمِنِ وَالْمُؤْمِنُ مِنْ أَخِي الْمُؤْمِنِ يَكْفُ عَنْهُ ضَيْعَتَهُ وَيَحِوُطُهُ مِنْ وَرَائِهِ
(أبو داؤد، السنن، رقم الحديث: 4918)

”مومن مومن کا آئینہ ہے، اور مومن مومن کا بھائی ہے، وہ اُس کی جائیداد کی نگرانی کرتا اور اُس کی غیر موجودگی میں اُس کی حفاظت کرتا ہے۔“

(II8) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ
(القرآن، الحجرات، 49: II)

”اے ایمان والو! کوئی قوم کسی قوم کا مذاق نہ اڑائے ممکن ہے وہ لوگ اُن (تمسخر کرنے والوں) سے بہتر ہوں۔“

میں عزت و احترام کا معیار فقط دوستی کا رشتہ ہوتا ہے۔ عزت کی بنیاد کسی کے حالات نہیں ہوتے۔ کسی کے حالات کا خراب ہونا اُس کے خراب کردار کی علامت نہیں ہوتا۔ دُنیا میں سب سے زیادہ آزمائشیں اور مصیبتیں انبیائے کرام پر اور اُن کے بعد نیکو کار لوگوں پر آتی ہیں، اس لئے اپنے دوست پر آنے والی مصیبت کو کبھی اُس کے گناہوں کی سزا مت سمجھیں۔ ہو سکتا ہے کہ اللہ رب العزت اُسے آزما رہا ہو۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ”بندے کے ساتھ یہ آزمائشیں ہمیشہ رہتی ہیں، حتیٰ کہ (مصائب پر صبر کی وجہ سے) وہ زمین پر یوں چلتا ہے کہ اُس پر کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔“ (II9)

دوستوں کا عذر قبول کریں۔

- اپنی غلطیوں کی بناء پر دُوسروں سے معذرت چاہنا اور دُوسروں کی معذرت خواہی کو قبول کرنا اچھے اخلاق کی نشانی ہے۔ خطا کاروں اور گناہگاروں سے نفرت کرنا اور اُنہیں دُھتکارنا اچھے مؤمنین کا طرز عمل نہیں ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہمیں معاف کر دے تو ہمیں چاہئے کہ ہم بھی دُوسروں کو معاف کرنے کی عادت اپنائیں۔ (I20) دوستوں کے مابین غلط فہمیاں دوستی کے خاتمے کی طرف لے جاتی ہیں، چنانچہ اس سے بچیں۔
- اگر ہمیں یہ معلوم ہو کہ ہمارا دوست تو کسی معاملے میں محض جھوٹے بہانے بنا رہا ہے تب بھی ہمیں چاہئے کہ اُسے شرمندگی سے بچانے کیلئے موقع دیں اور اُس کا عذر قبول کر لیں۔ ایسا برتاؤ کرنے سے اُس کی عزت بچ جائے گی اور باہمی میل محبت اور دوستی بھی ٹوٹنے سے بچ جائے گی۔

(II9) ترمذی، السنن، رقم الحدیث: 2398

(I20) وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ

(القرآن، النور، 24: 22)

”اور اُنہیں چاہئے کہ (اُن کا قصور) معاف کر دیں اور (اُن کی غلطی سے) درگزر کریں، کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہیں بخش دے، اور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔“

عفو و درگزر سے کام لیں۔

• عفو و درگزر ایک ایسا پانی ہے جو غضب، کینہ اور انتقام کی آگ کو بجھا دیتا ہے اور انسان کو روحانی سکون، قلبی اطمینان اور زندگی سے لذت حاصل کرنے کا موقع فراہم کرتا ہے۔ عفو و درگزر میں ایک ایسی لذت ملتی ہے جو انتقام میں نہیں ملتی۔

• دوستوں کی خطاؤں پر غصہ کرنا اور اُن سے انتقام لینا اچھے اخلاق میں سے نہیں ہے۔ اللہ رب العزت کے پسندیدہ بندے غصے کو ضبط کرنے والے اور دُوسروں کو معاف کرنے والے ہوتے ہیں۔ (I2I) ہمیں چاہئے کہ ہم بھی اپنے دوستوں کو اُن کی غلطیوں پر معاف کر دیا کریں اور اپنے اس اچھے عمل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ بندوں میں شامل ہو جائیں۔

باہمی برداشت پیدا کریں۔

• دوستی کو برقرار رکھنے کیلئے دوستوں کے عقائد و نظریات کا احترام کرنا ضروری ہوتا ہے۔ دوستی دوستوں کے احساسات و جذبات پر حاوی ہونے یا اُن کی رائے کو خرید لینے کا نام نہیں بلکہ یہ تو محبت و احترام کا رشتہ اُستوار کرنے کا نام ہے۔ کیا اللہ کی ذات سے بڑھ کر کوئی غیرت مند ہے؟ وہ بھی تو اپنی ذات کے متعلق اپنی مخلوق کے غلط عقائد و نظریات کے باوجود اُن کی پرورش فرماتا اور اُن کی دُعائیں قبول فرماتا ہے۔ ہمیں بھی چاہئے کہ ہم دوستوں کے نظریاتی اختلاف کو برداشت کریں اور اُن پر اپنی رائے مسلط کرنے سے باز رہیں۔

(I2I) وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظِ وَالْعٰفِيْنَ عَنِ النَّاسِ

(القرآن، آل عمران، 3: I34)

”اور غصہ ضبط کرنے والے ہیں اور لوگوں سے (اُن کی غلطیوں پر) درگزر کرنے والے ہیں۔“

آداب زندگی... کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

مشکل میں دوستوں کے کام آئیں۔

- مقولہ مشہور ہے کہ دوست وہ جو مشکل میں کام آئے۔ مصیبت میں مبتلا دوست مدد کیلئے پکارے یا نہ پکارے ہمیں اُس کی مدد ضرور کرنی چاہئے۔ دوستوں کی مشکل میں اُن کے کام آنا اچھے اخلاق میں سے ہے۔ دین اسلام کی تعلیمات میں جہاں اچھے کاموں میں دُوسروں کی مدد کرنے کا حکم ہے وہیں بُرے کاموں میں دُوسروں کی مدد کرنے سے منع بھی فرمایا گیا ہے۔ (I22) چنانچہ ہمیں کسی بُرے کام میں اپنے دوستوں کی مدد نہیں کرنی چاہئے بلکہ اُنہیں راہِ راست کی طرف لانے کی کوشش کرنی چاہئے۔

دوستوں کی خوبیوں پر نظر رکھیں۔

- آدابِ دوستی میں سے سب سے اہم ادب یہ ہے کہ اپنے دوست کی خوبیوں کو سب کے سامنے سراہیں مگر خامیوں کو بغرضِ اصلاح صرف اور صرف اُسی سے علیحدگی میں بیان کریں۔ حقیقی دوست وہی ہے جو اپنے دوست کی عزت کو اپنی عزت سمجھے۔
- اچھا مسلمان دُوسروں کے گناہوں اور خطاؤں کو نمایاں کر کے بیان کرنے کی بجائے اُن پر پردہ ڈالتا ہے اور دُوسروں کی عیب پوشی کر کے یہ اُمید رکھتا ہے کہ اللہ رب العزت بھی قیامت والے دن اُس کے عیب چھپائے گا اور اُسے معاف فرمادے گا۔ (I23)

(I22) وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ
(القرآن، المائدہ، 5: 2)

”اور نیکی اور پرہیزگاری (کے کاموں) پر ایک دُوسرے کی مدد کیا کرو اور گناہ اور ظلم (کے کاموں) پر ایک دُوسرے کی مدد نہ کرو۔“

(I23) وَلَا تَجَسَّسُوا

(القرآن، الحُجُرَات، 49: I2)

”اور (کسی کے عیبوں اور رازوں کی) جستجو نہ کیا کرو۔“

باب نمبر 2: معاشرتی زندگی کے آداب

• ایک اچھا مؤمن اپنے دوستوں کے عیوب پہ پردہ ڈالتا اور انہیں چھپاتا ہے۔ دُوسروں کے عیب تلاش کرنا اتنا برا عمل ہے کہ اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں ایسا کرنے والے شخص کو ہلاکت میں مبتلا ہو جانے والا قرار دیا ہے۔ (I24)

• حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”ایسے پڑوسی سے اللہ کی پناہ مانگو جو تمہاری نیکی دیکھے تو چھپا دے اور اگر تمہاری برائی دیکھے تو اُسے سب پر ظاہر کر دے۔“ (I25)

بے کوئی و بے غرضی سے پیش آئیں۔

• سچی دوستی ہمیشہ مفاد اور لالچ سے خالی ہوتی ہے۔ مطلب پرستوں کی دوستی صحیح معنوں میں دوستی ہی نہیں ہوتی۔ دوستی میں بے کوئی ہونے سے مراد یہ ہے کہ بندہ ہر قسم کی لالچ اور حرص و ہوس سے اپنے دل کو پاک رکھے اور اپنے مفادات کو پس پشت ڈال کر کسی لالچ کے بغیر دوستوں کے کام آتا رہے۔ اگر کوئی دوستی کا دعویٰ کرے، مگر ساتھ لالچ بھی رکھے تو وہ سراسر منافق ہوتا ہے۔ (I26)

دوستی کو خونی رشتوں پر فوقیت نہ دیں۔

• اچھی دوستی کا تقاضا ہے کہ اپنے دوست کے رشتہ داروں کے ساتھ بھی بھلائی کی جائے، اور بالخصوص دوست کے والد کی عزت و تکریم کی جائے۔ اسی طرح دوستی کو نبھانے میں بھی اعتدال و توازن کا خیال

(I24) وَيَلُّ لِكُلِّ هُمْزَةٍ لَّمَزَةٍ ﴿١﴾

(القرآن، الهمزة، 104: I)

”ہر اُس شخص کیلئے ہلاکت ہے جو (رُو برو) طعنہ زنی کرنے والا ہے (اور پس پشت) عیب جوئی کرنے والا ہے۔“

(I25) (طبرانی، المعجم الكبير، I رقم الحدیث: I339)

(I26) فَيَطْمَعُ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ

(القرآن، الاحزاب، 33: 32)

”جس کے دل میں (نفاق کی) بیماری ہے وہ لالچ میں مبتلا ہوتا ہے۔“

رکھیں۔ اپنے والدین اور بہن بھائیوں پر دوستوں کو ترجیح نہ دیں۔ بعض لوگ نادانی میں یہ کہتے ہیں کہ رشتہ دار ہم نے خود نہیں بنائے جبکہ دوست ہم اپنی مرضی سے بناتے ہیں۔ یوں وہ اپنے دوستوں کو اپنے بہن بھائیوں اور خونی رشتہ داروں پر ترجیح دیتے ہیں۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ ہمارے بنائے ہوئے دوستی یاری کے رشتوں کی بجائے اللہ کے بنائے ہوئے رشتوں کی اہمیت زیادہ ہے۔ انہوں کو چھوڑ کر غیروں سے دوستیاں لگانا بہت مہنگا پڑ سکتا ہے، چنانچہ اعتدال کا دامن کبھی ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔

(23) کھیل کے آداب

- دین اسلام کی تعلیمات کے مطابق بنیادی طور پر ہر وہ کھیل کھیلنا جائز ہے جو جسمانی ورزش یا دماغی چستی کا باعث بنے۔
- اسلام ہمیں بے مقصد کھیل تماشے میں وقت برباد کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ اچھے مؤمنین کی علامت یہ ہے کہ وہ بیہودگی سے ہمیشہ بچ کر رہتے ہیں۔ (127) اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ایسے تمام کھیل ممنوع ہیں جن سے محض وقت ضائع ہو اور وہ دنیا و آخرت میں کوئی فائدہ دینے والے نہ ہوں۔ دھوکہ دہی اور جوئے پر مبنی کھیل بھی قطعی طور پر حرام ہیں۔

کہاں اور کیسے کھیلیں؟

- ایسی جگہ نہ کھیلیں جس سے کسی کے نقصان کا اندیشہ ہو۔ ایسی گلی میں نہ کھیلیں جہاں سے لوگ زیادہ گزرتے ہوں۔ اسی طرح اگر آپ کسی خالی گلی میں کرکٹ کھیل رہے ہوں تو کسی راگبیر کی آمد کی

(127) وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ ﴿۱۲۷﴾

(القرآن، المؤمنون، 23 : 3)

”اور جو بیہودہ باتوں سے (ہر وقت) کنارہ کش رہتے ہیں۔“

صورت میں اُس کے گزر جانے تک کھیل کو روک لیں۔

- کھیل کے قوانین کی خلاف ورزی کرنا اور مد مقابل کو الجھا کر ہرانا قطعاً جائز نہیں، اس سے باز رہیں۔
- کھیل کے دوران اپنی باری مکمل کر لینے کے بعد دوسرے کو باری نہ دینا بہت غلط بات ہے۔ کھیل میں سب کو برابر موقع ملنا چاہئے۔
- کھیل کے دوران کی جانے والی زور آزمائی کو بھی ایک حد تک اعتدال میں رہنا چاہئے، ورنہ بعض کھیلوں کے دوران بہت زیادہ رسک لینے کی وجہ سے کسی کی ہڈی بھی ٹوٹ سکتی ہے۔

تھکن والے کھیل کیسے ہیں؟

- جسمانی کھیل سے جسم کی ورزش ہوتی ہے، جس سے صحت بہتر ہوتی ہے۔ چنانچہ ہر وہ کھیل کھیلیں جس سے ورزش ہو، جسم کو تھکاوٹ ملے اور خوب پسینہ نکلے۔
- کرکٹ، ہاکی، فٹ بال، بیڈمنٹن، والی بال، ٹینس اور دوڑ بھاگ جیسے تمام کھیل کھیلنے والوں کو جسمانی ورزش اور خوب تھکن دیتے ہیں۔ علاوہ ازیں تیراکی، گھڑ سواری اور نشانہ بازی اسلامی تاریخ میں بہترین کھیل کے طور پر مانے جاتے تھے۔ نیز ہر قسم کی نشانہ بازی جس میں تیر اندازی اور نیزہ بازی بھی شامل ہے۔ آجکل پستول اور مختلف قسم کی بندو قوں کے ذریعے کی جانے والی نشانہ بازی بھی اسی زمرے میں آتی ہے۔ ان تمام کھیلوں کو اُن کے قواعد و ضوابط کے مطابق کھیلنا چاہئے۔

ناپسندیدہ کھیل کون سے ہیں؟

- کبوتر بازی، پتنگ بازی اور جانوروں کو لڑانے جیسے کھیل انتہائی ناپسندیدہ بلکہ بعض حالات میں تو ممنوع قرار دیئے گئے ہیں، چنانچہ اُن سے اجتناب کرنا چاہئے۔ سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو کبوتر کے پیچھے دوڑتے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ ایک شیطان دوسرے

آداب زندگی... کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

شیطان کا پیچھا کر رہا ہے۔ (I28)

بیٹھ کر کھیلے جانے والے کھیل

- شطرنج، لڈو، بارہ گوٹی، تاش، کیرم بورڈ جیسے بیٹھ کر کھیلے جانے والے کھیل بالعموم ناپسندیدہ کھیلوں میں شمار ہوتے ہیں، کیونکہ ان سے جسم کی ورزش نہیں ہوتی۔ البتہ دماغی چستی کے نکتہ نظر سے بعض فقہاء ان کے جواز کے قائل ہیں۔ ان کھیلوں میں اگر اتنا زیادہ وقت صرف ہو کہ بندہ ان میں محو ہو کر اپنے دن بھر کے معمولات میں سستی کرنے لگے تو ان کا کھیلنا جائز نہیں۔

ویڈیو گیمز کھیلیں یا نہ کھیلیں؟

- موبائل گیمز سے جسمانی ورزش تو کچا معمولی حرکت بھی ختم ہو جاتی ہے۔ گھنٹوں ایک ہی جگہ بیٹھے رہنے سے کئی قسم کی جسمانی و نفسیاتی بیماریاں پیدا ہوتی ہے۔ چنانچہ موبائل گیمز زیادہ کھیلنے سے باز رہیں۔
- موبائل پر صرف ایسی گیم کھیلیں جو دماغ تیز کرنے والی ہوں، انہیں بھی اتنا زیادہ وقت نہ دیں کہ آپ کے معمولات کا حرج ہونے لگے۔
- آجکل بچے عام طور پر جسمانی کھیل کود کی بجائے ویڈیو گیمز میں زیادہ وقت ضائع کرتے رہتے ہیں۔ مارپیٹ اور ریس والی ویڈیو گیمز جو بچوں کے دماغ کو مفلوج کر کے رکھ دیتی ہیں قطعاً جائز نہیں، اس لئے ان سے بچنا چاہئے۔ البتہ ریاضی (math) اور آئی کیو (IQ) جیسی ویڈیو گیمز کا کھیلنا ایک حد تک ٹھیک ہے کہ ان کے کھیلنے سے دماغ تیز ہوتا ہے۔ ایسی گیمز کو بھی بہت زیادہ وقت تک کھیلنے چلے جانا فائدے کی بجائے اُلٹا نقصان کا باعث بنتا ہے، چنانچہ انہیں وقت طے کر کے کھیلنا چاہئے اور وقت پورا ہونے پر

(I28): شَيْطَانٌ يَتَّبِعُ شَيْطَانًا

(ابن ماجہ، السنن، رقم الحدیث: 3764)

”ایک شیطان دوسرے شیطان کے پیچھے دوڑا جا رہا ہے۔“

انہیں چھوڑ دینا چاہئے۔

جائز کھیلوں میں ناجائز امور سے بچیں۔

- سٹے بازی، میچ فلسنگ، سپاٹ فلسنگ اور شرط لگا کر کھیلنا جائز کھیلوں کو بھی ناجائز کر دیتا ہے، چنانچہ ایسی تمام ناجائز حرکتوں سے اجتناب کریں اور کھیل کو صرف کھیل کے طور پر کھیلیں۔

حضور نبی اکرم ﷺ کے دور میں کھیل اور تفریح

- اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ ایک موقع پر عید کے دن سیاہ فام حبشی لوگ نیزوں اور ڈھالوں سے کھیل رہے تھے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے پوچھا: ”کیا تم انہیں کھیلتے ہوئے دیکھنا چاہتی ہو؟“ تو میں نے عرض کیا: ”جی ہاں“ تو آپ ﷺ نے مجھے اپنے پیچھے کھڑا کر لیا اور میں انہیں دیکھتی رہی۔ (I29)

- اسی طرح حضرت انس فرماتے ہیں کہ جب حضور نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو اُس موقع پر حبشی لوگ آپ ﷺ کی آمد پر خوش ہو کر اپنی برچھیاں لے کر خوب کھیلتے رہے۔ (I30)

- اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے، اُس وقت دو چھوٹی بچیاں جنگِ بُعث کے ترانے گارہی تھیں۔ آپ ﷺ انہیں منع فرمانے کی بجائے اسی طرح چہرہ دوسری طرف کر کے بستر پر لیٹ گئے۔ پھر اُس کے بعد حضرت ابو بکر صدیق آئے تو انہوں نے مجھ سے ناراض ہوتے ہوئے فرمایا کہ ”اللہ کے نبی ﷺ کے پاس شیطان کی بانسریاں؟“ اس پر حضور نبی اکرم ﷺ متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ ”انہیں ترانے پڑھنے دو۔“ چنانچہ جب آپ کی توجہ دوسری جانب ہوئی تو میں نے انہیں ہاتھ سے اشارہ کیا اور وہ دونوں وہاں سے چلتی بنیں۔

(I29) بخاری، الصحيح، رقم الحدیث: 907. مسلم، الصحيح، رقم الحدیث: 829
(I30) عبدالرزاق، المصنف، رقم الحدیث: 20781. أبو داؤد، السنن، رقم الحدیث: 4923

24) موبائل فون استعمال کرنے کے آداب

- موبائل فون ایک اچھی ایجاد ہے، جو ہمیں بہت سی سہولتیں مہیا کرتا ہے، مگر اُس کا بے جا استعمال نئی نسل کی بربادی کا باعث بھی بن رہا ہے۔ سکرین بنی کا نشہ کم عمر بچوں کیلئے زہر قاتل ہے۔ والدین کو چاہئے کہ اپنے بچوں کو موبائل کے استعمال کا نشہ نہ لگنے دیں۔
- اپنے موبائل کے استعمال کا مقصد متعین کر لیں۔ فون کالز کے علاوہ دیگر جو مقاصد طے کئے ہوں ان کے حوالے سے روزانہ ممکن نہیں تو کم از کم ہفتہ وار جائزہ ضرور لیں کہ کیا آپ اپنے موبائل کا استعمال صرف انہی مقاصد کیلئے کر رہے ہیں؟ بصورتِ دیگر جائزہ لیں کہ کتنے فیصد غیر ضروری استعمال ہونا شروع ہو چکا ہے؟ نیز کون کون سے کام ترک کر کے اُسے کنٹرول کیا جاسکتا ہے؟ اس جائزے کے بعد نتیجہ اخذ کریں اور اُس پر سختی سے عملدرآمد کریں۔
- گلی میں چلتے پھرتے بالخصوص جب اکیلے ہوں تو موبائل استعمال نہ کریں، مبادا کوئی چھین سکتا ہے۔
- موبائل پر میسج دیکھتے ہوئے سڑک پار کرنے سے بہت خطرناک ایکسیڈنٹ ہو سکتا ہے، اس سے بچیں۔
- ڈرائیونگ کے دوران فون استعمال کرنا جان لیوا ہو سکتا ہے۔

فون کال کے آداب

- کسی اجنبی کو پہلی بار فون کریں تو بلاوجہ کبھی طویل بات نہ کریں۔ سب سے پہلے اپنا نام بتائیں، پھر بلا تمہید کال کرنے کا مقصد بیان کریں۔
- کسی اجنبی کا فون آئے تو اُس کا تعارف جانے بغیر کبھی اپنے بارے میں کچھ نہ بتائیں۔ خواہ وہ آپ کے بارے میں کافی کچھ جانتا ہو، پھر بھی محتاط رہیں۔

باب نمبر 2: معاشرتی زندگی کے آداب

- کوئی جاننے والا آپ کو فون کرے تو فون اٹھاتے ہی سب سے پہلے اُسے سلام کریں اور بات چیت شروع کرنے سے پہلے خیریت دریافت کریں۔
- کوئی آپ کو فون کرے تو نمبر محفوظ نہ ہونے کی صورت میں بتادیں کہ آپ کا نمبر میرے پاس محفوظ نہیں ہے، براہ مہربانی پہلے اپنا تعارف کروادیتے۔ اس میں ذرہ برابر بھی عار محسوس نہ کریں۔ کال ختم ہونے کے بعد آئندہ کیلئے اُن کا نمبر اپنے موبائل میں محفوظ کر لیں۔
- کسی جاننے والے کو فون کریں تو آواز پہچان لینے کی صورت میں سب سے پہلے سلام کر کے حال احوال پوچھیں، اُس کے بعد مقصد کی بات کریں؛ آواز نہ پہچان سکنے کی صورت میں مقصد کی بات شروع کرنے سے پہلے تسلی کر لیں کہ وہی شخص ہے یا کوئی اور شخص اُن کے موبائل سے بات کر رہا ہے۔
- کسی گہرے دوست یا رشتہ دار کو بھی فون کریں تو لمبی لمبی باتیں شروع کرنے سے پہلے پوچھ لیں کہ مزید بات کرنے کیلئے وقت مناسب ہے یا نہیں؟ ایسا نہ ہو کہ وہ حیا میں آپ کی لمبی لمبی باتیں سنتا رہے اور اُس دوران میں اُس کے کسی اہم کام کا حرج ہو جائے۔
- کسی کو فون کر کے یہ پوچھنا کہ مجھے پہچانا یا نہیں پہچانا؟ ایک نامعقول حرکت ہے۔ دوسروں کو آزمائش میں نہ ڈالیں۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو دوسرا بھی یہ حق رکھتا ہے کہ آپ کے اس بے تکے سوال کا جواب دینے کی بجائے رانگ نمبر کہہ کر کال ہی کاٹ دے۔
- کال ختم کرنے سے پہلے اختتامی جملے کو واضح ہونا چاہئے۔ صرف OK کہہ کر اگلے بندے کے جواب کا انتظار کئے بغیر یکدم کال کاٹ دینا ایک نامعقول حرکت ہے، جو آداب کے خلاف ہے، اس لئے اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔

اپنا فون کیسے استعمال کریں؟

- موبائل ایپس کے استعمال کے دوران اپنا وقت ضائع کرنے سے بچیں، کیونکہ سکرین دیکھنے کا نشہ

آداب زندگی... کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

غیر محسوس طریقے سے انسان کا وقت اور صحت برباد کر کے رکھ دیتا ہے۔

- موبائل ایپس کو اعتدال کے ساتھ استعمال کریں۔ موبائل کا کثرت سے استعمال جہاں آنکھوں کیلئے نقصان دہ ہے وہیں اُس کا غیر ضروری استعمال نئی نسل کو اخلاقی و سماجی پستی میں بھی دھکیل رہا ہے۔
- رات کو دیر تک موبائل استعمال کرنا نیند کیلئے سخت نقصان دہ ثابت ہو چکا ہے۔ (131) راتوں کو دیر تک جاگنا تو ویسے بھی صحت کیلئے نقصان دہ ہے، اس سے بچیں۔
- اپنے موبائل میں صرف ضرورت کی ایپس انسٹال کریں، غیر ضروری ایپس کی انسٹالیشن سے جہاں موبائل میں میموری کی کمی کا مسئلہ بن سکتا ہے وہیں غیر ضروری نوٹیفیکیشنز کی وجہ سے قیمتی وقت بھی ضائع ہوتا ہے۔
- اپنے موبائل کی حفاظت کیلئے اُس پر کور چڑھائیں اور اُس پر پاسورڈ بھی لگائیں۔ نیز آئیڈل کام یا زیادہ پرائیویسی رکھنے والی ایپس پر الگ سے پاسورڈ لگائیں تاکہ محفوظ رہ سکیں۔

کسی کا فون کیسے استعمال کریں؟

- کسی دوست سے اُس کا موبائل لے کر کال کرنے کی ضرورت پڑ جائے تو کال ختم ہوتے ہی اُس کا موبائل اُسے واپس دے دیں۔ ادھر ادھر مت رکھیں۔
- کسی کی عدم موجودگی میں اُس کے موبائل پر بیل بچے تو بغیر اجازت اُسے نہیں اٹھانا چاہئے۔ البتہ جس کا موبائل ہے اُسے آواز دے کر بتادیں کہ فلاں کا فون آ رہا ہے۔ پھر اگر وہ اجازت دے تو فون اٹھالیں، ورنہ بالکل نہ اٹھائیں۔ صرف بیل کو خاموش کروادیں۔
- اگر کسی کے موبائل پر بار بار بیل آئے تو اُس کی اجازت سے فون اٹھاتے ہی سب سے پہلے اپنا تعارف اور موصوف کے فون نہ اٹھاسکنے کی وجہ بیان کر دیں تاکہ کال کرنے والا غلط فہمی میں آپ کو وہ سمجھ کر

(131) <https://www.health.com/mind-body/3-reasons-not-to-sleep-with-your-phone-in-your-bed>

لمبی چوڑی باتیں نہ شروع کر دے۔

- کسی کے فون پر ظاہر ہونے والے نوٹیفیکیشن پڑھنا بھی ایک نازیبا حرکت ہے۔ اس سے اجتناب کریں۔
- کوئی فون پر کام کر رہا ہو تو اُس کی اجازت کے بغیر اُس کے موبائل کی سکرین کو دیکھ کر اُس کی پرائیویسی میں مخل نہ ہوں۔

وٹس ایپ کیسے استعمال کریں؟

- اپنے وٹس ایپ کی پروفائل میں اپنا درست نام اور اصلی تصویر لگائیں تاکہ رابطے کی صورت میں آپ کو پہچاننے میں کسی کو دُشواری نہ ہو۔
- نئے نمبر سے وٹس ایپ کرتے وقت اپنا تعارف ضرور کروادیں تاکہ آپ کے میج کو اہمیت مل سکے۔
- ٹیکسٹ میج فوری پڑھنا اور جواب دینا ممکن ہوتا ہے جبکہ وائس نوٹ کو سن کا جواب دینے کیلئے یکسوئی درکار ہوتی ہے۔ اس لئے کسی کو وائس نوٹ بھیج کر اُس سے فوری جواب کی توقع نہ رکھیں۔
- کثرت سے وائس میج کرتے رہنا نامناسب عمل ہے۔ اس سے نہ صرف لوگوں کا وقت ضائع ہوتا ہے بلکہ ٹیکسٹ لکھنے سے کترانا اور ہمیشہ وائس نوٹ کرتے چلے جانا آپ کی تخلیقی صلاحیتوں کو بھی ماند کر دیتا ہے اور آپ سہاروں کے محتاج بن کر رہ جاتے ہیں۔
- کسی اجنبی کو بلاوجہ کبھی وائس نوٹ نہ بھیجیں، ہمیشہ ٹیکسٹ ٹائپ کر کے بھیجیں۔ خواتین کو بالخصوص خیال رکھنا چاہئے ورنہ بعد میں مسائل پیدا ہو سکتے ہیں۔
- وائس نوٹ صرف جان پہچان والے ایسے لوگوں کو بھیجیں جو خود بھی آپ کو وائس نوٹ بھیجتے ہوں اور انہیں اُس سے کوئی پریشانی نہ ہوتی ہو۔

25) سوشل میڈیا استعمال کرنے کے آداب

- سوشل میڈیا جہاں ایک نعمت ہے وہیں موجودہ دور کے نوجوانوں کیلئے ایک ایسی آزمائش بن چکا ہے کہ اس جیسی آزمائش ماضی میں کبھی نہیں ہو ا کرتی تھی۔ کچھ لوگ اُسے نعمت کے طور پر استعمال کر کے اپنی زندگی کیلئے فائدہ مند بنا چکے ہیں، جبکہ نئی نسل کی ایک بڑی اکثریت اس آزمائش میں پھنس کر اپنی زندگیوں کو برباد کر رہی ہے۔ ہمیں اس آزمائش میں پھنس کر اپنی زندگی برباد کرنے کی بجائے اُسے نعمت کے طور پر استعمال کرتے ہوئے اپنی زندگی کیلئے فائدہ مند بنانا چاہئے۔
- اپنے لئے سوشل میڈیا کے استعمال کا مقصد متعین کر لیں۔ اگر آپ کاروباری فرد ہیں تو سوشل میڈیا کے ذریعہ اپنے کاروبار کو وسعت دیں۔ اگر آپ گھریلو خاتون ہیں تو گھر داری کے گر سیکھیں۔ اگر آپ طالب علم ہیں تو روایتی اور پیشہ ورانہ علم کے حصول کیلئے سوشل میڈیا کے مختلف ٹولز کو بروئے کار لائیں۔
- اپنے قیمتی وقت کی قدر کریں۔ گیا وقت کبھی ہاتھ نہیں آتا۔ آج کے دور کے نوجوان اپنا سب سے زیادہ وقت سوشل میڈیا پر ضائع کرتے ہیں۔ اگر ہم سوشل میڈیا کو با مقصد بنالیں تو اُسے دین اور دُنیا دونوں کے فائدے کیلئے استعمال کر سکتے ہیں؛ اور اگر ہم بے مقصد استعمال کو جاری رکھیں تو وقت کے ضیاع کے سوا کچھ حاصل نہیں ہو گا۔ چنانچہ طے کر لیں کہ دن میں کتنا وقت سوشل میڈیا کو استعمال کرنا ہے۔ اُس سے زیادہ ہرگز استعمال نہ کریں۔
- محض اپنے سوشل میڈیا فرینڈز کی تعداد بڑھانے کیلئے ہر ایرے غیرے کو فرینڈ نہ بناتے چلے جائیں۔ سوشل میڈیا پر اجنبی لوگوں سے دوستی کرنا بعض اوقات انسان کو خطرے میں ڈال دیتا ہے۔ سوشل میڈیا پہ صرف اُن لوگوں کی فرینڈ ریکویسٹ قبول کریں جنہیں آپ حقیقی زندگی میں بھی جانتے ہوں، ورنہ مسترد کر دیں۔

باب نمبر 2: معاشرتی زندگی کے آداب

- کسی دوست / رشتہ دار کی فرینڈ ریویسٹ کو قبول کرنے سے پہلے اُسے فون کر کے تسلی کر لیں کہ وہ اکاؤنٹ اُسی کا ہے یا کوئی اور آپ کو اُس کے نام سے بیوقوف بنانے کی کوشش کر رہا ہے۔
- سوشل میڈیا پر کوئی اجنبی آپ کے ساتھ رابطہ کرے، کسی قسم کی معلومات پوچھے یا دوستی کرنے کی آفر کرے تو فوری طور پر والدین یا کسی بڑے بہن بھائی سے مشورہ کریں۔ کسی اجنبی شخص کی دوستی عام طور پر آپ کو صرف فتنے میں ہی مبتلا کر سکتی ہے۔
- سوشل میڈیا پر جنس مخالف کے ساتھ دوستی ہرگز نہ لگائیں۔ اللہ رب العزت کی حدود کی پاسداری کریں اور شیطان کی چال میں آکر اپنی دُنیا و عاقبت برباد کرنے سے بچے رہیں۔
- اگر سوشل میڈیا پر کوئی شخص آپ کے ساتھ جنسی تعلقات کے حوالے سے بات کرے تو اُسے کسی قسم کا جواب دینے کی بجائے فوری بلاک کر دیں۔
- بلاوجہ مختلف سوشل میڈیا گروپس کو جوائن نہ کریں اور نہ کسی کو موقع دیں کہ وہ آپ کو کسی گروپ میں شامل کر سکے۔ انتہائی محتاط رہتے ہوئے صرف اُن گروپس میں شامل ہوں جو آپ کی دلچسپی کے ہوں اور آپ اُس گروپ کی پوسٹس سے کوئی فائدہ اٹھا سکتے ہوں۔
- سوشل میڈیا پیجز کو لائیک کرتے چلے جانے سے بھی وقت ضائع ہونے لگتا ہے۔ صرف ایسے پیجز کو فالو / لائیک کریں جن سے آپ کی وابستگی ہو اور جن پہ شائع ہونے والی پوسٹس سے آپ کیلئے دُنیا و آخرت میں کسی فائدے کا امکان ہو۔
- سوشل میڈیا پر ایسی گیمز کھیلنے سے اجتناب کریں جن میں اجنبی لوگوں کے ساتھ دوستیاں بنانے کی ترغیب دی جاتی ہو۔
- سوشل میڈیا پر اپنی اور اپنے خاندان کی کسی قسم کی پرائیویٹ معلومات قطعی پوسٹ نہ کریں۔
- پوسٹ کرنے سے پہلے سوچ لیں کہ اُس کا مقصد کیا ہے۔ اگر اُسے پوسٹ کرنے سے دُنیا و آخرت کا کوئی

آداب زندگی... کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

فائدہ وابستہ نہیں یا اُسے پوسٹ کرنے سے کسی دوسرے کا نقصان ہونے کا خدشہ ہو تو فوراً رک جائیں۔

• دوسروں کی پوسٹ کو شیئر کرنا ان کے سوچ و عمل کی تائید کرنے کے مترادف ہوتا ہے۔ چنانچہ یہی ضابطہ ذہن میں رکھیں کہ اگر اُسے شیئر کرنے سے دنیا و آخرت کا کوئی مفاد وابستہ نہیں یا اُسے پوسٹ کرنے سے کسی دوسرے کا نقصان ہونے کا خدشہ ہو تو اُس سے رک جائیں۔

• سوشل میڈیا پر کسی پبلک پوسٹ پہ نازیبا کمنٹس کرنے والے کو قطعی جواب نہ دیں، ہو سکے تو کمنٹس ڈیلیٹ کر دیں، بصورتِ دیگر نظر انداز کر دیں۔

• سوشل میڈیا استعمال کے دوران ہمیں یہ ذہن نشین رکھنا چاہئے کہ ہماری پوسٹ، ہماری شیئرنگ اور کسی پوسٹ پر ہمارے کمنٹس صدقہ جاریہ یا گناہ جاریہ بن سکتے ہیں۔ اگر ہمارے اُس عمل سے کوئی راہِ راست پر آجاتا ہے یا اُس کی زندگی میں کوئی آسانی پیدا ہوتی ہے تو وہ ہمارے نیک اعمال نامہ میں لکھا جائے گا، جبکہ اگر ہمارے کسی عمل سے کوئی گمراہی پھیلتی ہے تو جب تک لوگ اُس سے گمراہ ہوتے رہیں گے اُس وقت تک ہمارے گناہوں کا رجسٹر بھرتا رہے گا۔

• سوشل میڈیا پر کثرت کے ساتھ شیئر ہونے والی بیشتر پوسٹس محض سنی سنائی ہوتی ہیں، جنہیں بلا تصدیق ہر کوئی آگے شیئر کرتا چلا جاتا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے بلا تصدیق کسی بات کو آگے شیئر کرنے والے کو جھوٹا قرار دیا۔ (132)

• دوستوں اور رشتہ داروں کے طرزِ عمل سے تنگ آکر سوشل میڈیا پر گلے شکوے کرنے اور دل کی بھڑاس نکالنے کی بجائے اللہ سے لوگائیں اور اُس کی رضا میں راضی رہنے کی کوشش کریں۔

(132) كَفَى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يَحْدَثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ

(مسلم، الصحيح، رقم الحديث: 5)

”آدمی کے جھوٹا ہونے کیلئے بس یہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات (تحقیق کئے بغیر) بیان کرنے لگے۔“

باب نمبر 2: معاشرتی زندگی کے آداب

• کسی غیر اخلاقی منظر پر نگاہ پڑتے ہی فوراً اپنی نظریں اُس سے ہٹالیں اور اُسے دوبارہ مت دیکھیں۔ دینِ اسلام اپنے پیروکاروں کو اپنی نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم دیتا ہے، کیونکہ آنکھیں بھی زنا کرتی ہیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے: ”آنکھ کا زنا بے حیائی دیکھنا ہے اور زبان کا زنا فحش گفتگو کرنا ہے۔ نفسِ شہوت کو بھڑکاتا ہے، جس کے نتیجے میں شرمگاہ بے حیائی کے ساتھ اُس کی تصدیق کرتی ہے یا حیاء داری کے ساتھ اُس کی تکذیب کرتی ہے۔“ (I33)

• کسی نامحرم یا اُس کی تصویر کو بد نظری کے ساتھ دیکھنے سے اجتناب کریں۔ دین کا بنیادی تقاضا ہے۔ بد نظری بہت سے حرام کاموں کو جنم دیتی ہے، جو انسان کیلئے تباہ کن ثابت ہوتے ہیں۔ بد نظری سے بچ کر آدمی سیکڑوں گناہوں اور آفتوں سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”نظر شیطان کے تیروں میں سے ایک زہریلا تیر ہے۔ جو شخص خدا خونی کے ساتھ اپنی نظر کی حفاظت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کے عوض اُسے ایسا ایمان عطا فرماتا ہے جس کی مٹھاس وہ اپنے دل میں محسوس کرتا ہے۔“ (I34)

(I33) فَرَانَا الْعَيْنِ النَّظْرُ، وَزِنَا اللِّسَانِ الْمَنْطِقُ، وَالنَّفْسُ تَمَنَّى وَتَشْتَهِي، وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذَلِكَ أَوْ يُكَذِّبُهُ.

(بخاری، الصحيح، رقم الحدیث: 6612)

”آنکھ کا زنا (بے حیائی) دیکھنا ہے، زبان کا زنا (فحش) گفتگو کرنا ہے، اور نفس آرزو اور (بری) خواہش کرتا ہے اور شرمگاہ (بے حیائی کے ساتھ) اُس کی تصدیق کرتی ہے یا (حیاء داری کے ساتھ) اُس کی تکذیب کرتی ہے۔“

(I34) إِنَّ النَّظْرَةَ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ إِبْلِيسَ مَسْمُومٌ، مَنْ تَرَكَهَا مَخَافَتِي أَبَدَلْتُهُ إِيمَانًا يَجِدُ حَلَاوَتَهُ فِي قَلْبِهِ.

(طبرانی، المعجم الكبير، 10 / I73، رقم الحدیث: 10362)

”نظر شیطان کے تیروں میں سے ایک زہریلا تیر ہے، جو اُسے میرے خوف سے چھوڑ دے تو میں اُس کے عوض اُسے ایسا ایمان عطا کرتا ہوں جس کی مٹھاس وہ اپنے دل میں محسوس کرتا ہے۔“

26) حقوقِ مجرّمہ (Copyrights) کے آداب

- اسلامی ضابطہ حیات ہر قسم کی خیانت، چوری اور دھوکہ دہی کی ممانعت کرتا ہے۔
- کسی معروف کمپنی کی شہرت سے ناجائز فائدہ اٹھانے کیلئے اُس کے نام سے ملتا جلتا نام اسی رنگ اور فونٹ میں لکھ کر لوگوں کو دھوکہ دینا جائز نہیں۔ اسی طرح کسی کمپنی کے لوگوں سے مماثل لوگوں کو بنانا بھی کسی کے حقوق پہ ڈاکہ ڈالنے کے مترادف ہے۔
- اگر کسی علاقے میں کوئی سافٹ ویئر دستیاب ہی نہ ہو اور اُس کے حوالے سے ملکی قوانین بھی خاموش ہوں تو بامرِ مجبوری اُس سافٹ ویئر کی نقلی کاپی یعنی Pirated Version استعمال کیا جاسکتا ہے، مگر جو نہی کمپنی کی طرف سے اصلی سافٹ ویئر کی دستیابی ممکن ہو جائے نقلی سافٹ ویئر کا استعمال ترک کر دینا چاہئے۔
- اسی طرح اگر کسی علاقے میں کوئی کتاب بالکل دستیاب نہ ہو تو بامرِ مجبوری اُس کتاب کی غیر قانونی پی ڈی ایف فائل سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے، مگر اُسے آگے ہر کسی کو تقسیم کرتے چلے جانا جائز نہیں۔ بغیر اجازت کسی کتاب کی پی ڈی ایف بنا کر مفت تقسیم کرنا دین کی خدمت نہیں بلکہ چوری کے زمرے میں آتا ہے، اس سے بچیں۔
- کاپی رائٹس کی حیثیت کو تسلیم کرنے سے انکار کرنا نہ صرف ملکی قوانین کی خلاف ورزی ہے، جس سے اسلام منع فرماتا ہے بلکہ کاپی رائٹس کی خلاف ورزی کسی دوسرے شخص کی محنت کا پھل چرانے کے مترادف بھی ہے، جو اسلام کے بنیادی اصولِ محنت کے سخت خلاف ہے۔ کسی کی محنت کو چرانا کسی کی ملکیتی اشیاء کو چوری کرنے سے زیادہ سنگین جرم ہے۔
- بعض لوگ کاپی رائٹس چوری کرنے کو اس بنیاد پر جائز سمجھتے ہیں کہ کاپی رائٹس کوئی مجسم وجود نہیں

باب نمبر 2: معاشرتی زندگی کے آداب

رکھتے، انہیں پکڑا اور چھوا نہیں جاسکتا۔ انہیں یہ سوچنا چاہئے کہ اگر اس اصول کی بنیاد پر کسی کی محنت کو چوری کرنا جائز ہے تو بجلی کو چوری کرنا بھی جائز قرار دینا ہوگا کہ اُسے بھی پکڑا اور چھوا نہیں جاسکتا۔ مزید برآں کاپی رائٹس کی چوری کو جائز سمجھنے والوں کو سوچنا چاہئے کہ کسی دوسرے مصنف کی کتاب سے مواد چوری کر کے اپنی کتاب میں ڈال دینے کو ناجائز قرار دینے کیلئے اُن کے پاس کیا جواز پختا ہے!!

● اسلام کا بنیادی اصولِ محنت کاپی رائٹس کے تحفظ کو ضروری قرار دیتا ہے:

○ قرآن مجید کا عطا کردہ پہلا قانون یہ ہے کہ محنت کا پھل محنت کرنے والے کیلئے ہی خاص ہے۔ (I35) چنانچہ اگر محنت کرنے والے کا اجر کوئی اور لے جائے تو یہ ناجائز ہوگا۔

○ قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے کسی کی محنت کو ضائع نہ کرنے کا وعدہ فرما رکھا ہے۔ (I36) چنانچہ اس دُنیا میں بھی ایسے قوانین بنانا ضروری ہے جن کی مدد سے لوگوں کی محنت کو ضائع ہونے سے بچایا جاسکے۔

○ قرآن مجید ہمیں آخرت سے پہلے دُنیا میں اجر کی دُعا کی تلقین کرتا ہے۔ (I37) چنانچہ حقوقِ مجرّمہ

(I35) لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ
(القرآن، البقرة، 2: 286)

”اللہ کسی جان کو اُس کی طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتا، اُس نے جو نیکی کمائی اُس کیلئے اُس کا اجر ہے اور اُس نے جو گناہ کمایا اُس پر اُس کا عذاب ہے۔“

(I36) أَلَمْ يَجْعَلْ لَكُمْ سُبُلًا مِّنَ الْأَرْضِ وَمِنْ بَيْنِ الْأَيْدِي وَالْآخِرَاتِ
(القرآن، آل عمران، 3: 195)

”یقیناً میں تم میں سے کسی محنت والے کی مزدوری ضائع نہیں کرتا، خواہ مرد ہو یا عورت۔“

(I37) رَبَّنَا عَاتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً
(القرآن، البقرة، 2: 201)

”اے ہمارے پروردگار! ہمیں دُنیا میں (بھی) بھلائی عطا فرما اور آخرت میں (بھی) بھلائی سے نواز۔“

آداب زندگی... کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

کی نفی کرنے والوں کو چاہئے کہ وہ غور کریں کہ دین کی خدمت کیلئے لکھی گئی کسی کتاب کے کاپی رائٹس کی نفی کر کے جب وہ اُس کا اجر صرف آخرت پر موقوف کر رہے ہیں، ایسے میں کہیں وہ دُنیا کا اجر اُس کتاب کے مصنف سے چھین کر قرآنی ضابطے کی خلاف ورزی کے مُرتکب تو نہیں ہو رہے!!

○ قرآن مجید ہمیں یہ بھی بتاتا ہے کہ ایک کا گناہ دوسرے کے سر نہیں تھوپا جائے گا۔ ہر کوئی اپنے عمل کیلئے خود جزا و سزا کا حقدار ہو گا۔ (138)

● جو معاشرے اسلام کے عطا کردہ ان اصولوں پر عملدرآمد کرتے ہوئے اپنے مُوجدین کی ایجادات اور مصنفین کی تصانیف کا تحفظ کرتے ہیں اور قانون سازی کر کے اُن کے افکار اور آئیڈیاز کو چوری ہونے سے بچاتے ہیں وہ ترقی کر جاتے ہیں؛ اور جو معاشرے مختلف حیلوں بہانوں سے دوسروں کی محنت پُرانے کو جائز قرار دیتے ہیں وہ ترقی کی راہ میں بہت پیچھے رہ جاتے ہیں۔

27) اسلام کے آداب

● اسلام سلامتی کا دین ہے۔ اسلام کی تعلیمات سلامتی پھیلانے کا سبق دیتی ہیں۔ چنانچہ ہمیں کثرت کے ساتھ ایک دوسرے کو سلام کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

سلام کیوں کریں؟

● اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں مسلمانوں کیلئے لازم قرار دیا ہے کہ وہ جب بھی آپس میں ملیں تو

(138) وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۗ

(القرآن، بنی اسرائیل، 17 : 15)

”اور کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے (کے گناہوں) کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔“

باب نمبر 2: معاشرتی زندگی کے آداب

ایک دوسرے کو سلام کریں۔ (I39) حضور نبی اکرم ﷺ نے بھی بیشمار احادیث مبارکہ میں سلام کرنے اور سلام کو پھیلانے کا حکم فرمایا۔

• ایک حدیث مبارکہ میں حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم اُس وقت تک جنت میں نہیں جاسکتے جب تک مومن نہیں بن جاتے اور تم اُس وقت تک مومن نہیں بن سکتے جب تک ایک دوسرے سے محبت نہیں کرتے۔ ایک دوسرے سے محبت بڑھانے کیلئے آپس میں سلام پھیلاؤ۔ (I40)

• جس معاشرے میں لوگ کثرت سے ایک دوسرے کو سلام کریں وہاں امن و سلامتی کا خوب فروغ ہوتا ہے اور نفرتیں ختم ہو جاتی ہیں۔ بڑے بزرگوں کو ضرور سلام کریں۔ چھوٹے بچوں کو بھی سلام کریں تاکہ وہ سلام کرنے کا طریقہ سیکھیں۔

• ہمیشہ سلام کرنے میں پہل کرنے کی کوشش کریں۔ اگر دوسرا پہلے سلام کر دے تو اُسے سلام کا جواب اُس سے بہتر انداز میں دیں۔ سلام اپنے مسلمان بھائی کا حق تصور کریں اور زیادہ سے زیادہ سلام کرنے کی عادت ڈالیں اور سلام کرنے میں بالکل شرم محسوس نہ کریں۔

• حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کسی بھی ناراضگی میں تین دن سے زیادہ قطع تعلق رکھنا جائز نہیں۔ ناراضگی کے بعد صلح کرنے میں پہل کرنے کیلئے سلام کرنے والا افضل ہے۔ (I41)

سلام کیسے کریں؟

• اسلامی دُنیا کے مختلف ممالک میں سلام کے مختلف طریقے رائج ہیں۔ اسی طرح ماضی میں مختلف زمانوں

(I39) القرآن، الأنعام، 6 : 54

(I40) أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ

(مسلم، الصحيح، رقم الحدیث: I94)

”اپنے مابین سلام کو پھیلاؤ (یعنی رواج دو)۔“

(I41) بخاری، الصحيح، رقم الحدیث: 6077

آداب زندگی... کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

میں سلام کرنے کے مختلف انداز رائج رہ چکے ہیں۔ کہیں منہ سے پکار کر سلام کرنا کافی سمجھا جاتا ہے تو کہیں ہاتھ کو کندھے برابر اٹھا کر، کہیں پیشانی برابر ہاتھ اٹھا کر سیلوٹ کیا جاتا ہے اور کہیں ہاتھ سینے پر رکھ کر سلام کیا جاتا ہے، بعض مواقع پر سر کے اشارے سے بھی سلام کیا جاتا ہے۔ یہ سب انداز درست ہیں اور موقع محل کی مناسبت سے منہ سے سلام کہتے وقت حسبِ ضرورت ان میں سے کسی بھی اشارے کو اختیار کیا جاسکتا ہے۔

● بالمشافہ ملاقات کی صورت میں سلام کے ساتھ مصافحہ بھی کرنا چاہئے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب دو مومن ملتے ہیں اور مصافحہ کیلئے ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ دیتے ہیں تو ان کے الگ ہونے سے پہلے ان کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ (142)

● ہمیشہ اونچی آواز میں بول کر سلام کریں تاکہ دوسرا اُسے سُن سکے، اگر فاصلہ زیادہ ہو اور آواز پہنچنا مشکل ہو تو ساتھ میں ہاتھ سے اشارہ بھی کریں تاکہ وہ جان سکے کہ آپ نے سلام کیا ہے۔ ڈرائیور حضرات ہائی وے پر سامنے سے آنے والی بس کے ڈرائیور کو منہ سے سلام کرتے وقت ساتھ میں ہلکا سا ہارن بھی بجاتے ہیں۔ یہ بھی ان کے سلام کا ایک انداز ہے۔

سلام کسے کریں؟

- کسی کو جانتے ہوں یا نہیں، سب کو سلام کریں۔ سلام کا اچھا طریقہ یہ ہے کہ چھوٹا بڑے کو، چلنے والے بیٹھے ہوئے کو اور تھوڑے افراد زیادہ کو سلام کرنے میں پہل کریں۔
- کسی کو ملنے جائیں تو سلام کریں اور ملاقات کے بعد وہاں سے واپسی پر بھی سلام کر کے نکلیں۔
- کسی مجلس میں پہنچیں تو صرف ایک آدھ کا نام لے کر اُسی کو سلام نہ کریں بلکہ وہاں موجود تمام لوگوں کو سلام کریں۔

(142) ترمذی، السنن، رقم الحدیث: 2727

باب نمبر 2: معاشرتی زندگی کے آداب

- کسی مجمع کے پاس سے گزریں تو انہیں بھی سلام کریں۔
- خواتین کو سلام کرنا نہ صرف جائز بلکہ مسنون ہے۔ تاہم فتنے کا امکان ہو تو خواتین کو آواز بلند سلام نہ کریں۔
- اللہ رب العزت کا حکم ہے کہ ہم اکھڑ مزاج جاہل لوگوں کو بھی سلام کریں اور ان کیلئے بھی اپنے دل میں سلامتی کے جذبات رکھیں۔ (143)

سلام کسے نہ کریں؟

- قرآن وحدیث پڑھنے، پڑھانے اور سننے والے کو سلام نہ کریں۔ جب کوئی شخص دوسروں کو دینی احکام سمجھا رہا ہو تو اسے بھی سلام نہ کریں۔ اسی طرح جب کوئی استاد بچوں کو سبق پڑھانے میں مصروف ہو تو اسے بھی سلام نہیں کرنا چاہئے۔
- خطبہ دینے والے کو اور خطبہ سننے والے کو بھی سلام نہ کریں۔ خاموشی سے ان کے پاس بیٹھ جائیں اور خطبہ ختم ہونے کے بعد سلام کریں۔ خواہ وہ خطبہ جمعہ یا عید کا ہو یا پھر خطبہ نکاح ہو۔ اذان یا تکبیر کہنے والے کو بھی جب تک وہ فارغ نہ ہو جائے سلام مت کریں۔
- واش روم میں موجود شخص کو باہر نکلنے سے پہلے سلام نہیں کرنا چاہئے۔
- اگر کسی جگہ کچھ لوگ سو رہے ہوں تو ایسی آواز میں سلام کریں کہ سونے والوں کی نیند میں خلل نہ ہو۔

سلام کا جواب کیسے دیں؟

- جب کوئی سلام کرے تو اسے اس سے بھی بہتر الفاظ کے ساتھ جواب دینا چاہئے۔ اللہ رب العزت نے

(143) وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا

(القرآن، الفرقان، 25 : 63)

”اور جب ان سے جاہل لوگ (اکھڑ) لوگ (ناپسندیدہ) بات کرتے ہیں تو وہ سلام کہتے (ہوئے الگ ہو جاتے) ہیں۔“

آداب زندگی... کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

قرآن مجید میں فرمایا کہ ”اور جب (کسی لفظ) سلام کے ذریعے تمہاری تکریم کی جائے تو تم (جواب میں) اُس سے بہتر (لفظ کے ساتھ) سلام پیش کیا کرو یا (کم از کم) وہی (الفاظ جواب میں) لوٹا دیا کرو، بیشک اللہ ہر چیز پر حساب لینے والا ہے۔“ (I44)

- اگر کوئی شخص کسی کو سلام کر رہا ہو اور ہمارے کانوں میں اُس کی آواز آجائے تو ہمیں بھی اُس کے سلام کا جواب دے دینا چاہئے۔

28 ملاقات کے آداب

- رشتہ داروں اور دوست احباب کے ساتھ گاہے بگاہے ملاقات کرنا صلہ رحمی کے تقاضوں میں شامل ہے، چنانچہ اس کیلئے وقت نکالنا چاہئے۔
- ملاقات کے دوران ہمیشہ مسکرا کر ملیں، کیونکہ دوسروں سے مسکرا کر ملنا بھی صدقہ ہے۔ (I45)
- سب سے پہلے سلام کریں۔ کوئی معقول عذر نہ ہو تو ہاتھ ملا کر مُصافحہ بھی ضرور کریں۔ حضور نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی سنت ہے کہ آپ مُصافحہ کرنے والے کا ہاتھ اُس وقت تک نہ چھوڑتے جب تک وہ خود اپنا ہاتھ الگ نہ کر لیتا۔ (I46)
- کسی دوست سے دیر بعد ملیں تو مُعانفہ بھی ضرور کریں، یعنی اُسے گلے کے ساتھ لگائیں۔
- زیادہ لوگوں کے ساتھ اجتماعی ملاقات کریں تو سب کے ساتھ باری باری مُصافحہ نہ کر سکنے کی صورت میں

(I44) (القرآن، النساء، 4: 86)

(I45) تَبَسُّمُكَ فِی وَجْهِ اَخِيكَ لَكَ صَدَقَةٌ

(ترمذی، السنن، 339/4، رقم الحدیث: I956)

”اپنے بھائی کے سامنے تمہارا مسکراتا تمہارے لئے صدقہ ہے۔“

(I46) ترمذی، السنن، 654/4، الرقم/2490.

باب نمبر 2: معاشرتی زندگی کے آداب

سب کی طرف دیکھتے ہوئے ہاتھ اٹھا کر سب کو باوازِ بلند اجتماعی سلام کریں۔

- اگر آپ کے ساتھ کوئی دوست ہو جو ملنے والے سے واقف نہ ہو تو دونوں کا آپس میں تعارف لازمی کروا دیں تاکہ وہ مانوس ہو سکیں۔

کسی کے ہاں ملنے جائیں تو

- کسی سے ملاقات کیلئے جانے سے پہلے اُس سے رابطہ کر کے اجازت لیں اور ملاقات کا وقت طے کریں تاکہ وہ اپنی مصروفیات میں سے آپ کیلئے وقت نکال سکے اور آپ اچانک اُس کے ہاں پہنچ کر اُسے کسی مشکل میں مبتلا نہ کر دیں۔

- ہمیشہ طے شدہ وقت سے چند منٹ پہلے پہنچیں۔ تاخیر سے پہنچنا یا بہت جلدی پہنچ جانا دوسروں کو کوفت میں مبتلا کر سکتا ہے۔

- کسی کے ہاں جائیں تو دستک دے کر انتظار کریں۔ اجازت ملنے پر مسکراتے ہوئے چہرے کے ساتھ سلام کرتے ہوئے اندر جائیں۔ اجازت نہ ملنے کی صورت میں بُرا منائے بغیر واپس لوٹ جائیں۔

- سلام مسنون کرنے کے بعد حال احوال بھی معلوم کریں۔ اگر اُس کے والدین حیات ہوں تو پہلے اُن کی خیریت معلوم کریں۔ پھر اہلخانہ اور بچوں کی خیریت دریافت کریں۔

- باہمی دلچسپی کے امور پر بات چیت کریں اور غیر متعلقہ موضوعات پر گفتگو کر کے دوسرے کو بوریت کا شکار نہ کریں۔ بیکار باتوں اور غیبت سے ہمیشہ اجتناب کریں۔

- دوسروں کی مصروفیات کا خیال رکھیں۔ طویل ملاقات کر کے دوسروں کا وقت ضائع نہ کریں۔ ہاں اگر کوئی اہم معاملہ ہو تو باہمی رضامندی سے ملاقات کا طویل ہو جانا کوئی بُری بات نہیں۔

- اگر پہلی بار یا بہت زیادہ عرصہ گزرنے بعد ملاقات ہو رہی ہو تو جاتے ہوئے اپنے ساتھ کوئی مناسب تحفہ بھی لے جائیں۔

- جب کسی کے ہاں اپنے کسی کام سے جائیں تو اُس کے سامنے اپنی ضرورت مہذب انداز سے پیش کریں۔ اگر وہ پوری کر دے تو اُس کا شکریہ لازمی ادا کریں، بصورتِ دیگر ناراض ہوئے بغیر سلام کر کے لوٹ آئیں۔

کوئی آپ سے ملنے آئے تو

- جب کوئی آپ سے ملاقات کیلئے آئے تو خود اُٹھ کر اُس کا استقبال کریں۔ اس سے آپس میں محبت بڑھتی ہے اور دُوریاں بھی کم ہوتی ہیں۔
- کوئی چل کر آئے تو اُس کے ساتھ بیٹھے بیٹھے کبھی ہاتھ نہ ملائیں، ہمیشہ کھڑے ہو کر مصافحہ کریں۔
- کسی شخص کے ساتھ مصافحہ کرتے وقت آپ اُس کے بارے میں بہت کچھ جان سکتے ہیں، اس لئے گرمجوشی کے ساتھ ہاتھ ملائیں۔
- کسی کی آمد پر اگر آپ فون یا کمپیوٹر پر کام میں مصروف ہوں تو اُس کی طرف سے توجہ ہٹا کر آنے والے کی طرف رُخ کر کے اُس سے بات کریں۔
- ملاقات کیلئے آنے والا کوئی ضرورت مند ہو تو جس قدر ممکن ہو اُس کی مدد کریں۔ آج اگر ہم کسی کی مدد کریں گے تو پھر کل کوئی ہمارے بھی کام آئے گا۔ جائز کام کیلئے کسی کی سفارش کرنا اللہ رب العزت کو پسند ہے۔
- اگر کسی کی ضرورت پوری نہ کر سکیں تو بھلے انداز میں سمجھا کر انکار کر دیں، جھوٹی تسلی دے کر خواہ مخواہ اُمیدوار نہ بنائے رکھیں، ورنہ بعد میں اُس کے بار بار رابطہ کرنے پر آپ کو بھی تکلیف ہوگی۔
- اجتماعی ملاقات میں گفتگو کے دوران سب کی نمائندگی کریں، دُوسروں کو نظر انداز کر کے صرف اپنی امتیازی حیثیت نہ جتلائیں۔

(29) مجلس کے آداب

- کسی مجلس میں شرکت کی دعوت دی گئی ہو تو بروقت پہنچنا چاہئے۔
- بعد میں پہنچنے والے کو چاہئے کہ وہ پہلے سے موجود لوگوں کو سلام کرے۔ اگر شرکاء کم تعداد میں ہوں تو باری باری سب کے ساتھ مصافحہ بھی کرے۔ اگر شرکاء زیادہ تعداد میں ہوں اور سب کو مصافحہ کرنا ممکن نہ ہو تو اونچی آواز میں سلام کہنا کافی ہے۔
- ہمیشہ اپنے مقام و مرتبہ کے مطابق بیٹھنا چاہئے۔ اگر آپ کیلئے کوئی جگہ مخصوص نہیں کی گئی تو جہاں مناسب جگہ ملے بیٹھ جانا چاہئے۔ پہلے سے بیٹھے ہوئے لوگوں کو پھلانگ کر آگے جانا آداب کی خلاف ورزی ہے۔ اسی طرح ایسی جگہ نہ بیٹھیں جہاں سے اٹھائے جانے کا امکان ہو۔
- پہلے سے بیٹھے ہوئے شخص کو اٹھا کر اُس کی جگہ خود بیٹھنا قطعی جائز نہیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ”تم میں سے کوئی مجلس میں بیٹھے کسی شخص کی جگہ پر بیٹھنے کیلئے اُسے نہ اٹھائے۔ البتہ بیٹھے ہوئے لوگوں کو چاہئے کہ وہ خودی آنے والوں کیلئے مجلس میں گنجائش پیدا کر دیں۔“ (I47) اسی طرح حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے اگر کوئی کسی ضرورت کی وجہ سے مجلس سے اٹھ کر چلا جائے تو واپس آنے پر وہ اپنی اُس پہلے والی جگہ کا زیادہ حق دار ہے۔“
- جب کسی جگہ پر لوگ ایک دوسرے کی طرف منہ کر کے دائرہ بنائے بیٹھے ہوں تو اُن کے درمیان نہیں بیٹھنا چاہئے۔ یہ ایسا حماقت والا عمل ہے، جس پر حضور نبی اکرم ﷺ نے لعنت فرمائی ہے۔
- کسی مجلس میں بیٹھے دو آدمیوں کے درمیان بیٹھ جانا اُن کی دل آزاری کا سبب بن سکتا ہے، اس لئے ایسے موقع پر اُن سے پوچھ لینا زیادہ بہتر ہے۔

آداب زندگی... کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

- اگر مجلس میں پہنچ کر دیکھیں کہ دو آدمی آپس میں مچھلتے ہوئے ہیں اور وہ آپ کے پہنچنے پر آپ کی طرف متوجہ نہیں ہوئے تو مناسب یہی ہے کہ جب تک وہ متوجہ نہ ہوں اُن سے ذرا فاصلے پر بیٹھ جائیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی ایسی اہم بات کر رہے ہوں جسے آپ کے سامنے نہ کرنا چاہتے ہوں۔
- لوگوں کے درمیان بیٹھ کر ناک میں اُننگی پھیرنا، کان میں ماچس کی تیلی یا تنکا وغیرہ پھیرنا اور دانتوں میں خلال کرنا وغیرہ انتہائی نازیبا حرکات ہیں۔ اسی طرح مجلس میں منہ کھول کر کھانسنے کی بجائے کھانسی کو حتیٰ المقدور دبائیں۔ مجلس میں چھینک آئے یا ناک صاف کرنا ہو تو ایک طرف ہو جائیں۔ سب کے درمیان میں ایسا کرنا آداب کے خلاف ہے۔
- مجلس میں موجود دیگر لوگوں میں سے خواہ آپ کسی کو جانتے ہوں یا نہ جانتے ہوں، ہر کسی کے ساتھ خوش اخلاقی اور محبت کے ساتھ پیش آئیں۔
- مجلس میں بیٹھ کر سرگوشیاں کرنے سے دُوسروں کے دل میں بدگمانی پیدا ہو سکتی ہے، اس لئے اُس سے اجتناب کریں۔ قرآن مجید میں سرگوشیاں کرنے کو شیطانی عمل قرار دے کر اُس سے منع فرمایا گیا۔ (148)
- مجلس میں مہمانِ خصوصی کیلئے اگر کوئی جگہ مخصوص ہو تو از خود وہاں بیٹھنا یا اُس کے قریب بیٹھنے پر اصرار کرنا درست نہیں۔ اپنی ذات کی نمود و نمائش سے مجلس کا نظم و نسق خراب کرنا جائز نہیں۔

مذہبی مجلس کے آداب

- مذہبی اجتماعات اور محافلِ نعت وغیرہ میں پہلے پہنچنے والوں کو اگلی صفوں میں بیٹھنا چاہئے تاکہ بعد میں

(148) اِنَّمَا النَّجْوَى مِنَ الشَّيْطَانِ لِيَحْزُنَ الَّذِينَ ءَامَنُوا

(القرآن، المجادلة، 58 : 10)

” (منفی اور تخریبی) سرگوشی محض شیطان ہی کی طرف سے ہوتی ہے تاکہ وہ ایمان والوں کو پریشان کرے۔“

آنے والوں کو بیٹھنے میں مشکل نہ ہو۔

- اگر پہلی نشستیں خاص لوگوں کیلئے مختص ہوں تو انہیں خالی چھوڑ کر عام نشستوں پر بیٹھنا چاہئے تاکہ میزبان کو کسی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔
- کسی دینی جلسے یا محفل میں کسی خاص مہمان کو بلا یا گیا ہو تو مہمانِ خصوصی کی آمد سے پہلے محفل میں پہنچ جانا چاہئے تاکہ اُن کے شایانِ شان استقبال کیا جاسکے، اور معزز مہمان کی آمد پر اُن کا استقبال کھڑے ہو کر کرنا چاہئے۔
- اگر دورانِ محفل نعت یا تقریر کے دوران باہر جانے کی ضرورت درپیش ہو تو آس پاس کے لوگوں کو متاثر کئے بغیر چپکے سے نکل جانا چاہئے تاکہ محفل کا ماحول خراب نہ ہو۔

خوشی کی مجلس کی آداب

- خوشی کی مجلس میں بن بلائے نہیں جانا چاہئے، کیونکہ خوشی کی مجالس صرف بلائے گئے لوگوں کیلئے مخصوص ہوتی ہیں۔
- شادی ہال میں اگر مردوں کی نشستیں خواتین سے الگ نہ ہوں تو انہیں چاہئے کہ وہ خواتین سے ذرا فاصلے پر بیٹھیں تاکہ خواتین آزادانہ نقل و حرکت کر سکیں اور جس قدر ممکن ہو اُن کی پرائیویسی برقرار رہے۔
- کسی دوست یا رشتہ دار کی سالگرہ کے موقع پر بلا یا گیا ہو تو اپنی حیثیت کے مطابق مناسب تحفہ لے کر جانا چاہئے۔ تحائف دینے سے محبت بڑھتی ہے۔ تاہم اپنی حیثیت سے بڑھ کر مہنگا تحفہ نہیں لے جانا چاہئے۔

غم کی مجلس کے آداب

- غم کی مجلس (بالخصوص فوتگی وغیرہ) میں بن بلائے جانے میں حرج نہیں، کیونکہ عین ممکن ہے کہ اہل

آداب زندگی... کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

خانہ غم کی شدت میں آپ کو بلانا بھول گئے ہوں۔ ایسے میں اُن سے گلہ شکوہ بھی نہیں کرنا چاہئے۔

- غم کے موقع پر باری باری سب کے ساتھ مصافحہ کرنا خلافِ ادب سمجھا جاتا ہے، چنانچہ اس سے اجتناب کریں۔ حتیٰ کہ غم کی مجلس میں سلام بھی زیادہ اونچی آواز میں نہیں کرنا چاہئے۔

کھانے کی مجلس کے آداب

- اجتماعی کھانے کے موقع پر دُوسروں کا بھی خیال رکھنا چاہئے۔ دُوسرے لوگوں کو ضرورت ہو تو انہیں پانی یا کھانا وغیرہ ڈال کر دینا چاہئے۔
- کھانا اُتی مقدار میں لینا چاہئے جتنا بآسانی کھایا جاسکے۔ زیادہ کھانا لے کر ادھورا چھوڑ جانا انتہائی گھٹیا حرکت ہے جو اسلامی تعلیمات کے منافی ہے۔ (149)
- اجتماعی کھانے کے دوران اگر احساس ہو کہ لوگوں کی تعداد کے حساب سے کھانا کم ہو سکتا ہے تو کھانے سے ہاتھ کھینچ لینا چاہئے تاکہ میزبان کو آزمائش سے بچایا جاسکے۔
- حضور نبی اکرم ﷺ نے بہت سی احادیثِ مبارکہ میں دُوسروں کو کھانا کھلانے کی فضیلت بیان فرمائی ہے۔ ایک حدیثِ مبارکہ میں آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اپنے کسی بھائی کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے اور پانی پلائے گا تو اللہ تعالیٰ اُسے (دوزخ کی) آگ سے سات خند توں کی دُوری پر رکھے گا۔ دو خند توں کے درمیان پانچ سو (زمینی) سال کا فاصلہ ہے۔“ (150)
- میزبان کو چاہئے کہ وہ کھانے کی دعوت کو صرف امیروں تک محدود نہ رکھے بلکہ غرباء اور مساکین کو

(149) وَكُلُوا وَأَشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ

(القرآن، الأعراف، 7: 31)

”اور کھاؤ اور پیو اور حد سے زیادہ خرچ نہ کرو کہ بیشک وہ بے جا خرچ کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔“

(150) ترمذی، السنن، رقم الحدیث: 2004

باب نمبر 2: معاشرتی زندگی کے آداب

بھی حسب استطاعت کھانے کی دعوت میں شامل کرے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے مزید فرمایا کہ تم میں سے کوئی بھی کسی ایسے دسترخوان پر مت بیٹھے جس پر امیروں کو تو دعوت دی گئی ہو اور غریبوں کو مدعو نہ کیا گیا ہو۔ ایک موقع پر حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جس ویسے کو امیروں تک محدود رکھا جائے اور اُس میں مساکین کو نہ بلایا جائے وہ بہت بُرا کھانا ہے۔“ (151)

30) گفتگو کے آداب

- دین اسلام میں باآداب گفتگو کی اتنی اہمیت ہے کہ بندہ اُس کی مدد سے جنت میں داخل ہو سکتا ہے۔ ہمارے پیارے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے جو شخص مجھے اپنی زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کی ضمانت دیتا ہے میں اُسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔“ (152)
- اسلام ہمیں ہر معاملے میں اعتدال اور میانہ روی کا درس دیتا ہے۔ زیادہ باتیں کرنے والوں کا حساب بھی زیادہ ہو گا۔ (153) اسی طرح حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ خاموشی نجات کا ذریعہ ہے۔ (154)

(151) مسلم، الصحيح، رقم الحدیث: 1432

(152) مَنْ يَضْمَنْ لِي مَا بَيْنَ لِحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ

(بخاری، الصحيح، رقم الحدیث: 6109)

”جو شخص مجھے اپنے دونوں جبروں کے درمیان موجود (زبان) اور اپنی دونوں ٹانگوں کے درمیان موجود (شرمگاہ) کی ضمانت دیتا ہے میں اُسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔“

(153) مَا يَلْفُظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ ﴿٨٨﴾

(القرآن، ق، 50: 18)

”وہ مُنہ سے کوئی بات نہیں کہنے پاتا مگر اُس کے پاس ایک نگہبان (لکھنے کیلئے) تیار رہتا ہے۔“

(154) مَنْ صَمَّتْ نَجَا

(ترمذی، السنن، رقم الحدیث: 2501)

لب و لہجہ کا کیسا ہو؟

- گفتگو کے دوران اپنے لہجہ کا خاص خیال رکھیں۔ بعض اوقات بات تو بُری نہیں ہوتی مگر بات کرنے والے کا لہجہ اُسے بری بنا دیتا ہے۔ اس سے بچنا چاہئے۔
- دھیمے لہجے میں میٹھی گفتگو کرنے والے کو سب پسند کرتے ہیں، جبکہ درشت لہجے میں پینچتے ہوئے بات کرنے والے کو سب ناپسند کرتے ہیں۔ اس لئے ہمیں لوگوں سے نرمی اور خوش خلقی کے ساتھ بات کرنی چاہئے۔ (155)
- اگر کوئی آپ سے تلخ لہجے میں بات کرے تو اُسے تحمل کے ساتھ سنیں اور اپنا حوصلہ مت ہاریں۔ غصہ کئے بغیر شرافت کے ساتھ جواب دیں تاکہ وہ آپ کے اخلاق سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔
- گفتگو کے دوران اگر کسی بات پر غصہ آجائے تو غصے میں مزید بات کرنے سے گریز کریں۔ باقی بات کسی اگلے موقع کیلئے چھوڑ دیں۔
- بات کرتے ہوئے زور زور سے چلانا نہایت بُری عادت ہے۔ اللہ رب العزت مظلوم کے سوا کسی بھی شخص کی چیخ و پکار کو بالکل پسند نہیں فرماتا۔ (156) اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں ہمیں اپنی

”جو خاموش رہا اُس نے نجات پالی۔“

(155) وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا

(القرآن، البقرة، 2 : 83)

”اور لوگوں سے (نرمی اور خوش خلقی کے ساتھ) اچھی بات کہنا۔“

(156) لَا يُحِبُّ اللَّهُ الْجَهْرَ بِالسُّوِّءِ مِنَ الْقَوْلِ إِلَّا مَنْ ظَلِمَ

(القرآن، النساء، 4 : 148)

”اللہ کسی (کی) بری بات کا باوازی بلند (ظاہر اعلانیت) کہنا پسند نہیں فرماتا سوائے اُس کے جس پر ظلم ہوا ہو (اُسے ظالم کا ظلم آشکار کرنے کی اجازت ہے)۔“

باب نمبر 2: معاشرتی زندگی کے آداب

آوازوں کو پست رکھنے کا حکم دینے کے بعد اونچی آوازوں کو گدھے کی آواز کے ساتھ تشبیہ دے کر بُرا قرار دیا ہے۔ (157) پس ہمیں چاہئے کہ زیادہ زور سے چیخ کر بات نہ کیا کریں۔

● ہمیشہ مسکراتے ہوئے لہجے میں نرمی اور دلجوئی والے انداز میں بات کریں۔ دُوسروں کو مزہ چکھانے والا انداز اور کڑوی کسلی باتیں سنانا گفتگو کے آداب کے منافی ہے۔

● دورانِ گفتگو اپنے لب و لہجہ سے دُوسروں کو نیچا دکھانے یا اپنی بڑائی بیان کرنے والا انداز نہ اپنائیں۔

● دوستوں کے ساتھ گفتگو کے دوران ہمارا اندازِ گفتگو تحکمانہ نہیں ہونا چاہئے۔ انہیں اپنا ہم مرتبہ خیال کریں اور کسی کو خود سے کمتر نہ سمجھیں۔

● اسی طرح اپنی گفتگو کے دوران لوگوں کی خوشامد اور چاپلوسی سے بھی باز رہیں۔

● بعض لوگ بات بات پر اُلجھنے اور بال کی کھال اُتارنے کے عادی ہوتے ہیں، یہ قطعی نامناسب رویہ ہے۔ فضول بحث سے اجتناب کریں۔

بڑوں کے ساتھ گفتگو کیسے کریں؟

● بزرگوں کے ساتھ نہایت تخیل سے بات کریں۔ بڑوں کے ساتھ گفتگو کے دوران انہیں عزت کے القاب سے مخاطب کریں اور دھیمے لہجے میں ادب کے ساتھ بات کریں۔

● جب کوئی بڑا آپ کو مخاطب کرے تو اُس کی طرف ہمیشہ ”جی“ کہہ کر متوجہ ہوں۔ صرف ”ہاں“ کہنا بد تہذیبی میں شمار ہوتا ہے۔

● جب بڑے بات کر رہے ہوں تو ادب اور خاموشی کے ساتھ ان کی باتیں غور سے سنی چاہئیں، کیونکہ

(157) وَأَغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ

(القرآن، لقمان، 31 : 19)

”اور اپنی آواز کو کچھ پست رکھا کر، بیشک سب سے بُری آواز گدھے کی آواز ہے۔“

آداب زندگی... کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

اُن سے بہت کچھ سیکھنے کو مل سکتا ہے۔

- جس سے بھی بات کریں اُس کی عمر، رُتے اور رشتے کے مطابق بات کریں۔ ماں باپ، آساندہ اور بڑوں کے ساتھ اپنے دوستوں کی طرح عامیانه انداز میں بات نہ کریں۔

عمومی گفتگو کیسے کریں؟

- ہمیشہ سچ بولیں اور جھوٹ سے بچیں۔ سچائی انسان کے وقار میں اضافہ کرتی ہے، جبکہ جھوٹ انسان کے وقار کو محروم کر دیتا ہے۔

- جھوٹ کی طرح فتنہ پیدا کرنے والے سچ سے بھی اجتناب کریں۔ اگر ہم جان بوجھ کر ایسا سچ بولیں جس سے دو بھائیوں یا دوستوں کے درمیان ناراضگی پیدا ہو جائے اور اُن کے درمیان صلہ رحمی کا جذبہ ختم ہو جائے تو یہ سراسر ایک شیطانی کام ہے۔ ایسے ”شیطانی سچ“ سے ہمیشہ بچیں اور دوسروں کو بھی اس سے باز رہنے کی ترغیب دیں۔

- ہمیشہ بامقصد بات کریں اور غیر ضروری باتوں سے پرہیز کریں۔ باتونی ہونا اور ہر وقت بولتے ہی چلے جانا وقار کے منافی ہے۔ اس لئے مختصر اور مطلب کی بات کریں۔ اپنی بات کو غیر ضروری طویل نہ دیں کہ سننے والے اکتا جائیں۔ بلاوجہ طویل بات کرنا دوسروں کو بوریت کا شکار کر دے گا اور وہ آپ کی بات سننے سے بھاگیں گے۔

- ہمیشہ تحمل کے ساتھ مناسب آواز میں بات کریں۔ اتنی آہستہ آواز میں نہ بولیں کہ مخاطب آپ کی بات کو سن ہی نہ سکے۔ اتنی اونچی آواز میں بھی نہ بولیں کہ مخاطب کو گراں گزرے۔

- ٹھہر ٹھہر کر سلیقے سے بات کریں۔ جلدی اور تیزی میں کی گئی بات عموماً لوگوں کو سمجھ نہیں آتی۔

- ہمیشہ سلیجھی ہوئی بات کریں اور اخلاق سے گری ہوئی باتوں سے اجتناب کریں۔

- دورانِ گفتگو بات پر قسم نہ کھائیں، دوسروں پر طعن نہ کریں، دوسروں کی نقلیں نہ اتاریں، دوسرو

ں کو ذلت والے ناموں سے نہ پکاریں، اپنی تعریفیں نہ کرتے رہیں۔

● بعض لوگوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ نہ چاہتے ہوئے بھی ہر بات میں اپنے طرزِ عمل کی تعریف کرتے رہتے ہیں، یعنی ”میں تو ایسا کبھی نہیں کرتا“، ”میں تو ایسے موقع پہ ایسا کرتا ہوں“، ”میں نے تو کبھی ایسا کام نہیں کیا“، ”دیکھا! میں تو پہلے ہی ایسے کہہ رہا تھا کہ وہ ایسے کرے گا“، وغیرہ۔ یہ بے جا تعریف نفس کی ایک چال ہے، اس سے بچنا چاہئے۔

● صاف گوئی کو اپنا معمول بنائیں۔ صرف وہی بات کہیں جو آپ کا مطلب ہو۔ بنا مقصد کے یا ایسی کوئی بات نہ کریں جس کے کئی معنی مراد لئے جاسکتے ہوں۔

● ہمیشہ حکمت کے ساتھ حق اور سچ کا ساتھ دیں اور انصاف کی بات کریں۔ خواہ اُس میں اپنا یا کسی دوست کا نقصان ہی کیوں نہ ہو۔ (158)

● مخاطب کی ذہنی صلاحیت کو سامنے رکھ کر بات کریں اور اپنی عملیت نہ جھاڑیں۔

● بات چیت کے دوران کوئی ہنسنے کی بات ہو تو یوں بے ساختہ تہقیر لگا کر نہ ہنسیں کہ لوگ برا محسوس کریں۔ ہنسی میں بھی وقار کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دیں۔

● جاہل اور اکھڑ مزاج لوگوں سے بات چیت میں احتیاط برتیں اور اُن کے ساتھ بحث کرنے سے گریز کریں۔ کسی شریف آدمی کو اُن سے اُلجھنا کبھی بھی زیب نہیں دیتا۔ ایسے لوگوں کے ساتھ سلامتی کی بات کہہ کر الگ ہو جائیں۔

● دنگا فساد اور گالی گلوچ کے ساتھ بات کرنے والے کو بھی تحمل کے ساتھ جواب دیں۔ ہمیشہ باوقار رہیں

(158) وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ

(القرآن، الأنعام، 6 : 152)

”اور جب تم (کسی کی نسبت کچھ) کہو تو عدل کرو اگرچہ وہ (تمہارا) قرابت دار ہی ہو۔“

آداب زندگی... کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

اور اُن جیسا انداز نہ اپنائیں۔

- دورانِ گفتگو کسی کی طرف اشارہ نہ کریں، ورنہ وہ آپ کے بارے میں بدگمانی میں مبتلا ہو سکتا ہے۔
- چھوٹوں سے بات کریں تو اپنے مرتبے کا لحاظ کرتے ہوئے شفقت کے ساتھ بات کریں۔
- مردوں کو خواتین کے انداز میں بات نہیں کرنی چاہئے۔ اسی طرح خواتین کو بھی مردوں کے انداز میں بات کرنے سے بچنا چاہئے۔
- بات چیت کے دوران منہ سے تھوک نہیں نکلنا چاہئے۔ اگر کبھی بے ساختہ گفتگو کے دوران ایسی نوبت آجائے تو مخاطب سے منہ دوسری طرف ہٹالیں کہ چھینٹیں کس صورت اُس پر نہ پڑیں۔

گفتگو میں دخل اندازی نہ کریں۔

- دو آدمی بات کر رہے ہوں تو بغیر اجازت دخل نہ دیں۔ دوسرے کی بات کاٹ کر بیچ میں نہ بولیں۔ اگر بہت ضروری بات ہو تو پہلے اُن سے اجازت طلب کریں اور اُس کے بعد اپنی بات کو مختصر الفاظ میں بیان کریں تاکہ اُنہیں برا محسوس نہ ہو۔
- دوسروں کی بات کو ٹوکنے سے باز رہیں۔ اگر کسی وجہ سے ضروری ہو تو نہایت نرم لہجے میں ”قطع کلامی معاف“ کہہ کر اجازت طلب کریں اور پھر اپنی بات شروع کریں۔

غیبت سے اجتناب کریں۔

- اپنے آپ کو دوسروں کی غیبت اور بدگویی سے بچا کر رکھیں۔ اللہ رب العزت کا فرمان ہے کہ بلا تحقیق ہر خبر پہ یقین مت کر لیا کرو کہ اُس کے بعد چچھتانا پڑے۔ اگر آپ کے سامنے کوئی کسی کی بُرائی بیان کرے تو خواہ وہ کتنے ہی وثوق سے خبر دے اُسے سو فیصد سچ کبھی مت مانیں، جب تک کہ براہ راست

خود اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لیں، ہمیشہ دُوسروں کو شک کا فائدہ دیں۔ (I59)

• کسی کی عدم موجودگی میں اُس کا ذکر ایسے انداز میں نہ کریں کہ وہ اُسے بُرا لگے، کیونکہ اسی کو غیبت اور پُجغل خوری کہتے ہیں۔ خواہ وہ اُس کی کسی بُری عادت کا ذکر ہو یا اُسے نازیبا انداز میں یاد کیا جا رہا ہو، دونوں صورتوں میں اس سے بچیں۔ کسی کی عدم موجودگی میں بھی اُس کا ذکر کرتے ہوئے بھی ہمارا لب و لہجہ وہی ہونا چاہئے جو اُس کی موجودگی میں بات کرتے وقت ہوتا ہے۔ اگر دونوں مواقع پر ہمارے بات کرنے کے انداز اور الفاظ کے چناؤ میں فرق ہے تو سمجھ لیں کہ یہی غیبت ہے۔ اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں غیبت کو اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھانے کے مُترادف قرار دیا ہے، چنانچہ اللہ کے نیک بندے ایسے بُرے اخلاق سے باز رہتے ہیں۔ (I60) غیبت اور پُجغل خوری ایسا گھٹیا عمل ہے جو معاشرے کا امن و سکون برباد کر دیتا ہے اور لوگ ایک دُوسرے سے نفرت کرنے لگتے ہیں۔ پُجغل خوری ایک ایسا عمل ہے جو لوگوں کو جہنم میں لے کر جانے والا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

”پُجغل خور جنت میں داخل نہ ہو گا۔“ (I61)

(I59) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهْلَةٍ

فَتُصِيبُوا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ بِنَدْمِينِ ﴿٦١﴾

(القرآن، الحُجرات، 6:49)

”اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق (شخص) کوئی خبر لائے تو خوب تحقیق کر لیا کرو (ایسا نہ ہو) کہ تم کسی قوم کو لاعلمی میں (ناحق) تکلیف پہنچا بیٹھو، پھر تم اپنے کئے پر پچھتاتے رہ جاؤ۔“

(I60) وَلَا يَعْتَبْ بَعْضُكُم بَعْضًا أَيُّبُّ أَحَدَكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ

(القرآن، الحُجرات، 12:49)

”اور پیٹھ پیچھے ایک دُوسرے کی برائی نہ کیا کرو، کیا تم میں سے کوئی شخص پسند کرے گا کہ وہ اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھائے، سو تم اُس سے نفرت کرتے ہو۔“

(I61) لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَّامٌ

آداب زندگی... کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

- کوئی غیبت کرنے لگے تو اُس کی بات سننے کی بجائے اُسے روک دیں، اگر وہ باز نہ آئے تو وہاں سے اُٹھ کر دُور چلے جائیں اور اُس کی غیبت سن کر گناہگار نہ ہوں۔

دُوسروں کو کیسے سنیں؟

- گفتگو کے دوران دُوسرے کی بات کو غور سے سنیں، بولنے والے کے سر کی جنبش کا خیال رکھیں اور جہاں تک ممکن ہو اُس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کریں۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ ”کم بولنے اور زیادہ سننے والا اکثر عقلمند ہوتا ہے اور کم سننے اور زیادہ بولنے والا اکثر بیوقوف ہوتا ہے۔“

- گفتگو کے دوران اس بات کا خیال رکھیں کہ ہمیشہ دُوسروں کی زیادہ سنیں اور اپنی کم سنائیں۔ جو زیادہ سنتا ہے اُس کی عقل میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے اور اُس کے مزاج میں تحلل کی خوبی پیدا ہو جاتی ہے؛ اور جو دُوسروں کی سننے کی بجائے اپنی بات زیادہ سنتا ہے اُس کی عقل میں کمی واقع ہونے لگتی ہے اور اُس کے مزاج میں بے صبری پیدا ہو جاتی ہے۔ تاہم اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ جب آپ سے کچھ پوچھا جائے یا جب آپ کو بات کرنے کا موقع دیا جائے تو تب بھی آپ خاموشی اختیار کئے رکھیں۔

- کوئی کچھ بتا رہا ہو اور وہ بات آپ کو پہلے سے معلوم ہو تو اُسے مت ٹوکیں۔ اُسے اپنی بات مکمل کرنے دیں۔ شاید اُس میں سے کوئی نئی بات سامنے آجائے۔ اگر ایسا نہ بھی ہو تو اُس کا دل رکھنا بہت ضروری ہے، ورنہ وہ آئندہ آپ کے ساتھ ایسے خلوص کے ساتھ بات نہیں کرے گا۔

- کوئی کچھ پوچھے تو پہلے غور سے مکمل سوال کو سن لیں، پھر اُس کے بعد سوچ سمجھ کر جواب دیں۔ سوال کو تحلل کے ساتھ مکمل سنے سمجھے بغیر عُجلت میں دیا گیا جواب اکثر غلط ثابت ہوتا ہے۔

- اگر کوئی کسی دُوسرے سے سوال کر رہا ہو تو خود بڑھ کر جواب نہ دیں۔ ہاں اگر وہ ناکام رہے تو اجازت

(مسلم، الصحيح، رقم الحدیث: 105. أحمد بن حنبل، المسند، 391/5، رقم الحدیث: 23373)

”چغل خور جنت میں داخل نہ ہوگا۔“

باب نمبر 2: معاشرتی زندگی کے آداب

لے کر جواب دے سکتے ہیں۔

- راز کی بات کسی دوسرے کو قطعی مت بتائیں۔ اپنا راز کسی کو بتانے کے بعد اُس کے راز رہنے کی توقع کرنا نادانی ہے۔
- چُھپ کر دوسروں کی باتیں سننے سے گریز کریں۔ جان بوجھ کر چھپ کر باتیں سننا شیطانی کام ہے۔

3 I) میزبانی کے آداب

- اسلامی تعلیمات ہمیں مہمانوں کی عزت کرنے اور اُن کے ساتھ بھلائی سے پیش آنے کا حکم دیتی ہیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جو اللہ پر اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اُس پر لازم ہے کہ وہ اپنے مہمان سے عزت و احترام کے ساتھ پیش آئے۔“ (I62)
- مہمان کے پہنچنے پر دروازے پر خود اُس کا استقبال کریں اور سلام دُعا اور خیریت جاننے کے بعد اُسے گھر کے اندر لے کر آئیں۔

مہمان نوازی کیسے کریں؟

- لمبے سفر سے آنے والے مہمانوں کیلئے ضیافت میں دیر نہ کریں، کیونکہ سفر سے تھکے ہوئے مہمان چاہیں گے کہ وہ کھاپی کر کچھ دیر آرام کر لیں، چنانچہ جس قدر ممکن ہو انہیں انتظار نہ کروایا جائے۔
- مہمانوں کے آتے ہی گھر میں جو بھی کھانے پینے کو موجود ہو اور جلدی سے مہیا ہو سکے وہی پیش کر دیں، پھر اُس کے بعد میزبان اپنی گنجائش کے مطابق مزید ضیافت کا انتظام کرے۔
- اگر مہمان اچانک آجائیں اور گھر میں فوری طور پر کھانے کو کچھ بھی موجود نہ ہو تو پینے کیلئے ایک گلاس

(I62) بخاری، الصحيح، رقم الحدیث: 6018

آداب زندگی... کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

سادہ پانی ضرور پیش کر دیں۔

- مہمان کیلئے اپنی گنجائش سے زیادہ تکلف نہ کریں، بلکہ جو کچھ موجود ہو وہی پیش کر دیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ”مہمان کیلئے جو کچھ آسانی میسر ہو وہ پیش کر دیں اور جو میسر نہ ہو اُس کیلئے کسی مشکل میں نہ پڑیں۔“ البتہ اگر میزبان کی جیب اجازت دیتی ہو اور مہمان کے اِکرام کیلئے کئے جانے والے اخراجات اُس پر بوجھ نہیں بنتے تو میزبان کا اپنے مہمان کیلئے مزید بہتر اہتمام کرنا بھی سنت ہے۔
- مہمان کیلئے اتنے زیادہ تکلفات بھی نہیں کرنے چاہئیں کہ طبیعت پر گراں گزرے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ”مہمان کیلئے ایسا تکلف نہ کرو جو تمہاری حیثیت سے بڑھ کر ہو۔“ (I63)
- بہتر یہ ہے کہ میزبان مہمانوں کی خدمت خود کرے، البتہ اگر مہمان کم ہیں اور میزبان مہمان کے ساتھ کھانے پر بیٹھ کر خدمت سرانجام دے سکتا ہے تو پھر مہمان کے ساتھ کھانے پر بیٹھ جائے۔ اِس میں نہ صرف برکت ہے بلکہ یہ سراپا خلوص و پیار ہے، جسے مہمان کبھی بھول نہ پائے گا۔ تاہم ایسی صورت میں میزبان کو چاہئے کہ سب سے آخر میں کھانا چھوڑے تاکہ مہمان خوب سیر ہو کر کھالے۔
- میزبان اِس بات کا خصوصی خیال رکھے کہ وہ کسی صورت میں بھی مہمان پر مسلط نہ ہو جائے، بلکہ مہمان کو اپنی پسند و ناپسند کے مطابق اپنی مرضی سے جو چاہے جتنا چاہے کھانے دے۔ بار بار اُسے ٹوک کر اُس کی آزادی سلب نہ کرے۔
- حضور نبی اکرم ﷺ نے مہمان نوازی کی تعلیم دی اور مہمان نوازی کی مدت بھی بیان فرمائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص خدا اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو اُسے چاہئے کہ وہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔ خاطر و مدارت کا زمانہ ایک دن اور ایک رات ہے اور مہمان کی مہمان نوازی کی مدت تین دن اور تین رات تک ہے، جبکہ اُس کے بعد کی مہمان نوازی صدقہ و خیرات ہے۔ (I64) مہمان کو چاہئے

(I63) بخاری، الصحيح، رقم الحدیث: 7293

(I64) بخاری، الصحيح، رقم الحدیث: 6019

باب نمبر 2: معاشرتی زندگی کے آداب

کہ وہ اپنے میزبان کے ہاں اتنا زیادہ عرصہ نہ ٹھہرے کہ وہ اُس سے تنگ ہی آجائے۔“ (I65)

- مہمان نوازی اور ضیافت کا ایک ادب یہ ہے کہ دعوت میں اپنے رشتہ داروں کو لازمی شامل کریں، اس سے دلوں میں دُوریاں ختم ہوں گی۔ ضیافت میں فخر اور ریاکاری مقصود نہ ہو۔ نیز ایسے شخص کو دعوت نہیں دینی چاہئے جس کے بارے میں معلوم ہو کہ اُس کے آنے پر دُشواری ہوگی اور جب آئے گا تو اُس کی وجہ سے دیگر حاضرین کو یا حاضرین کی وجہ سے اُسے تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہو۔
- ضیافت کے دوران کھانوں کو اس ترتیب سے پیش کیا جائے کہ پہلے کھانے والی شے پہلے اور بعد والی بعد میں پیش کی جائے۔ اگر مختلف اقسام کے کھانے تیار کئے گئے ہوں تو پہلے لذیذ کھانے پیش کریں ورنہ بعد میں عمدہ کھانا پیش کرنے کی وجہ سے مہمان کو فٹ محسوس کر سکتا ہے۔
- کھانا اس طرح پیش کیا جائے کہ تمام مہمان اُس سے لطف اندوز ہوں۔ عمومی دعوت میں سب کی پہنچ میں ہر قسم کا کھانا ہونا چاہئے۔ کسی کے سامنے خاص شے رکھنا اور کسی کے سامنے وہ شے نہ رکھنا مناسب ہے، اس سے باہمی رنجش پیدا ہو سکتی ہے۔
- مہمانوں کی ضیافت کے دوران اگر اُن میں شوگر، بلڈ پریشر اور یورک ایسڈ جیسی بیماریوں میں مبتلا کوئی مریض بھی شامل ہو تو اُس کے کھانے کا خاص خیال رکھیں۔

ضيافت کی برکات

- کھانا کھلانے اور میزبانی کرنے کے بڑے فضائل ہیں اور یہ بڑے ثواب کا کام ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کھانا کھلانے والا اور سلام کا جواب دینے والا تم میں سب سے اچھا ہے۔ (I66)
- صرف سفر کر کے آنے والے مہمان کو کھانا ہی آجر کا باعث نہیں ہے بلکہ عام حالات میں آپس میں ایک

(I65) مالک، الموطأ، رقم الحدیث: 460

(I66) بخاری، الصحيح، I / 3 رقم: I2.

آداب زندگی... کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

دوسرے کو دعوت دینا اور کھلانا بھی مسنون عمل ہے، جس سے آپس میں محبت بڑھتی ہے۔ جو کوئی ہمیں ملنے کو آئے بغیر تکلف کے جو کچھ ممکن ہو اُسے پیش کرنا چاہئے، خواہ ایک گلاس پانی ہی ہو۔ غریبوں، ناداروں اور یتیموں کو کھلانا سب سے زیادہ اجر و ثواب کا کام ہے۔

فضول خرچی سے اجتناب کریں۔

• مہمان نوازی کے دوران اسراف اور فضول خرچی کرنے سے اُس کی برکت کم ہو جاتی ہے۔ مہمانوں کی آمد پر فضول خرچی کرنے کی عادت صرف آجکل کے لوگوں میں ہی موجود نہیں ہے بلکہ پرانے وقتوں میں بھی اکثر مہمان نواز لوگ اس عادت کا شکار رہے ہیں۔ البتہ آجکل کے دور میں ریاکاری اور نمود و نمائش کی بیماری پہلے کی نسبت کچھ زیادہ ہی بڑھ گئی ہے۔ میزان کو چاہئے کہ وہ اپنی گنجائش کے مطابق اہتمام کرے۔ مہمان کو بھی چاہئے کہ وہ میزان کو تکلفات میں پڑنے سے روکے۔

مہمان کو وقت دیں۔

- مہمان کے ساتھ اُس کی دلچسپی کے امور پر بات چیت کریں تاکہ وہ مانوس ہو اور خود کو نئے ماحول میں اجنبی محسوس نہ کرے۔
- کبھی کبھار آنے والے مہمان کیلئے اپنے معمولات چھوڑ کر مہمان کے ساتھ لازمی بیٹھنا چاہئے۔
- مہمان کی آمد سے پہلے اگر آپ مطالعہ کر رہے ہوں یا کمپیوٹر پر کام میں مصروف ہوں تو اُسے ہٹا کر آنے والے کی طرف رُخ کر کے اُس سے بات کریں۔
- اگر آپ کے ساتھ کوئی دوست ہو جو مہمان سے واقف نہ ہو تو دونوں کا آپس میں تعارف لازمی کر دانا چاہئے تاکہ وہ مانوس ہو سکیں۔ اسی طرح اگر مہمان کے ساتھ کوئی اجنبی ہو تو اُس کا تعارف پوچھ لیں۔
- جب بندہ دیر بعد کسی سے ملتا ہے تو دیگر مشترکہ دوستوں کا تذکرہ بھی چھڑ جاتا ہے۔ ایسے موقع پر سب کا ذکر اچھے انداز میں کریں۔ کسی کی عدم موجودگی میں اُس کا ذکر ایسے انداز میں نہ کریں کہ وہ اُسے بُرا

باب نمبر 2: معاشرتی زندگی کے آداب

لگے، کیونکہ اسی کو غیبت اور چُغٹل خوری کہتے ہیں۔ خواہ وہ اُس کی کسی بُری عادت کا ذکر ہو یا اُسے نازیبا انداز میں یاد کیا جا رہا ہو، دونوں صورتوں میں اس سے بچیں۔

حسبِ ضرورت مدد کریں۔

• ہر ممکن کوشش ہو کہ مہمان کو کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ ہو۔ مہمان اگر کسی معاملے میں مدد طلب کرے تو جس قدر ممکن ہو اُس کی مدد کریں۔ اگر مدد کرنا آپ کے بس میں نہ ہو تو اُسے جھوٹی تسلی نہ دیں بلکہ صاف بتادیں کہ یہ معاملہ آپ کے اختیار سے باہر ہے تاکہ وہ بلاوجہ آپ پر بوجھ بھی نہ بنا رہے اور آخر یہ آپ سے مایوس بھی نہ ہو۔

مہمان کی واپسی

• جب مہمان واپسی کیلئے تیار ہو تو میزبان کیلئے سنت طریقہ یہ ہے کہ وہ مکان کے دروازے تک اُس کے ساتھ چلیں۔ ممکن ہو تو گھر سے باہر نکل کر کچھ دُور تک رخصت کرنے جائیں۔

ایمان آفریز واقعہ

• ایک صحابی حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ”یا رسول اللہ! میں فاتحہ سے ہوں۔“ آپ ﷺ نے صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی شخص آج رات اس مہمان کی میزبانی کرے گا؟ اللہ اُس پر رحم کرے گا۔ یہ سن کر ایک انصاری صحابی حضرت ابو طلحہؓ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: ”یا رسول اللہ! یہ آج میرے مہمان ہیں۔“

پھر وہ انہیں اپنے ساتھ اپنے گھر لے گئے اور اپنی بیوی سے کہا: ”یہ حضور نبی اکرم ﷺ کے مہمان ہیں، کوئی چیز ان سے بچا کے نہ رکھنا۔“

بیوی نے کہا: ”اللہ کی قسم میرے پاس اس وقت بچوں کے کھانے کے سو اور کوئی شے نہیں ہے۔“

حضرت ابو طلحہؓ نے کہا: ”اگر بچے کھانا مانگیں تو انہیں سُلا دو اور یہ چراغ بھی بجھا دو، آج رات ہم بھوکے

آداب زندگی... کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

ہی رہ لیں گے۔“ بیوی نے ایسا ہی کیا۔

اگلی صبح جب وہ صحابی حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے اُس صحابی اور اُس کی بیوی (کے عمل) کو پسند فرمایا۔ اُس موقع پر اللہ تعالیٰ نے سورۃ الحشر کی آیت نمبر 9 نازل فرمائی:

« وَيُؤْتِرُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ »

ترجمہ: ”اور اپنی جانوں پر انہیں ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود انہیں شدید حاجت ہی ہو۔“

حضرت ابو طلحہؓ نے مہمان نوازی کا جو منظر پیش کیا، اللہ رب العزت نے اُسے قیامت تک کیلئے قرآن مجید میں محفوظ کر دیا۔ (I67)

32) مہمانی کے آداب

- اسلام اعتدال و توازن والا دین ہے، جو ہمیں میزبانی کے آداب سکھانے کے ساتھ ساتھ مہمانی کے آداب بھی سکھاتا ہے۔

پہنچنے سے پہلے اطلاع دیں۔

- مہمان کو چاہئے کہ وہ کسی کے ہاں جائے تو مناسب وقت پر پہنچے، تاکہ میزبان کو اُس کی آمد پہ تکلیف نہ ہو۔ بہتر ہوگا کہ کسی کے ہاں جانے سے پہلے اُس کی مصروفیات پوچھ لی جائیں۔ اگر وہ مصروف ہوں تو اپنی روانگی کو کسی اور وقت پہ رکھ لیا جائے۔ آج کے دور میں جب موبائل فون عام ہو چکا ہے، بغیر اطلاع کے قطعاً کسی کے ہاں نہیں جانا چاہئے۔

(I67) بخاری، الصحيح، رقم الحدیث: 4889

مہمان نوازی میں کمی پر شکوہ نہ کریں

- گھر آنے والے مہمان کو پہلے اندر داخل ہونے کیلئے اجازت طلب کریں اور اجازت ملنے پر ہی گھر میں داخل ہوں۔ میزبان جہاں بٹھائے وہیں بیٹھے رہیں اور میزبان کی اجازت کے بغیر اٹھ کر گھر کے دوسرے حصوں کی طرف نہ جائیں۔
- جب آپ کہیں مہمان جائیں تو جو کھانا آپ کے سامنے پیش ہو اُس پر راضی رہیں۔ کسی خاص قسم کے کھانے یا خاص قسم کی رہائش کی فرمائش نہ کریں، جو نصیب سے مل جائے اُسی پر قناعت کریں۔
- کھانا کھاتے وقت یا بعد میں عیب نہ نکالیں اور اگر بوچھا جائے کہ کھانا کیسا لگا تو ماشاء اللہ کہہ دیں۔
- مہمانوں کو چاہئے کہ کھانا کھاتے ہوئے برتن کو بالکل خالی نہ کر دیں، بلکہ برتن میں کچھ کھانا بچا رہنے دیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہر مہمان اپنے اپنے برتنوں میں آدھا کھانا چھوڑ دیں اور وہ ضائع ہو، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس بڑے برتن سے کھانا نکال کر اپنی پلیٹ میں ڈالتے ہیں اُس میں کچھ کھانا بچا رہنے دیں، تاکہ میزبان یہ نہ سمجھے کہ مہمان نے پیٹ بھر کر نہیں کھایا اور اُس کا دل بُرا نہ ہو۔
- بعض مہمان اپنے میزبان کے اصرار کے باوجود کھانا نہیں کھاتے یا بہت کم کھاتے ہیں۔ مہمان کو ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ ہاں اگر کوئی مجبوری ہو تو میزبان کو کھل کر بتادینا چاہئے تاکہ اُسے بُرا نہ لگے۔

میزبان پر بوجھ نہ بنیں۔

- مہمان کو چاہئے کہ وہ میزبان پر بوجھ نہ بنے۔ اپنی پوری کوشش کریں کہ اُس کی وجہ سے میزبان کے معمولات کم سے کم متاثر ہوں۔
- میزبان کے ہاں زیادہ دیر تک رُکنے سے اُس کے معمولات متاثر ہو سکتے ہیں۔ قیام و طعام کے اخراجات کی وجہ سے اُس کا ماہانہ بجٹ بھی متاثر ہو سکتا ہے، چنانچہ کسی پر بوجھ نہیں بننا چاہئے۔
- مہمان کو چاہئے کہ وہ تین دن سے زیادہ کسی کے ہاں نہ رُکے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے کسی کے ہاں

آداب زندگی... کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

تین دن سے زیادہ رُکنے سے منع فرمایا۔ (168)

شکریہ ادا کریں۔

- کھانے کے بعد اللہ کا شکر بجالانا چاہئے۔ اس کے علاوہ میزبان اور اُس کے گھر والوں کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہئے جنہوں نے آپ کی خاطر ومدارات کی۔
- مہمان کو چاہئے کہ رُخصت ہونے سے پہلے میزبان اور اُس کے گھر والوں کی زندگی اور مال میں برکت کیلئے دُعا کرے۔ ایسے موقع پر یہ دُعا سُن کرنا مسنون ہے:

اللَّهُمَّ! بَارِكْ لَهُمْ فِي مَا رَزَقْتَهُمْ، وَاعْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمَهُمْ

(مسلم، الصحيح، رقم الحديث: 2042)

”اے اللہ! ان کی روزی میں برکت دے، اور انہیں بخش دے اور ان پر اپنا رحم فرما۔“

اللَّهُمَّ! أَطْعِمْ مَنْ أَطْعَمَنِي، وَأَسْقِ مَنْ أَسْقَانِي

(مسلم، الصحيح، رقم الحديث: 2055)

”اے اللہ! جس نے مجھے کھلایا تو بھی اسے کھلا، اور جس نے مجھے پلایا تو بھی اسے پلا۔“

بغیر اجازت واپس نہ جائیں۔

- واپسی سے قبل میزبان سے اجازت طلب کریں اور پھر جائیں۔ میزبان کو اطلاع دیئے بغیر نہ جائیں، اس سے اُس کا دل بُرا ہوگا۔

بن بلائے مہمان مت بنیں۔

- یہ چیز آداب کے سخت خلاف ہے کہ ہم کسی ایسی جگہ پر پہنچ جائیں جہاں پر ہمیں مدعو ہی نہیں کیا گیا، بالخصوص ایسے مواقع پر جہاں میزبان کی جانب سے مخصوص افراد کیلئے ہی اہتمام کیا گیا ہو۔
- البتہ اگر کسی میزبان کے ہاں کوئی ایسا بن بلا یا مہمان پہنچ بھی جائے تو اُسے دُھتکارنا نہیں چاہئے۔ یہ اُس

(168) مسلم، الصحيح، رقم الحديث: 4514

باب نمبر 2: معاشرتی زندگی کے آداب

مہمان کو خود کو سوچنا چاہئے تھا کہ وہ بغیر دعوت کے نہ آتا۔ اب جبکہ وہ یہ سوچے بغیر آ ہی گیا ہے تو میزبان کو چاہئے کہ وہ اپنے ظرف و اخلاق کے مطابق اُس کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔

- کبھی ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ کسی کے ہاں دعوت پر جاتے ہوئے راستے میں کوئی دوست مل جائے اور اُسے بھی ساتھ لے جانا پڑ جائے تو ایسی صورت میں ضروری ہے کہ پہلے میزبان کو اطلاع کر دی جائے تاکہ اُسے بروقت انتظامات کے حوالے سے کسی قسم کی پریشانی نہ ہو۔
- اگر کسی جگہ لوگ بن بلائے مہمان آنے پہ پریشان نہیں ہوتے یا ایسی دوستانہ محافل ہوں کہ جہاں پر بن بلائے دعوت پر جانا معیوب نہ سمجھا جاتا ہو تو کوئی حرج نہیں، تاہم ایسی صورت میں بھی انتظامات میں بہتری کیلئے بتا دینا ہی بہتر ہوتا ہے۔

33) عیادت کے آداب

- ہمارے رشتہ داروں اور دوست احباب میں سے جب کوئی مریض ہو جائے تو ہمیں اُس کی عیادت کیلئے جانا چاہئے۔

عیادت کیوں کریں؟

- مریض کو شفا یابی کیلئے دوا کے ساتھ ساتھ نفسیاتی سہاروں کی بھی ضرورت ہوتی ہے اور ایسے میں جب اُس کے دوست اور رشتہ دار اُس سے احوال پرسی کیلئے آجاتے ہیں تو اُس کا دل بہل جاتا ہے۔ مریض کی عیادت کو جانا اور اُس کا دل بہلانا بہت ثواب کا کام ہے۔
- عیادت کرنے سے مریض کو جو نفسیاتی سہارا ملتا ہے اس سے اُس کی قوتِ مدافعت میں بھی بہتری آتی ہے۔ جس کی وجہ سے وہ بیماری کی شدت میں افاقہ محسوس کرتا ہے۔
- بیماری کے دوران عیادت کرنے سے مریض کو تکلیف کا احساس کم ہو جاتا ہے، گویا عیادت اُس کی

آداب زندگی... کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

تکلیف کو قابل برداشت بنا دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کو ایک دوسرے کی عیادت اور صبر کی تلقین کرنے کا حکم فرمایا گیا ہے۔⁽¹⁶⁹⁾ ہمیں چاہئے کہ ہم بیماری میں مبتلا دوستوں کی مزاج پرسی کریں اور تکلیف کی شدت سے نجات پانے میں اُن کی مدد کریں۔

● رشتہ داروں اور دوستوں کی احوال پرسی بالخصوص بیماری کے دوران عیادت کرنا باہمی اُلفت و محبت پیدا کرنے اور روابط کو مضبوط بنانے کا بہترین ذریعہ ہے۔ چنانچہ اچھے تعلقات کو قائم رکھنے کیلئے وقت نکال کر ایک دوسرے کی احوال پرسی لازمی کرتے رہنا چاہئے۔

● بیمار کی عیادت کرنا سنت ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مریضوں کی عیادت کیا کرو اور جنازوں میں شرکت کیا کرو، یہ تمہیں آخرت کی یاد دلاتے رہیں گے۔⁽¹⁷⁰⁾

● حدیث مبارکہ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ بروز قیامت فرمائے گا: ”اے ابنِ آدم! میں بیمار ہوا مگر تو نے میری عیادت نہیں کی۔“ بندہ عرض کرے گا: ”اے اللہ! میں تیری عیادت کیسے کرتا، جبکہ تو تمام جہانوں کا پروردگار ہے؟“ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ”کیا تجھے معلوم نہ تھا کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہے، پھر بھی تو نے اُس کی عیادت نہ کی؟ کیا تو نہیں جانتا کہ اگر تو اُس کی عیادت کرتا تو مجھے اُس کے پاس پاتا۔“⁽¹⁷¹⁾

عیادت کیسے کریں؟

● ہمیں چاہئے کہ عیادت کے دوران مریض کو صبر کی تلقین کریں۔ اُسے تندرستی اور سلامتی کی خوشخبری دیں۔ مریض کے پاس اُسے پُر امید رکھنے والی باتیں کریں اور ایسی کوئی بات نہ کریں جس سے

(169) وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ

(القرآن، البلد، 17:90)

”اور ایک دوسرے کو صبر و تحمل کی نصیحت کرتے ہیں اور باہم رحمت و شفقت کی تاکید کرتے ہیں۔“

(170) احمد بن حنبل، المسند، رقم الحدیث: 11180

(171) مسلم، الصحيح، رقم الحدیث: 2569

اُس کی پریشانی میں اضافہ کا خدشہ ہو۔

- اگر مریض ہسپتال میں ہو تو وہیں ہسپتال کے اوقات میں اُس کی عیادت کیلئے چلے جائیں، کیونکہ مزاج پُرسی وقت پر ہی بہتر ہوتی ہے۔ اس سے بیمار اور اُس کے اہل خانہ کو بھی حوصلہ ہوتا ہے۔ اُس موقع پر اگر ممکن ہو تو کچھ ایسی چیزیں ساتھ لے جائیں جن کی اُنہیں ضرورت ہو سکتی ہے۔ جیسے ہسپتال میں تیماردار کیلئے کھانے پینے کا سامان لے کر جایا جاسکتا ہے۔ تعلق قریبی ہے تو جانے سے پہلے پوچھا بھی جاسکتا ہے۔ اسی طرح اگر اُنہیں کسی مالی مدد کی ضرورت محسوس ہو اور آپ کر سکتے ہیں تو ضرور کریں۔
- اگر مریض ہسپتال کی بجائے گھر پر ہو تو عیادت کیلئے جانے سے پہلے اجازت لے کر جائیں۔ ایسے وقت میں مت جائیں جب کھانے کا وقت قریب ہو۔ ورنہ اُنہیں آپ کیلئے بھی اہتمام کرنا پڑے گا، جو ایسے حالات میں اُن کیلئے باعثِ زحمت ہو سکتا ہے۔
- مریض کو اپنی آزمودہ دوائیں اور مجرب نسخے نہ بتائیں، ورنہ جو علاج جاری ہے اُس پر سے بھی اُس کا اعتماد جاتا رہے گا اور علاج کیلئے جس نفسیاتی سہارے اور اطمینان کی ضرورت ہوتی ہے وہ زائل ہو جائے گا۔ چنانچہ ایسی عیادت نہ کریں کہ بیمار اور اُس کے اہل خانہ کی پریشانی میں مزید اضافہ ہو جائے۔
- عیادت کے دوران اگر مرض کی شدت دیکھیں تو مریض کے سامنے ظاہر نہ کریں کہ تمہاری حالت تو بہت زیادہ خراب ہے۔ مریض کے سامنے ایسی باتیں کریں جو اُس کے دل کو اچھی لگیں۔
- مریض کی عیادت کیلئے جائیں تو اُسے تکلیف پر صبر کی تلقین کریں اور تسلی آمیز کلمات کہیں۔ اُس کے سامنے ایسی باتیں کریں جس سے وہ خوش ہو اور اُس کا دل بہلے۔ مریض کو ایسی احادیث سنائیں جن میں یہ ذکر ہے کہ بیماری گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے۔
- حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مریض کی عیادت کرنے والا اُس کیلئے سات مرتبہ یہ دُعا یہ کلمات کہے: ”میں عظمت والے عرشِ عظیم کے مالک اللہ سے تیرے لئے شفاء کا سوال کرتا ہوں۔“ اگر اُس

مریض کی موت کا وقت قریب نہ آیا ہو تو اللہ رب العزت اُسے اُس مرض سے شفاعت فرمائے گا۔

- عیادت کرنے والے کو چاہئے کہ جہاں وہ مریض کیلئے دُعا کرے وہیں مریض سے بھی اپنے لئے دُعا کروائے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مریض جب تک تندرست نہ ہو جائے اُس کی دُعا رد نہیں ہوتی۔ (172)

- مریض اپنے مرض کی وجہ سے اپنے جن دُنیاوی کاموں اور ذمہ داریوں کو پورا نہ کر سکے، اُس میں بھی اُس کے ساتھ جتنا ممکن ہو تعاون کریں۔

- مریض کے پاس اتنی زیادہ دیر نہ رکھیں کہ اُسے تکلیف ہو۔ مریض کے پاس چند منٹ سے زیادہ نہیں رُکنا چاہئے۔ صرف ایسا شخص زیادہ دیر تک رُک سکتا ہے جس کے زیادہ دیر ٹھہرنے سے مریض کو خوشی حاصل ہو۔

- ایسے شخص کو عیادت کیلئے نہیں جانا چاہئے جس کے جانے سے مریض کو مزید تکلیف کا اندیشہ ہو۔

- اگر کسی مریض کو تکلیف ہو تو اُس کے قریب قرآن مجید بھی بلند آواز سے نہ پڑھیں۔

- اگر مریض غریب ہو تو اُس کے علاج کیلئے حسبِ حیثیت کچھ رقم دے آئیں۔ اگر مریض غریب نہ ہو تو اُس کیلئے یا تیار داروں کیلئے کچھ کھانے پینے کی چیزیں لے جائیں۔

- عیادت کیلئے جائیں تو مریض یا لواحقین سے کسی قسم کی فرمائش نہ کریں۔ چائے وغیرہ کا پوچھا بھی جائے تو اصرار کر کے منع کر دیں۔ عیادت اور تعزیت جیسے مواقع کو مہمان نوازی کے مواقع نہ بنایا جائے۔ ایسے موقع پر کسی کے ہاں جاتے وقت یہ رواج ہونا چاہئے کہ کسی کو کوئی چیز پیش نہ کی جائے اور نہ کوئی اس کا بُرا مانے۔ یہ مواقع غمگساری کے ہوتے ہیں، چنانچہ ایسے مواقع پہ پریشان لوگوں کی پریشانی میں مزید اضافہ کا باعث نہیں بننا چاہئے۔

عیادت کا اجر و ثواب

- مریض کی عیادت کرنے والے کو بہت زیادہ اجر و ثواب سے نوازا جاتا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اچھے طریقے سے وضو کیا اور ثواب کی امید پر اپنے کسی مسلمان بھائی کی عیادت کی اُسے جہنم سے 70 سال کے فاصلے تک دور کر دیا جائے گا۔“ (I73) اسی طرح ایک اور موقع پر حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”مریض کی عیادت کرنے والا شخص جب تک (مریض کے پاس) بیٹھ نہ جائے دریاے رحمت میں غوطے لگاتا رہتا ہے اور جب وہ بیٹھ جاتا ہے تو رحمت میں ڈوب جاتا ہے۔“ (I74)
- عیادت کرنے والے کے اجر و ثواب کے حوالے سے حضور نبی اکرم ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا: ”جو مسلمان صبح کو کسی مسلمان کی عیادت کیلئے نکلتا ہے تو شام تک ستر ہزار فرشتے اُس کیلئے استغفار کرتے رہتے ہیں اور جو شام کو مریض کی عیادت کرنے نکلتا ہے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اُس کیلئے استغفار کرتے رہتے ہیں اور اُس کیلئے جنت میں ایک باغ لگا دیا جاتا ہے۔“ (I75)

34) ملازمت کے آداب

- اسلامی تعلیمات میں جہاں مزدور کو اُس کی مزدوری پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کرنے کا حکم ہے وہیں ملازمت کیلئے بہت سے آداب کی پابندی بھی ضروری ہے۔

ملازمت کیسے حاصل کریں؟

- ملازمت کا حصول اپنی ذاتی قابلیت کی بنیاد پر ہونا چاہئے۔ کسی دوسرے کا حق مار کر ملازمت حاصل کرنا ناجائز ہے۔ چنانچہ جعلی ڈگری اور امتحانات میں نقل کر کے ملازمت حاصل کرنا جائز نہیں۔

(I73) ابوداؤد، السنن، رقم الحدیث: 3097

(I74) احمد بن حنبل، المسند، رقم الحدیث: I4264

(I75) ترمذی، السنن، رقم الحدیث: 969

آداب زندگی... کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

- اسی طرح ناجائز سفارش اور رشوت کے ذریعے ملازمت حاصل کرنا بھی دوسروں کا حق مارنے کے مترادف ہے۔

دفتر کی حفاظت کریں۔

- ملازم سرکاری ہو یا پرائیویٹ، دونوں صورتوں میں اُسے چاہئے کہ اپنے دفتر کی املاک کا تحفظ یقینی بنائے۔ جس جگہ وہ ملازمت کرتا ہے اُس کی تنصیبات اور فرنیچر وغیرہ کی حفاظت اُسی طرح کرے جیسے اپنے گھر کے سامان کی حفاظت کرتا ہے۔
- ملازم کیلئے ضروری ہے کہ اپنے دفتر کو اپنے گھر کی طرح اہمیت دے اور اُس کے وسائل (بجلی، پانی، گیس وغیرہ) کو ضائع ہونے سے اُسی طرح بچائے جیسے وہ اپنے گھر کے وسائل کو بچاتا ہے۔

عہدہ و اختیار ایک امانت ہے۔

- ملازمت سرکاری ہو یا پرائیویٹ دونوں صورتوں میں عہدہ و اختیار ایک امانت ہوتا ہے۔ اچھے ملازمین اس اختیار کو ہمیشہ اخلاص کے ساتھ استعمال کرتے ہیں اور خود کو اُس کے حوالے سے اللہ رب العزت کے حضور جوابدہی کیلئے تیار رکھتے ہیں۔

وقت ایک امانت ہے۔

- وقت بھی ایک امانت ہے، ملازمین کو چاہئے کہ وہ دفتری اوقات کار کی پابندی کریں، اپنی جاب سے متعلق طے شدہ پورا وقت اپنے کام کو دیں اور وقت ضائع نہ کریں۔
- غلط اوور ٹائم لکھوانا اور اُس کی تنخواہ لینا یا دفتر میں مشین پر حاضری لگا کر ذاتی کام کیلئے نکل جانا امانت میں خیانت کے زمرے میں آتا ہے، جس سے اجتناب کرنا چاہئے۔
- خود کام کرنے کی بجائے اپنی ڈیوٹی پر کسی دوسرے کو بھیجنا بھی قابلِ مذمت عمل ہے، اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔

باب نمبر 2: معاشرتی زندگی کے آداب

- بعض لوگ ملازمت سے رخصت لے کر تبلیغ پر چلے جاتے ہیں، جس کی وجہ سے حقوق العباد سے متعلقہ اُن کی ذمہ داریاں متاثر ہوتی ہیں۔ چنانچہ انہیں چاہئے کہ سب سے پہلے وہ خود اپنے فرائض منصبی ادا کریں اور پھر اُس کے بعد دوسروں کو تبلیغ کرنے نکلیں۔

کمیشن نہ لیں۔

- ملازم کا اپنے ادارے کیلئے خرید و فروخت کے معاملے میں کمیشن لینا بالکل ناجائز ہے۔ تاہم اگر ملازمت کے ایگریمنٹ میں قانونی طور پر کسی خاص کمیشن کو جائز لکھا ہو تو وہ لیا جاسکتا ہے۔

تحائف نہ لیں۔

- ملازمت کے دوران ملنے والے تحائف کو ذاتی تحفہ قرار دے کر گھر لے جانا جائز نہیں۔
- اسی طرح ماتحت ملازمین سے تحائف لینا اور اُس کے بدلے انہیں ناجائز ترقی دلوانا یا دیگر سہولتیں دلوانا بھی جائز نہیں۔

اختیارات کا ناجائز استعمال نہ کریں۔

- دورانِ ملازمت اپنے اختیارات کا ناجائز فائدہ اٹھانے کی بجائے ہمیشہ قاعدے قوانین کے مطابق حق کا ساتھ دینا چاہئے۔
- دورانِ ملازمت کسی بھی جائز یا ناجائز کام کو کرنے کیلئے لوگوں سے رشوت ہرگز نہ لیں۔
- دورانِ ملازمت کسی کی ناجائز سفارش قبول نہ کریں۔ البتہ میرٹ کے مطابق ایسی جائز سفارش قبول کی جاسکتی ہے، جس کی حیثیت ضمانت کی سی ہو۔
- دورانِ ملازمت کسی قسم کی اقرباء پروری نہ کریں اور تمام فیصلے قانون کے مطابق کریں۔
- دورانِ ملازمت سرکاری گاڑی کا بے جا استعمال نہیں کرنا چاہئے۔ گاڑی جس مقصد کیلئے ملی ہے اُس کے

آداب زندگی... کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

استعمال کا صرف وہی مقصد ہونا چاہئے۔

- دورانِ ملازمت طبعی امداد کا بے جا استعمال کرتے ہوئے دفتر کو مالی طور پر نقصان پہنچانا جائز ہے۔
- اسی طرح دفتر کی کوئی شے مثلاً اسٹیشنری وغیرہ کا ذاتی مقاصد کیلئے استعمال کرنا بھی امانت میں خیانت کرنے کے مترادف ہے۔

ملازمت دینے کے آداب

- حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مزدور کو اُس کی مزدوری پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کریں۔ اس حدیث مبارکہ کی روشنی میں ملازمین کو محنت کی اجرت جس قدر جلدی ممکن ہو ادا کر دینی چاہئے۔ آج کے دور میں ہمارے یہاں ماہانہ تنخواہوں کا نظام رائج ہے، اسی طرح بعض ممالک میں ہفتہ وار تنخواہیں دی جاتی ہیں، اُن کا یہ عمل گویا اس حدیث مبارکہ کے قریب تر ہے۔
- بعض میڈیا ہاؤسز اور فیکٹری مالکان اپنے ورکرز کو طے شدہ معاہدے کے مطابق ماہانہ بنیادوں پر پوری تنخواہ نہیں دیتے، حتیٰ کہ بعض اوقات تو تنخواہیں کئی کئی ماہ کی تاخیر سے ملتی ہیں۔ ایسا کرنا باعثِ گناہ ہے۔ اُنہیں خدا کا خوف کرنا چاہئے اور ایسے ذہل و فریب سے اجتراز کرنا چاہئے۔
- کسبِ حلال عبادت ہے۔ چنانچہ ملازمت دینے والوں کو چاہئے کہ وہ عبادت میں مشغول بندے کو کبھی ذلیل نہ کریں، نہ سمجھیں۔

35 کاروبار کے آداب

- تجارت اور کاروبار وہ ناگزیر ضرورت ہے جس کے بغیر انسانی معاشرے کا نظام نہیں چل سکتا۔ اللہ رب العزت نے کاروبار کو انسانوں کی معاشی ضروریات پوری کرنے کا ایک اہم ذریعہ بنایا ہے۔ اسلام زندگی کے ہر معاملے میں اپنے ماننے والوں کی رہنمائی کرتا ہے۔ چنانچہ اسلامی تعلیمات میں کاروبار کے آداب

بھی شامل ہیں۔

● ہمارے معاشرے میں لوگوں کی سوچ اسلام کی اصل تعلیمات سے اس قدر دُور جا چکی ہے کہ اگر کوئی شخص انتہائی ایمانداری اور اخلاص کے ساتھ کام کرے تو بھی لوگ کہتے ہیں کہ یہ تو کاروبار کر رہا ہے۔ یعنی کاروبار کو ایک دھوکہ سمجھا جاتا ہے اور کاروبار کرنے والے کو طعنہ دیا جاتا ہے، گویا کہ وہ کوئی لٹییرا ہو۔ حالانکہ کاروبار کرنا سنتِ رسول ﷺ ہے۔ دین اسلام کی تعلیمات کے مطابق رزقِ حلال کے حصول کیلئے کوشش کرنا عین عبادت ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”(مقبول) عبادت کے ستر دروازے (یاراستے) ہیں، اُن میں سب سے افضل حلال رزق کیلئے کوشش کرنا ہے۔“ (176)

● طویل عرصہ سے غلامانہ ذہنیت اور اسلامی تعلیمات سے دُوری کی وجہ سے ہمارے لوگوں کی سوچ یہ بن چکی ہے کہ ہر مخلص شخص کو سارے اچھے کام ہمیشہ مفت میں کرنے چاہئیں اور اپنی خدمات کے عوض کوئی معاوضہ نہیں لینا چاہئے، ورنہ وہ چور ہے۔ یعنی لوگ یہ چاہتے ہیں کہ بندہ سارا دن مفت میں لوگوں کے کام آئے اور اُس کے بعد شام کو کھانا کھانے کیلئے بھیک مانگنے پر مجبور رہے۔ گویا اُن کی نظر میں خود کفیل ہونا تو دُنیا داری ہے، حالانکہ دین اسلام کی تعلیمات کے مطابق محنت کر کے روزی کمانے والا اللہ کا دوست ہے۔ (177)

● ہمیں حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ”اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔“ (178) اس حدیثِ مبارکہ کی رُو سے جو شخص جائز اور حلال کاروبار کے ذریعے اپنے

(176) دیلمی، الفردوس بمأثور الخطاب، 3: 79، رقم الحدیث: 4221

(177) الكَاسِبُ حَبِيبُ اللَّهِ وَهُوَ لَا يَنَافِي التَّوَكُّلَ

(آلوسی، روح المعانی، 20: 109)

” (محنت کر کے روزی) کمانے والا اللہ کا دوست ہے۔ اور یہ (کمانی کرنا) توکل کی نفی نہیں ہے۔“

(178) يَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنْ يَدِ السُّفْلَى

(مسلم، الصحيح، رقم الحدیث: 2385)

آداب زندگی... کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

نیچے والے (یعنی مانگنے والے) ہاتھ کو اوپر والا (یعنی عطا کرنے والا) ہاتھ بنانے کیلئے منصوبہ بندی کرتا ہے تو وہ عین عبادت کر رہا ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کو خود غرض سمجھنا اور اُن کی کردار کشی کرنا اسلامی تعلیمات کے سخت خلاف ہے۔

- حضور نبی اکرم ﷺ نے تجارت کی اہمیت کا احساس دلانے کیلئے فرمایا کہ رِزق کے دس حصوں میں سے نو حصے صرف تجارت پر مشتمل ہیں۔ اسی طرح ایک اور موقع پر فرمایا کہ رِزق کے بیس دروازے ہیں جن میں سے اُنیس دروازے اللہ رب العزت نے تجارت کے ساتھ جوڑے ہیں۔

سیرتِ نبوی اور کاروبار

- حضور نبی اکرم ﷺ نے بہت سی احادیث میں تجارت کی فضیلت و اہمیت بیان فرمائی اور تجارت کے متعلق احکامات ارشاد فرمائے۔ احادیث کی تمام بڑی کتابوں میں کتاب البیوع کے عنوان سے تجارت سے متعلقہ احادیثِ مبارکہ کا ذخیرہ موجود ہے۔
- حضور نبی اکرم ﷺ نے خود بھی تجارت کو بطور پیشہ اختیار فرمایا اور صحابہ کرام کو بھی تجارت کی تلقین فرمائی۔ آپ ﷺ نے تجارت سے متعلق ایک مستقل نظام دیا، جس پر اسلامی نظام تجارت کی بنیاد رکھی گئی۔ احادیث کی کتب میں محفوظ ہے کہ آپ ﷺ لین دین کیسے کرتے تھے اور کاروباری معاملات کیسے طے فرماتے تھے۔ بعثت سے پہلے ام المؤمنین سیدہ خدیجہؓ کے ساتھ آپ ﷺ کی شادی کا سبب بھی یہی بنا۔ حضرت خدیجہؓ قریش کی ایک تاجر خاتون تھیں، جن کا تجارتی قافلہ شام کے علاقے میں جایا کرتا تھا۔ وہ خود تو تجارت کیلئے نہیں جاتی تھیں، تاہم اُن کے نمائندے سامان تجارت لے کر جاتے تھے۔ تجارت کے سارے عمل کا انحصار صرف نمائندوں پر ہو تو معاملہ اتنا قابل بھروسہ نہیں رہتا، اس لئے حضرت خدیجہؓ دیانتدار اور قابل اعتماد آدمی کی تلاش میں تھیں جو اُن کی تجارت کو

”اوپر والا (عطا کرنے والا) ہاتھ نیچے والے (مانگنے والے) ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے۔“

باب نمبر 2: معاشرتی زندگی کے آداب

سنجھالے۔ حضور نبی اکرم ﷺ مکہ مکرمہ میں صادق اور امین کے طور پر مشہور تھے۔ سارا مکہ یہ جانتا تھا کہ آپ ﷺ سچے ہیں، دیاندار ہیں، بااخلاق اور قابل اعتماد بھی ہیں۔ چنانچہ سیدہ خدیجہؓ نے حضور نبی اکرم ﷺ کو پیشکش کی کہ اس بار آپ میرے تجارتی قافلے کی سربراہی کریں۔ آپ ﷺ نے ان کی یہ پیشکش قبول فرمائی اور ان کا تجارتی قافلہ لے کر شام گئے۔ اُس قافلے کی واپسی پر حضرت خدیجہؓ کو پہلے سے بڑھ کر منافع ہوا۔ حضرت خدیجہؓ کا حضور نبی اکرم ﷺ پر بہت اعتماد بنا۔ یہاں تک کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ حضرت خدیجہؓ کے رشتے کا سبب بھی بنا، یوں آپ ﷺ کا حضرت خدیجہؓ کے ساتھ نکاح ہو گیا۔ یہ شادی اتنی بابرکت ثابت ہوئی کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی بعثت اور نبوت کے اعلان کے بعد اُم المؤمنین سیدہ خدیجہؓ کا سارا مال اسلام کی ترویج کیلئے خرچ ہوا۔

اسلامی اور مغربی قانون تجارت میں فرق

● آجکل دُنیا میں رائج مغربی قانون تجارت کی رُو سے ہر اُس شے کی فروخت جائز ہے جس کی مارکیٹ میں طلب موجود ہو؛ جبکہ اسلامی قانون تجارت پر عمل کرنے والے تاجر حلال و حرام کی تمیز کرتے اور اپنی روزی کو حلال رکھنے کیلئے صرف حلال اشیاء کی فروخت کو جائز مانتے ہیں، اسی لئے وہ شراب اور خنزیر سے بنائی ہوئی اشیاء کی تجارت کو اپنے لئے حرام جانتے ہیں۔

● مغربی قانون تجارت کی رُو سے جس شے کی جتنی زیادہ طلب ہوتی ہے اُس کی قیمت بھی اُسی تناسب سے بڑھ جاتی ہے، اور اسی طرح جس شے کی طلب میں کمی واقع ہو جائے اُس کی قیمت بھی اُسی تناسب سے کم ہو جاتی ہے۔ یہ غریب کُش قانون سراسر سرمایہ داری کے فروغ کا باعث بنتا ہے۔ مفاد پرست تاجر اِس قانون کا سہارا لے کر ذخیرہ آندوزی کرتے اور مصنوعی قلت پیدا کر کے دُہرا نفع کماتے ہیں۔ اسلامی قانون تجارت مصنوعی قلت پیدا کر کے طلب کے مقابلے میں رسد کا توازن بگاڑ کر نفع کمانے کو ناجائز قرار دیتا ہے۔

آداب زندگی... کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

روزِ قیامت مال کے بارے میں کیا سوال ہو گا؟

- حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن ہر شخص سے اُس کے کمائے ہوئے مال کے بارے میں دو سوال کئے جائیں گے:

1. مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَ؟ مال کہاں سے کمایا؟

2. فِيْمَا أَنْفَقَ؟ مال کس پر خرچ کیا؟

- پہلا سوال یہ کہ کمائی کے ذرائع جائز تھے یا ناجائز؟ اور دوسرا سوال یہ کہ جن چیزوں پر خرچ کیا وہ جائز تھیں یا ناجائز؟ ان دو باتوں میں زندگی کے تمام اہم معاملات آجاتے ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ ہم صرف حلال ذرائع سے مال کمائیں اور پھر اُسے صرف حلال معاملات پر ہی خرچ کریں۔

سچے اور دیانتدار تاجر کا رتبہ

- اسلامی تعلیمات کے مطابق سچے تاجر کا حشر انبیاء، صَادِقِينَ، شہداء اور صالحین کے ساتھ ہو گا۔ (I79)
- سچ بول کر تجارت کرنے والا تاجر عرش کے سایہ تلے ہو گا اور سب سے پہلے جنت میں جانے والوں میں سے ہو گا۔

- حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنے لئے، بال بچوں اور ماتحتوں کیلئے بقدرِ ضرورت حلال و جائز ذریعہ سے مال کمانے کو آخرت میں سُرخروئی اور کامیابی کا باعث قرار دیا۔ نیز فرمایا کہ جو شخص لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے بچنے کیلئے حلال کمائی سے رِزق کماتا ہے، اپنے بیوی بچوں کیلئے مشقت اُٹھاتا ہے اور پڑوسیوں کے ساتھ بھلائی کرتا ہے، ایسا شخص قیامت کے دن اللہ رب العزت کے سامنے یوں پیش ہو گا کہ اُس کا چہرہ چودھویں رات کی مانند چمک رہا ہو گا۔ (I80)

(I79) ترمذی، السنن، رقم الحدیث: 1207

(I80) بیہقی، شعب الایمان، رقم الحدیث: 10374

باب نمبر 2: معاشرتی زندگی کے آداب

• سچے اور دیانتدار تاجر کے آجر کے حوالے سے حضور نبی اکرم ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا کہ حلال کمائی کیلئے ڈوڑ ڈھوپ کرنا اور تھک کر نڈھال ہو جانا اللہ رب العزت کے نزدیک بہت پسندیدہ عمل ہے اور یہ محنت و مشقت اللہ تعالیٰ کی مغفرت و بخشش کی ضامن ہے۔ حلال کمائی کے سلسلہ میں اپنے بندے کو تھکا ماندا دیکھنا اللہ رب العزت کو خوب پسند ہے۔ حلال رزق حاصل کرنے کیلئے کی جانے والی کوشش بعض گناہوں کی معافی و تلافی کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ ”بعض گناہ ایسے ہیں کہ صرف رزق حاصل کرنے میں اٹھائی جانے والی تکالیف ہی اُن کا کفارہ ہو جاتی ہیں۔“ (I8I)

• حضور نبی اکرم ﷺ نے جہاں سچے اور دیانتدار تاجر کیلئے بیشمار آجر و ثواب کا وعدہ فرمایا وہیں جھوٹے، بددیانت اور دھوکہ باز تاجر کیلئے لعنت اور سخت وعید فرمائی ہے۔

• جھوٹی قسم کھا کر مال بیچنے والے کا مال تو بک جاتا ہے لیکن اُس میں برکت نہیں رہتی۔

• حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تین آدمی ایسے ہیں جن پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔ اُن میں سے ایک جھوٹی قسمیں کھا کر مال فروخت کرنے والا تاجر ہے۔ جھوٹی قسموں کے ذریعے اپنے گاہکوں کو اعتماد دلا کر خراب مال بیچنے والا تاجر جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھ پائے گا۔

ملاوٹ نہ کریں۔

• جو کاروباری حضرات لالچ میں آکر اپنے مال میں ملاوٹ کرتے ہیں وہ وقتی اور معمولی فائدے کیلئے اس دُنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اپنا آجر ضائع کر بیٹھتے ہیں۔ اللہ رب العزت کے ہاں ضائع ہونے والا آجر تو آخرت میں سمجھ آئے گا، اِس دُنیا میں وہ اپنے گاہکوں میں بددیانت مشہور ہو جاتے ہیں، جس کی وجہ سے وقت کے ساتھ ساتھ اُن کا کاروبار برباد ہو جاتا ہے۔

(I8I) ہیثمی، مجمع الزوائد، رقم الحدیث: 6239

آداب زندگی... کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

وعدہ خلافی نہ کریں۔

- کاروبار میں برکت تب ہوتی ہے جب تاجر اپنے وعدے کو پورا کرے۔ جس وقت جہاں جتنا مال جتنی قیمت پہ پہنچانے کا وعدہ کرے خواہ کیسے بھی مشکل حالات ہوں وہ اُس وعدے کو ہر صورت پورا کرے۔
- جب کوئی تاجر مشکل وقت میں بھی اپنا وعدہ پورا کرتا ہے تو گاہک کو اُس پہ ایسا بھروسہ نصیب ہوتا ہے جو اُسے آئندہ کیلئے بہت مالی فائدہ دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج ہم جتنی کامیاب کمپنیوں کو دیکھتے ہیں وہ سب اپنے وعدے کی سختی سے پابندی کرتی ہیں۔

- کاروبار میں اپنی صلاحیت سے بڑے وعدے نہیں کرنے چاہئیں۔ اگر کوئی تاجر ایسے وعدے کرتا ہے جنہیں وہ پورا نہیں کر سکتا تو وہ اپنے بہت سے گاہک کھو بیٹھتا ہے۔ حتیٰ کہ ایک دن اُس کا سارا کاروبار ہی برباد ہو جاتا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کسی بھی خرید و فروخت میں زیادہ وعدوں (یا شرائط) سے محتاط رہو، اِس سے زیادہ مواقع تو حاصل ہو سکتے ہیں تاہم برکت کھو جاتی ہے۔

دھوکہ نہ دیں۔

- حضور نبی اکرم ﷺ نے دھوکہ دہی پر مبنی تجارت کی مذمت فرمائی۔ جس کاروبار میں جھوٹ اور بددیانتی شامل ہو وہ کبھی باعثِ برکت نہیں ہو سکتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تاجر جنت میں نبیوں کا ساتھی ہوگا، لیکن اُس کی شرط یہ ہے کہ وہ گفتگو میں سچا ہو اور مال میں دیا نندار ہو۔“ (I82)
- خراب مال کو اچھے مال کے نیچے چھپا کر بیچنا بھی دھوکے کی ایک قسم ہے۔ ایک موقع پر حضور نبی اکرم ﷺ بازار میں تشریف لے جا رہے تھے تو دیکھا کہ ایک شخص اناج بیچ رہا تھا۔ آپ ﷺ

(I82) التَّاجِرُ الصُّدُوقُ الْأَمِينُ مَعَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ

(دارمی، السنن، رقم الحدیث: 2575)

”سچا، امانت دار تاجر (قیامت کے دن) انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔“

باب نمبر 2: معاشرتی زندگی کے آداب

گزرتے ہوئے اُس کے پاس رُکے اور غلّے کے ڈھیر کے اندر ہاتھ ڈال کر دیکھا۔ وہ غلّہ اُوپر سے تو خشک تھا لیکن اندر سے گیلیا تھا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ”یہ کیا معاملہ ہے؟“ ذکا ندر نے کہا: ”یا رسول اللہ بارش ہو گئی تھی۔“ آپ ﷺ نے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: ”کیا بارش غلّے کے اندر ہو گئی تھی؟“ اِس موقع پر آپ ﷺ نے وہ تاریخی الفاظ فرمائے، جو آج بھی ہر کسی کو یاد ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے (تجارت میں) دھوکہ دیا وہ مجھ سے (کوئی تعلق) نہیں (رکھتا)۔“ (I83)

نمونے کے مطابق مال فراہم کریں۔

- نمونے کے مطابق مال کی فراہمی نہ کرنا بھی دھوکہ دہی کے زمرے میں آتا ہے۔ اگر مال منڈی سے حاصل کر کے فراہم کرنا طے ہوا ہو تو اُسے بعینہ نمونے کے مطابق ہونا چاہئے۔ اِسی طرح اگر مال فیکٹری میں بنا کر فراہم کرنا طے ہوا ہو تو بھی اُسے نمونے کے مطابق معیاری ہونا چاہئے۔ اگر نمونے کے مطابق خام مال منڈی میں دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے مختلف خام مال استعمال کرنا پڑ جائے تو خریدار کو قبل از وقت بتا کر اعتماد میں لازمی لینا چاہئے ورنہ بعد میں ہونے والے گلے شکوے کا کوئی حل نہیں ہو گا اور آپ کے کاروبار کو بدنامی کا سامنا کرنا پڑے گا۔

ناپ تول میں کمی و بیشی نہ کریں۔

- ناپ تول میں کمی و بیشی کرنا بھی دھوکہ دہی کی ایک صورت ہے۔ لالچی تاجر منڈی سے مال خریدتے وقت تو پورا لیتے ہیں مگر آگے فروخت کرتے وقت ناپ تول میں کمی کر کے حرام کا پیسہ کماتے ہیں۔ اللہ

(I83) مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنِّي

(مسلم، الصحيح، رقم الحدیث: IO2)

”جس نے (تجارت میں) دھوکہ دیا وہ مجھ سے (کوئی تعلق) نہیں (رکھتا)۔“

رب العزت نے قرآن مجید میں ایسے لوگوں کو سخت وعید سنائی ہے۔ (I84)

ناجائز منافع خوری نہ کریں۔

- اسلام نے منافع کی کوئی شرح متعین نہیں کی، تاہم ایسے بنیادی اصول دیئے ہیں جن پر عمل کرتے ہوئے کوئی بھی معاشرہ اپنے حالات کے مطابق قانون سازی کر کے شرح منافع کا تعین کر سکتا ہے۔
- اسلام کا بنیادی اصول تجارت ہمیں ناجائز منافع خوری سے روکتا ہے۔ یعنی کسی گاہک کی ضرورت کو دیکھتے ہوئے اُس کا ناجائز فائدہ اٹھانا اور مہنگے داموں فروخت کر کے ناجائز منافع حاصل کرنا منع ہے۔ آجکل زیادہ تر مسلمان تاجروں کی ساری توجہ صرف منافع کمانے پر ہوتی ہے اور وہ اسلامی اصولوں کی پیروی کو مکمل طور پر نظر انداز کر دیتے ہیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ایک ایسا وقت آئے گا جب لوگوں کو پیسہ حاصل کرنے کیلئے شرعی قوانین کی پروا نہیں ہوگی۔

ذخیرہ اندوزی نہ کریں۔

- اسلامی تعلیمات میں مصنوعی قلت پیدا کر کے زیادہ منافع کمانے کیلئے کی جانے والی ذخیرہ اندوزی کی سخت مذمت کی گئی ہے۔ ہر مسلمان تاجر کو ایسی گھٹیا کمائی سے اجتناب کرنا چاہئے۔ اشیائے ضرورت کی مصنوعی قلت پیدا کر کے انہیں مہنگے داموں فروخت کرنے والے کو حضور نبی اکرم ﷺ نے لعنتی قرار دیا ہے۔ (I85) کوئی اچھا مسلمان کبھی لعنتی قرار پانے کو تیار نہیں ہو سکتا۔

(I84) وَإِذَا كَالُوهُمْ أَلَّيْنَا إِذَا كَتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ ﴿٣٠﴾ وَإِذَا كَالُوهُمْ أَوْ

وَزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ ﴿٣١﴾

(القرآن، المطففين، 3-83)

”بربادی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کیلئے یہ لوگ جب (دوسرے) لوگوں سے ناپ لیتے ہیں تو (ان سے) پورا لیتے ہیں اور جب انہیں (خود) ناپ کرایا تول کر دیتے ہیں تو گھٹا کر دیتے ہیں۔“

(I85) ابن ماجہ، السنن، رقم الحدیث: 2153

باب نمبر 2: معاشرتی زندگی کے آداب

● کھانے پینے کی اشیاء اور ضرورت کی دیگر بنیادی اشیاء کی ذخیرہ آندوزی کو ہر حال میں برقرار دیا گیا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: ”جو شخص آناج کو ذخیرہ کر کے مہنگے داموں مسلمانوں کو فروخت کرتا ہے اللہ رب العزت اُسے جذام اور افلاس میں مبتلا کر دیتا ہے۔“ (I86) ایک اور موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے مصنوعی قلت سے مہنگائی پیدا کرنے کیلئے چالیس دن تک آناج کو ذخیرہ کئے رکھا تو گویا وہ خدا سے بیزار ہو اور خدا اُس سے بیزار ہو۔“ (I87)

● ذخیرہ آندوزی صرف ایسی صورت میں ناجائز ہے جب ذخیرہ آندوزی کی وجہ سے عام عوام کو نقصان پہنچے، یعنی بازار میں کسی شے کی طلب موجود ہو لیکن ذخیرہ آندوز اپنے زیادہ منافع کے لالچ میں اُس شے کو فروخت کرنے کیلئے بازار میں نہ لائے۔ چنانچہ اگر کسی سال فصل وافر ہوئی ہو تو آناج کو اس خیال سے ذخیرہ کر لینا کہ اُسے بعد میں فروخت کر کے زیادہ نفع کمایا جاسکے، ایسی ذخیرہ آندوزی ممنوع نہیں ہے۔ لیکن اگر کسی شہر کے چند بڑے تاجر مل کر قیمت بڑھانے کیلئے ایسی ذخیرہ آندوزی کریں کہ مال کو منڈی سے بالکل غائب کر کے لوگوں کیلئے تکلیف کا باعث بنیں تو ایسی ذخیرہ آندوزی قطعاً ممنوع ہے۔

اجارہ داری نہ اپنائیں۔

● کاروبار میں مقابلہ کی فضا برکت اور ترقی کا باعث بنتی ہے، جبکہ اجارہ داری برکت اور ترقی کا راستہ روک دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی قانون تجارت میں اجارہ داری سے منع فرمایا گیا ہے۔ پرانے زمانوں میں قافلے سامان تجارت لے کر ایک شہر سے دوسرے شہر جاتے تھے اور جب کسی شہر قافلہ پہنچتا تو وہاں کے لوگوں کو اشیائے ضرورت سستے داموں میسر آجاتی تھیں۔ ایسے موقع پر کچھ منافع خور تاجر قافلے کے شہر میں داخل ہونے سے پہلے ہی اُن کے ساتھ ساز باز کر کے اُن سے سارا سامان خرید لیتے اور بعد میں شہر میں لا کر اپنی مرضی کی قیمت پر فروخت کر کے زیادہ منافع کماتے۔ حضور نبی

(I86) ابن ماجہ، السنن، رقم الحدیث: 2155

(I87) مشکوٰۃ المصابیح، رقم الحدیث: 2896

آداب زندگی... کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

اکرم ﷺ نے تاجروں کو قافلے والوں کے ساتھ ساز باز کرنے سے سختی سے منع کر دیا اور فرمایا کہ مال کو بازار میں آنے دو، پھر کھلے بازار میں سب کے سامنے جو قیمت طے ہوگی اسی پر مال فروخت کیا جائے۔ کسی ایک شخص یا چند لوگوں کا سارے سامان تجارت پر اجارہ داری بنالینا اور پھر اُسے اپنی مرضی کے بھاؤ پر بیچنا عام خریداروں کیلئے نقصان دہ ہے، جس سے مہنگائی بڑھتی ہے اور لوگوں کیلئے تکلیف کا باعث بنتی ہے۔

باہمی رضامندی سے تجارت کریں۔

• کاروبار اور تجارت کیلئے خریدنے اور بیچنے والی دونوں پارٹیوں کا رضامند ہونا ضروری ہے۔ کسی ایک پارٹی کو زبردستی مال خریدنے یا فروخت کرنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو یہ واضح طور پر قرآنی حکم کے خلاف ہوگا۔ (I88)

نیلامی میں جعلی بولی نہ لگائیں۔

• اسلام میں نیلامی کر کے مال فروخت کرنا جائز ہے، تاہم ایسی نیلامی جائز نہیں ہے جس میں قیمت بڑھانے کیلئے اُس بولی میں کسی جعلی خریدار کو شامل کیا جائے اور یوں جعلی مہنگائی پیدا کر کے خریداروں کو مہنگے داموں مال بیچا جائے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”لاتن جشوا“ یعنی ”خریداری کے ارادے کے بغیر صرف مال کی قیمت بڑھانے کیلئے جعلی بولی نہ لگاؤ۔“ حضور نبی اکرم ﷺ نے ایسی جعلی بولی لگانے کو جھوٹ اور حرام قرار دیا۔ (I89)

(I88) لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَطْلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنكُمْ

(القرآن، النساء، 4: 29)

”تم ایک دوسرے کا مال آپس میں ناحق طریقے سے نہ کھاؤ سوائے اس کے کہ تمہاری باہمی رضامندی سے کوئی تجارت ہو۔“

(I89) مالک، الموطأ، رقم الحدیث: 508

سودی کاروبار نہ کریں۔

- اسلام میں سودیہ قرضہ لینا یا دینا اور کسی قسم کا سودی کاروبار کرنا حرام ہے۔ آج کے دور میں بینکوں کے علاوہ بھی بہت سے کاروبار ایسے ہیں جن میں سودی لین دین شامل ہے، جس سے اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں واضح طور پر منع فرمایا ہے۔ (190)
- دنیا کے بعض ممالک بلاسود بینکاری کا نظام اپنائے ہوئے ہیں۔ پاکستان میں بھی بعض بینک بلاسود بینکاری شروع کر چکے ہیں۔ اگرچہ ان میں سے بعض مکمل طور پر سود سے پاک نہیں ہیں تاہم پھر بھی ہمیں چاہئے کہ جس قدر ممکن ہو سودی نظام سے خود کو بچائیں۔

36) بازار کے آداب

- شہر ہوں یا دیہات، چھوٹی بڑی تمام آبادیوں میں بازار پائے جاتے ہیں، جہاں نیک و بد ہر قسم کے لوگ اپنی ضرورت کی اشیاء خریدنے کیلئے آتے ہیں۔ بازار جانا کوئی بڑی بات نہیں، انبیاء و اولیاء بھی بازار جاتے رہے ہیں، تاہم بازار میں ہونے والی قباحتوں کی وجہ سے اسلامی تعلیمات کے مطابق بازار جانے والوں سے اُس دوران احتیاط کرنے کا تقاضا کیا جاتا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کے نزدیک شہروں کی بہترین جگہیں اُس کی مسجدیں ہیں اور شہروں کی بدترین جگہیں اُس کے بازار ہیں۔“ (191)
- چنانچہ آپ جب بھی بازار جائیں ان آداب کا خیال رکھیں۔

(190) وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا

(القرآن، البقرة، 2: 275)

”اللہ نے تجارت (کاروبار) کو حلال فرمایا ہے اور سود کو حرام کیا ہے۔“

(191) مسلم، الصحيح، رقم الحديث: 430

بازار جانے کی ڈعا

- حضور نبی اکرم ﷺ نے بازار جانے سے قبل دُعائیہ کلمات کی تلقین کرنے ہوئے فرمایا کہ اسے پڑھنے والے کے نامہ اعمال میں دس لاکھ نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں، اُس کے دس لاکھ گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں اور اُس کے دس لاکھ درجات بلند ہو جاتے ہیں۔ (I92) وہ کلمات یہ ہیں:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ
لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ
وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ
وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

اس چھوٹے سے عمل پر اتنا بڑا اجر اس لئے ہے کہ بازار ذکرِ الہی سے غفلت کی جگہ ہے۔ بازار جاتے ہوئے ہر شخص کی توجہ اپنی ضرورت کی طرف ہوتی ہے۔ بازار میں ہر شخص اپنا نفع و نقصان سوچتا ہے۔ دکاندار اپنے فائدے کیلئے خریدار کو چکمہ دیتا ہے اور خریدار بھی اپنے دُنیاوی نفع و نقصان کی طرف متوجہ رہتا ہے۔ ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر بڑی اہمیت رکھتا ہے۔

بے مقصد بازار نہ جائیں۔

- بازار جانے کا ایک ادب یہ ہے کہ بازار صرف اُس وقت جائیں جب وہاں جانا ضروری ہو۔ محض وقت گزارنے اور لوگوں کی بھیڑ دیکھنے کیلئے بازار جانا مناسب نہیں ہے؛ اور جب بازار جائیں تو اپنا مقصد پورا ہوتے ہی وہاں سے واپس نکل آئیں۔ بلاوجہ زیادہ دیر تک بازار میں رُکے رہنا بھی آداب کے خلاف ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے بازار کو ناپسندیدہ ترین جگہ قرار دیا ہے، کیونکہ بازار جھوٹ، فریب، دھوکہ بازی اور فتنہ کی جگہ ہے۔ (I93)

(I92) ترمذی، السنن، رقم الحدیث: 3428. ابن ماجہ، السنن، رقم الحدیث: 2235

(I93) مسلم، الصحيح، رقم الحدیث: 4251

بازار میں متانت و سنجیدگی اختیار کریں۔

- عام طور پر بازاروں میں شور و شر ابا ہوتا ہے، جو اسلام کی بنیادی تعلیماتِ متانت و سنجیدگی اور حسن اخلاق کے خلاف ہے۔ چنانچہ ہمیں چاہئے کہ ہم بازار میں بھی شور شرابے سے اجتناب کریں اور متانت اور سنجیدگی کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ ہر متکبر، پیٹو اور بازاروں میں شور و شر ابا کرنے والے کو ناپسند کرتا ہے۔“ (I94)

خریداری کے دوران احتیاط کریں۔

- خرید و فروخت کرتے ہوئے نرمی سے گفتگو کریں اور زیادہ بڑھ چڑھ کر نہ بولیں۔
- خرید و فروخت کے دوران دُوسروں کو یقین دلانے کیلئے کثرت کے ساتھ قسم کھانے سے گریز کریں۔
- خریداری کے دوران اپنی گنجائش کو مد نظر رکھیں، ہمیشہ اعتدال سے کام لیں اور فضول خرچی اور کنجوسی دونوں سے پرہیز کریں۔
- ادائیگی کیلئے ہمیشہ اپنی باری کا انتظار کریں اور ادائیگی کے بعد بقایا نقدی گن کر تسلی کر لیں۔
- کیشئر کے ساتھ مت الجھیں، اُسے تسلی کے ساتھ اپنا فرض پورا کرنے کیلئے مناسب وقت دیں۔
- سپر مارکیٹ اور مال وغیرہ میں شاپنگ کارٹ کو احتیاط کے ساتھ استعمال کریں، اُس سے دیگر لوگوں کو یا کسی کے سامان وغیرہ کو ٹکریں نہ ماریں۔ یہ بھی آپ کے مہذب ہونے کی علامت ہے۔
- بالخصوص سبزی منڈی اور بکر منڈی میں خریداری کے دوران نو سر بازوں سے خوب محتاط رہیں۔

خواتین کے بازار مت جائیں۔

- بعض شہروں میں کچھ ایسے بازار مخصوص ہوتے ہیں جہاں خواتین سے متعلقہ اشیاء فروخت ہوتی ہیں،

چنانچہ وہاں خواتین کا کثرت کے ساتھ آنا جانا ہوتا ہے۔ مرد حضرات کو ایسے بازاروں میں نہیں جانا چاہئے۔ اگر کسی خاص ضرورت کے تحت جانا بھی ہو تو جلد از جلد وہاں سے نکل جانا چاہئے۔ اسی طرح خواتین کے زیر جامہ ملبوسات (انڈر گارمنٹس) کی دکانوں پر بھی مردوں کو قطعی نہیں جانا چاہئے۔ بہترین صورت یہ ہو سکتی ہے کہ خواتین کے انڈر گارمنٹس کا بزنس خواتین ہی کریں، جہاں تمام دکاندار بھی خواتین ہی ہوں تاکہ خواتین آزادی کے ساتھ اپنی خریداری کو یقینی بنا سکیں۔

بازار میں دوسروں کے کام آئیں۔

• بازار میں کسی ضعیف کو دیکھیں تو اُسے راستہ بتادیں، سڑک پار کروادیں، سودا سلف خریدنے میں یا گھر تک پہنچانے میں اُس کی مدد کر دیں۔ اسی طرح اگر کسی بچے کو دیکھیں کہ وہ رَش کی وجہ سے اپنے ماں باپ سے پھٹ گیا ہے تو ذاتی دلچسپی کے ساتھ اُسے اُس کے ماں باپ سے ملا دیں۔ بازار کے علاوہ بھی ایسے نیکی کے کام کرتے رہنا چاہئے، اِس سے دل کو سکون ملتا ہے۔

بازار جانے کیلئے عمومی آداب

- بازار میں ہر قسم کے لوگ جاتے ہیں۔ مرد، عورتیں، بوڑھے، بچے سبھی اپنی ضرورت کی اشیاء خریدنے کیلئے بازار جاتے ہیں۔ ایسے ضعیف لوگ بھی آتے ہیں جن کی مدد کر کے ثواب کمایا جاسکتا ہے تو ایسی بے پردہ خواتین بھی آتی ہیں جن کے دیکھنے سے شیطان خوش ہوتا ہے اور اللہ رب العزت کی ناراضگی ملتی ہے۔ چنانچہ ہمیں چاہئے کہ ایسے مواقع پر اپنی نظروں کو نیچی رکھیں۔ راستوں اور بازاروں میں بیٹھنا ضروری ہو تو اُن کا حق ادا کریں۔ اپنی نظر کو پست رکھیں اور ضرور تمندوں کے کام آئیں۔
- رَش کے دنوں میں بازار نہ جائیں۔ بالخصوص کوشش کریں کہ عید کی خریداری رمضان المبارک شروع ہونے سے پہلے ہی کر لیں۔ اگر ایسا ممکن نہ ہو تو کم از کم آخری عشرے سے پہلے ضرور فارغ ہو جائیں۔
- بازار جاتے وقت اپنے ساتھ کسی بچے کو بھی لے کر جائیں تاکہ وہ بھی بازار کے آداب سیکھ سکے۔

37) راستے کے آداب

• راستے مفاد عامہ کی جگہیں ہوتی ہیں، یعنی علاقے کے تمام لوگوں کا مفاد اُن کے ساتھ وابستہ ہوتا ہے۔ چنانچہ راستے میں ایسی کوئی رکاوٹ پیدا کرنا جس سے دوسرے لوگوں کو گزرنے میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑے سختی سے منع ہے۔

• کچھ صحابہ کرامؓ ایک بار راستے میں بیٹھے آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ حضور نبی اکرم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: ”تم لوگ راستے میں کیوں بیٹھے جاتے ہو؟ اس حرکت سے بچو۔“ انہوں نے عرض کیا: ”ہم ضروری معاملات میں آپس میں باتیں کرنے کیلئے بیٹھے ہیں۔“ اُس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر راستے میں بیٹھنا ضروری ہو تو راستے کا حق ادا کرو، وہ یہ ہے کہ (I) نظر نیچی رکھو، (2) تکلیف دُور کرو، (3) سلام کا جواب دو، (4) اچھی بات کا حکم دو اور (5) بُری بات سے روکو۔“ (195)

راستے میں بد اخلاقی نہ کریں۔

• ہمیں چاہئے کہ ہم بلاوجہ راستوں میں کھڑے نہ ہوں۔ اگر کسی وجہ سے راستے میں کھڑا ہونا پڑے تو ایک کنارے ہٹ کر یوں کھڑے ہوں کہ گزرنے والوں کو ہماری وجہ سے کوئی تکلیف نہ ہو۔

• ایسے راستوں میں بیٹھنے یا کھڑے ہونے میں احتیاط کی جائے جہاں سے بالخصوص خواتین گزرتی ہوں۔

(195) وَمَا حَقُّ الطَّرِيقِ، يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: غَضُّ الْبَصَرِ، وَكَفُّ الْأَدَى، وَرَدُّ السَّلَامِ، وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ (بخاری، الصحيح، رقم الحدیث: 5875. مسلم، الصحيح، رقم الحدیث: 2121)

”یا رسول اللہ! راستے کا حق کیا ہے؟ فرمایا: نظر نیچی رکھنا، تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینا، سلام کا جواب دینا، اچھی باتوں کا حکم کرنا اور بری باتوں سے منع کرنا۔“

آداب زندگی... کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

- مردوں کیلئے بلاوجہ خواتین کے بازار میں جانا یا ایسے بازار کے راستے میں کھڑے ہونا سخت معیوب ہے۔
- راستے میں اپنی نظر کی حفاظت کرنی چاہئے اور آنے جانے والوں پر تبصروں سے گریز کرنا چاہئے۔
- راستے میں گفتگو کے دوران اخلاق کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں، گالم گلوچ نہ کریں۔ خاص طور پر خواتین اور بچوں کی موجودگی میں غیر اخلاقی گفتگو کرنا ان کیلئے سخت اذیت کا باعث بنتا ہے۔

راستے میں بیہودگی سے بچیں۔

- راستے کے آداب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اگر راستے میں کوئی بیہودگی ہو رہی ہو تو ہم اُس بیہودگی اور لغویات میں ملوث ہونے کی بجائے اُس سے بچ کر وقار اور متانت کے ساتھ چلیں اور اُن خرافات کا حصہ بن کر گناہ نہ کمائیں۔ (I96)

راستے سے رکاوٹیں ہٹائیں۔

- ہمارے پیارے نبی ﷺ نے فرمایا: ”ایمان کی بہت سی شاخیں ہیں، اُن میں پہلی کلمہ طیبہ یعنی لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ اور آخری راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا ہے۔“ (I97) مزید فرمایا: ”اور

(I96) وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا ﴿۷۲﴾
(القرآن، الفرقان، 25: 72)

”اور (یہ) وہ لوگ ہیں جو کذب اور باطل کاموں میں (توڑا اور عملاً کسی صورت) حاضر نہیں ہوتے اور جب بے ہودہ کاموں کے پاس سے گزرتے ہیں تو (دامن بچاتے ہوئے) نہایت وقار اور متانت کے ساتھ گزر جاتے ہیں۔“

(I97) الْإِيمَانُ بَضْعٌ وَسَبْعُونَ شُعْبَةً، فَأَفْضَلُهَا: قَوْلُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَذْنَاهَا: إِمَاطَةُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ

(بخاری، الصحيح، رقم الحديث: 9. مسلم، الصحيح، رقم الحديث: 35)

”ایمان کی ستر سے کچھ زیادہ شاخیں ہیں جن میں سب سے افضل لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ (یعنی وحدانیت الہی) کا اقرار کرنا ہے اور اُن میں سب سے نچلا درجہ کسی تکلیف دہ چیز کا راستے سے دُور کر دینا ہے۔“

جو شخص تکلیف دہ چیز کو راستے سے ہٹاتا ہے (تو اس کا یہ عمل بھی) صدقہ ہے۔“ (I98)

• راستے سے تکلیف دہ چیزوں کا ہٹانا کوئی عام صدقہ نہیں، بلکہ یہ اتنا بڑا عمل خیر ہے جو انسان کی مغفرت کیلئے بھی کافی ہے۔ متفق علیہ حدیث مبارکہ کے مطابق حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”ایک آدمی راستے میں جا رہا تھا کہ اُس نے راستے میں ایک کانٹے دار ٹہنی دیکھی تو اُسے ہٹا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اُس کے اس عمل کو قبول فرمایا اور اُسے بخش دیا۔“ (I99)

• ایک حدیث مبارکہ میں صرف کانٹوں بھری ٹہنی کو راستے سے ہٹانے کی وجہ سے ایک شخص کی بخشش کا ذکر موجود ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”ایک آدمی کہ جس نے قطعاً کوئی نیکی نہیں کر رکھی تھی، اُس نے رستے سے ایک کانٹے دار ٹہنی ہٹا دی۔ (وہ ٹہنی) یا تو (راہ چلتے موجود) کسی درخت پر تھی (اور لمبی ہونے کے سبب لوگوں کی اذیت کا باعث تھی)، اُس نے اُسے کاٹا اور (ایک طرف) ڈال دیا اور یا پھر وہ (ٹہنی) رستے ہی میں پڑی تھی اور اُس نے اُسے رستے سے ہٹا دیا۔ اللہ تعالیٰ اس (معمولی سی نیکی) کی بدولت اُس سے راضی ہو گیا اور اُسے جنت میں داخل فرما دیا۔“ (200) بظاہر یہ معمولی سا عمل اللہ رب العزت کے نزدیک اتنا پسندیدہ ہے کہ ایسے شخص کیلئے جنت کی ضمانت بن گیا۔

• ہمیں چاہئے کہ اسلام کی ان تعلیمات سے سبق اخذ کرتے ہوئے راستوں میں مشکلات پیدا کرنے کی بجائے گزرنے والوں کیلئے آسانیاں پیدا کر کے اپنے لئے جنت میں مقام بنائیں۔

• مذکورہ بالا احادیث کی روشنی میں جا بجا خطرناک اسپید بریکر بنا کر حادثات میں اضافے کا باعث نہ بنیں، بلکہ جہاں حادثات کی روک تھام کیلئے اسپید بریکر بنانا ضروری ہو صرف وہیں ضابطے کے مطابق ایسے سمارٹ اسپید بریکر بنائے جائیں جن سے راگیروں کے حادثات نہ ہوں۔

(I98) بخاری، الصحيح، رقم الحدیث: 2827. أحمد بن حنبل، مسند، رقم الحدیث: 8168

(I99) بخاری، الصحيح، رقم الحدیث: 624. مسلم، الصحيح، رقم الحدیث: 1914

(200) أبوداؤد، السنن، رقم الحدیث: 5245

راستوں کو کشادہ کریں۔

- راستے کے آداب میں سے ایک اُس کا کشادہ رکھنا بھی ہے۔ ہمارے ہاں عموماً گھروں کے آگے تجاوزات بڑھا کر گلی کا راستہ اتنا تنگ کر دیا جاتا ہے کہ ہنگامی طبی صورت حال میں ایمبولنس کے پہنچنے سے پہلے ہی مریض دم توڑ دیتا ہے۔ اسی طرح آگ لگنے کی صورت میں فائر بریگیڈ کی گاڑی مطلوبہ جگہ تک جلد نہیں پہنچ پاتی ہے، جس کی وجہ سے ایک چھوٹا سا حادثہ بڑے حادثے میں تبدیل ہو جاتا ہے۔
- مکان اور دکان کو اپنی حدود سے آگے بڑھا کر بنانا اور گلی کا حصہ اُس میں شامل کر لینا، دکان کے آگے ٹھیلا لگو کر اُس سے کرایہ وصول کرنا راستے کی حق تلفی ہے۔ راستہ کی زمین میں سے کچھ حصہ مکان کی تعمیر میں شامل کرنا غصب کے ضمن میں آتا ہے، جس کے بارے میں حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے ایک بالشت زمین بھی خلافِ عدل چھینی، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُس کے برابر سات زمینوں کو طوق بنا کر (اُس کے گلے میں) ڈال دے گا۔“ (201) اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے ناحق کسی کی زمین ہڑپ کر لی تو قیامت کے دن اُس کے ساتھ زمین کی سات تہوں تک دھنسا دیا جائے گا۔“ (202)

راستے کی حق تلفی نہ کریں۔

- راستے کا حق ہے کہ لوگوں کے گزرنے میں آسانی پیدا کی جائے اور راستے کو ایسا ڈشوار نہ بنا دیا جائے کہ وہاں سے گزرنا محال ہو جائے۔ راستے کا حق ہے کہ اُسے صاف ستھرا رکھا جائے اور وہاں کھانے کی چیزیں، پھلوں کے چھلکے، دیگر گندگی اور کوڑا کرکٹ نہیں پھینکنا چاہئے۔
- راستے کا حق ہے کہ پانی کی ٹینکی بھرنے سے نکلنے والا اضافی پانی راستے میں نہ گرایا جائے۔ گھر / دکان کے سامنے پانی کھڑا کرنے سے گزرنے والوں کے کپڑے خراب ہوتے ہیں، سڑک پر پھسلنے سے کوئی گر

(201) بخاری، الصحيح، رقم الحدیث: 3026. مسلم، الصحيح، رقم الحدیث: 1610

(202) بخاری، الصحيح، رقم الحدیث: 2322

باب نمبر 2: معاشرتی زندگی کے آداب

سکتا ہے، حادثہ ہو سکتا ہے، سڑک پہ مسلسل پانی کھڑا ہونے سے وہ ٹوٹ پھوٹ سکتی ہے، چنانچہ ایسے کام سے اجتناب کرنا چاہئے۔

• اسی طرح راستے کی کھدائی کرنا، شادی بیاہ و محافل وغیرہ کیلئے راستے بند کر دینا اور نماز جمعہ کے دوران مساجد کے باہر کی گئی ایسی پارکنگ جس سے راستہ بند ہو جائے وہ بھی اسی زمرے میں آتا۔ کسی بہت بڑی ایمر جنسی کے سوا راستے کو بند نہ کیا جائے، کیونکہ اس سے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے۔

• حدیث مبارکہ ہے کہ ایک غزوہ میں پڑاؤ کے دوران لوگوں نے خیمے لگا کر راستے کی جگہ تنگ کر دی، جس کی وجہ سے لوگوں کا گزرنا مشکل ہو گیا۔ جب اس کی خبر حضور نبی اکرم ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ نے ایک اعلان کرنے والے کو بھیجا کہ وہ لوگوں میں یہ اعلان کرے: ”جو شخص خیمہ لگانے میں تنگی کرے یا راستہ میں خیمہ لگائے تو اس کا جہاد (قبول) نہیں ہے۔“ (203)

• ہمارے ہاں کچھ لوگ نمازوں کے اوقات میں خاص طور پر جمعہ کے دن اپنی گاڑیاں مساجد کے ارد گرد راستوں میں اس طرح پارک کر دیتے ہیں کہ وہاں سے گزرنے والوں کو اُن کی وجہ سے کافی دشواری ہوتی ہے۔ ایسے لوگوں کو سوچنا چاہئے کہ جب حضور نبی اکرم ﷺ نے راستے کے حق کا خیال نہ رکھنے والوں کی جہاد جیسی عظیم عبادت کو رازبگاہ قرار دے دیا تو ایسی حرکت کیا ہماری نمازوں پر سوا لیہ نشان نہیں لگا دیتی؟ لہذا مساجد کے پاس یوں گاڑی پارک نہیں کرنی چاہئے کہ جس سے راستہ تنگ ہو جائے اور لوگوں کے گزرنے میں دقت ہو۔

• کسی عوامی عمارت میں سے نکلنے والوں کا حق اُس میں داخل ہونے والوں سے پہلے ہوتا ہے۔ چنانچہ جب ہم کسی مسجد، اسکول یا کسی دفتر وغیرہ میں داخل ہونے لگیں اور دروازے سے کچھ لوگ باہر نکلنے والے بھی ہوں تو ہمیں پیچھے ہٹ کر انہیں پہلے راستہ دینا چاہئے اور اُن کے نکل جانے کے بعد اندر داخل ہونا چاہئے۔

(203) أبوداؤد، السنن، رقم الحدیث: 3920

- راستے میں قضائے حاجت کرنے سے بھی سخت منع فرمایا گیا ہے۔ ایک موقع پر حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”بہت زیادہ لعنت والے دو کاموں سے بچو۔“ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ! بہت زیادہ لعنت والے دو کام کون سے ہیں؟“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”لوگوں کے راستوں میں اور اُن کے سائے (کے مقامات جہاں وہ آرام کرتے ہوں) میں قضائے حاجت کرنا۔“ (204)

38) پیدل چلنے کے آداب

- دین فطرت ہونے کے ناتے اسلام اپنے ماننے والوں کو پیدل چلنے کے آداب بھی سکھاتا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے پیدل چلتے وقت ایک جو تاپہننے اور دوسرے پاؤں نگارکھنے سے منع فرمایا۔
- اسی طرح ننگے پاؤں چلنے پھرنے سے اجتناب کریں اور ہمیشہ جو تاپہن کر چلیں۔ جوتے کا اتنا موٹا ہو کہ چلتے پھرتے ہوئے پاؤں کے نیچے کوئی کنکر پتھر چبھنے سے پاؤں کو تکلیف نہ ہو۔
- پاؤں گھسیٹتے ہوئے یا جوتے کو زمین پر رگڑتے ہوئے نہ چلیں۔ اس سے نہ صرف جوتا جلدی خراب ہو جائے گا بلکہ دوسرے لوگوں کو اُس کی آواز سے بھی الجھن ہوگی۔
- عام حالات میں پیدل چلتے ہوئے بزرگوں اور عمر میں خود سے بڑے لوگوں کا ادب کرتے ہوئے اُن کے پیچھے چلیں اور اُن سے آگے نہ نکلیں۔
- خاص حالات میں جب اندھیرا چھا جائے یا راستے میں پانی کھڑا ہو یا راستہ ناہموار ہو یا کوئی اور تکلیف دہ امکان موجود ہو تو بڑوں کو تکلیف میں مبتلا ہونے سے بچانے کیلئے اُنہیں بتا کر اُن سے آگے آگے چلیں۔
- اگر کوئی ایمر جنسی نہ ہو تو زیادہ تیز رفتاری سے نہ چلیں۔ اسی طرح نہایت آہستگی سے بھی نہ چلیں کہ

(204) مسلم، الصحيح، رقم الحدیث: 269

باب نمبر 2: معاشرتی زندگی کے آداب

پیچھے سے آنے والوں کو دقت ہو۔ درمیانی رفتار سے چلنے کی عادت اپنائیں۔

• راستے پر یوں قبضہ کر کے نہ چلیں کہ کوئی دوسرا آپ سے آگے نہ نکل سکے۔ پیدل چلتے وقت بھی دوسروں کے راستے کا خیال رکھنا چاہئے۔

• بالخصوص تنگ گلیوں میں ٹہلنے ہوئے چلنا بھی لوگوں کیلئے تکلیف کا باعث بن سکتا ہے، چنانچہ اس سے اجتناب کریں۔

• جاگنگ ٹریک تیز رفتاری کیلئے بنائے جاتے ہیں، چنانچہ ان پر ٹہلنے سے گریز کریں۔ جاگنگ ٹریک پر ایسی سست رفتار کے ساتھ نہ چلیں کہ پیچھے سے آنے والوں کو تکلیف ہو۔

• سڑک پار کرنے سے پہلے ہمیشہ دونوں طرف دیکھ کر تسلی کریں کہ آنے والی ٹریفک کا آپ سے اتنا فاصلہ ہو کہ آپ باسانی سڑک پار کر سکیں۔

• موبائل فون کی سکرین پر نظریں جمائے ہوئے سڑک پار کرنا انتہائی خطرناک عمل ہے۔ اس سے جان بھی جاسکتی ہے۔

• اسی طرح سڑک پار کرتے وقت موبائل کی ہینڈ فری کان میں لگائے رکھنا بھی جان لیوا حد تک خطرناک ہو سکتا ہے کہ جب کوئی گاڑی آپ کو بچانے کیلئے ہارن بجا رہی ہو اور آپ اپنے کان میں بجنے والے میوزک کی وجہ سے اُس کے ہارن کی آواز نہ سن پائیں۔

اکثر کرمت چلیں۔

• راستے کے آداب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ہم غرور کے ساتھ اکثر کرم چلنے کی بجائے متانت اور عاجزی والا انداز اپنائیں، کیونکہ اللہ رب العزت اترانے والوں اور اکثر کرم چلنے والوں کو ناپسند کرتا ہے۔ (205)

(205) وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْسِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ

آداب زندگی... کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

قرآن مجید میں ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو لوگ اکثر چلتے ہیں کیا ان میں اتنی طاقت ہے کہ وہ اپنی رعونت کے زور سے زمین کو چیر پھاڑ دیں یا اترتے ہوئے پہاڑوں کی بلندی تک جا پہنچیں!! (206)

• اللہ رب العزت نے اپنے نیک بندوں کے چلنے کی عادت یوں بیان فرمائی ہے کہ وہ زمین پر آہستگی سے چلتے ہیں اور جب ان سے کوئی ناپسندیدہ بات کرے تو اس سے اُلجھنے کی بجائے سلامتی کی بات کرتے ہوئے الگ ہو جاتے ہیں۔ (207)

فَخُورٍ ﴿١٨﴾

(القرآن، لقمان، 18: 3)

”اور لوگوں سے (غور کے ساتھ) اپنا رخ نہ پھیر، اور زمین پر اکڑ کر مت چل، بیشک اللہ ہر منکبر، اتر کر چلنے والے کو ناپسند فرماتا ہے۔“

(206) وَلَا تَمْسِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّكَ لَن تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَن تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا ﴿٣٧﴾ كُلُّ ذَٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهُ وِعِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوهًا ﴿٣٨﴾
(القرآن، الإسراء، 17: 37، 38)

”اور زمین میں اکڑ کر مت چل، بیشک تو زمین کو (اپنی رعونت کے زور سے) ہرگز چیر نہیں سکتا اور نہ ہی ہرگز تو بلندی میں پہاڑوں کو پہنچ سکتا ہے (تو جو کچھ ہے وہی رہے گا) ان سب (مذکورہ) باتوں کی برائی تیرے رب کو بڑی ناپسند ہے۔“

(207) وَعِبَادُ الرَّحْمَنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا ﴿٣٩﴾

(القرآن، الفرقان، 25: 63)

”اور (خدائے) رحمان کے (مقبول) بندے وہ ہیں جو زمین پر آہستگی سے چلتے ہیں اور جب ان سے جاہل (اکھڑ) لوگ (ناپسندیدہ) بات کرتے ہیں تو وہ سلام کہتے (ہوئے الگ ہو جاتے) ہیں۔“

بلندی پہ کیسے چڑھیں، کیسے اتریں؟

- پہاڑی مقامات پر یا کسی اونچی جگہ پر چڑھتے ہوئے اللہ اکبر کہنا چاہئے۔ اسی طرح اترتے وقت پاؤں جما کر رکھیں اور سبحان اللہ کہیں۔
- گھر میں یا عوامی عمارتوں میں سیڑھیاں چڑھتے اترتے وقت بھی اسی طرح اللہ اکبر اور سبحان اللہ کہیں اور قدم جما کر رکھیں۔
- بعض لوگ سیڑھیاں چڑھتے اور اترتے وقت پاؤں زور سے مارتے ہیں جس سے نازیا آواز پیدا ہوتی ہے۔ ایسی حرکت سے نہ صرف دوسرے لوگ شور سے تنگ ہوتے ہیں بلکہ پاؤں زور سے مارنا ان کی اپنی صحت کیلئے بھی نقصان دہ ہوتا ہے۔
- سیڑھیوں سے اترتے وقت مرد کو آگے ہونا چاہئے جبکہ سیڑھیاں چڑھتے ہوئے خاتون کو آگے ہونا چاہئے۔ اگر آپ کسی انجان جگہ پر ہیں یا سیڑھیوں پر روشنی نہیں ہے تو مرد کو خاتون سے آگے چلنا چاہئے۔ اگر لفٹ کے ذریعے اوپر یا نیچے جانا ہو تو لفٹ کا بٹن مرد کو دباننا چاہئے۔

39) سفر کے آداب

- سفر شروع کرنے سے پہلے یہ دُعا پڑھ لینی چاہئے:
بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرِبٰتِهَا وَمُرْسَلٰتِهَا اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (208)
”اللہ ہی کے نام سے اس کا چلنا اور اس کا ٹھہرنا ہے۔“
پیشک میرا رب بڑا ہی بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔“

آداب زندگی... کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

سفر میں حفاظتی اقدامات اپنائیں۔

- تنہا طویل سفر سے اجتناب کرنا چاہئے، بالخصوص رات کے سفر میں کبھی اکیلے نہیں جانا چاہئے۔ خواتین کیلئے مزید احتیاط یہ ہے کہ حفاظتی نکتہ نظر سے وہ اپنے محرم کے ساتھ سفر کریں۔
- ٹیکسی / کیب میں سفر کے دوران حفاظتی نکتہ نظر سے آغاز میں ہی اپنی لوکیشن گھر والوں کو یا کسی قریبی دوست کو شیئر کر دینی چاہئے۔
- پبلک ٹرانسپورٹ میں اپنے سامان کا خیال رکھنا چاہئے اور کسی اجنبی سے کچھ لے کر نہیں کھانا چاہئے۔

مسافروں کی مدد کریں۔

- سفر کے آداب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ راستے سے گزرنے والوں کو پوچھنے پر درست راستہ بتایا جائے اور ناپینا کو سڑک پار کرنے میں مدد دی جائے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”کسی راستہ بھٹک جانے والے کو راستہ دکھانا تمہارے لئے صدقہ ہے۔ کسی ناپینا اور کم دیکھنے والے آدمی کو راستہ دکھانا (بھی) تمہارے لئے صدقہ ہے۔“ (209)
- اسی طرح کسی مسافر کو کوئی مشکل پیش آجائے تو اُس کی مدد کرنی چاہئے، جیسا کہ کسی کی بانیک پنچر ہو جائے تو اُسے پنچر لگانے والے تک پہنچنے میں مدد کی جائے یا راستہ بتا دیا جائے۔
- سفر کے دوران بزرگوں اور خواتین کا وزنی سامان اٹھانے میں اُن کی مدد کر سکیں تو ضرور کریں۔
- سفر کے دوران ٹرین یا بس وغیرہ میں سوار ہوتے وقت دھکم پیل سے اجتناب کریں اور بالخصوص بچوں، خواتین اور بزرگوں کو پہلے داخل ہونے کا موقع دیں۔
- بس یا ٹرین میں سفر کے دوران اگر کسی بزرگ یا خاتون کو بیٹھنے کیلئے سیٹ نہ ملے تو بچوں اور نوجوانوں کو چاہئے کہ انہیں اپنی سیٹ دے کر خود کھڑے ہو جائیں، یہ بھی صدقہ ہے۔

(209) ترمذی، السنن، رقم الحدیث: 1956

باب نمبر 2: معاشرتی زندگی کے آداب

- پبلک ٹرانسپورٹ میں سفر کے دوران صفائی کا خیال رکھنا چاہئے۔
- پبلک ٹرانسپورٹ میں دیگر مسافروں کی سہولت اور آرام کا خیال رکھیں۔ بلند آواز میں قہقہے لگانا، میوزک بجانا یا گاڑی میں گندگی پھیلانا سخت نازیبا حرکتیں ہیں، ان سے اجتناب کرنا چاہئے۔
- پبلک ٹرانسپورٹ میں داخل ہوتے وقت بھاری بیگ راستے میں نہ رکھیں، ورنہ کوئی مسافر ٹکرا کر گر سکتا ہے اور آپ کے سامان کو بھی نقصان پہنچ سکتا ہے۔
- پبلک ٹرانسپورٹ میں صرف ایک سیٹ پر بیٹھنا چاہئے، ایک سے زیادہ سیٹوں پر ٹانگیں چوڑی کر کے بیٹھنا سخت بیہودہ حرکت ہے۔

مسافروں کی مجبوری سے فائدہ نہ اٹھائیں۔

- سفر کا ایک ادب یہ بھی ہے کہ مسافروں کی مجبوری سے ناجائز فائدہ نہ اٹھایا جائے۔ شہروں سے دور شاہراہوں اور موٹروں وغیرہ پر ایشیائے خورونوش عام قیمتوں پر دستیاب ہوں۔ اسلام تو مسافر کو اتنا حق دیتا ہے کہ مالدار ہونے کے باوجود (سفر میں اپنے مال تک رسائی نہ ہونے کی صورت میں) مسافر زکوٰۃ بھی لے سکتا ہے، جبکہ ہمارے ہاں مسافروں کے ساتھ تعاون کرنے کی بجائے ان کا جائز حق بھی مارا جاتا ہے اور بسوں کے اڈوں اور شاہراہوں کے کنارے بنی دکانوں میں کھانے پینے کی اشیاء مہنگے داموں فروخت کی جاتی ہیں۔ اللہ رب العزت ہمیں ہدایت سے نوازے۔

ٹریفک قوانین پہ عملدرآمد کریں۔

- راستے کے حقوق میں اُس کا محفوظ و مأمون ہونا بھی شامل ہے، تاکہ لوگ وہاں سے بے خوف و خطر گزر سکیں۔ اس لئے راستے میں ایسا کوئی عمل کرنا ممنوع ہے جس کی وجہ سے راہگیروں کے جان و مال خطرے میں پڑنے کا امکان ہو۔ چنانچہ اس تناظر میں ٹریفک قوانین کی پاسداری راستے کے بنیادی حقوق میں شامل ہے۔

آداب زندگی... کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

- ٹریفک قوانین لوگوں کی جان کی حفاظت کیلئے بنائے جاتے ہیں۔ اپنے ملک کے مقامی قوانین کے مطابق اُن پر عملدرآمد کرنا بھی سفر کے آداب میں شامل ہے۔
- ٹریفک قوانین کی خلاف ورزی یا راستوں پر کوئی ایسی حرکت جو راہگیروں کی جان یا مال کیلئے خطرے یا پریشانی کا باعث بنے، جیسے وِن ویلنگ کرنا، سڑک پر ریس لگانا، خطرناک طریقے سے اوور ٹیک کرنا، بلا ضرورت تیز ہارن بجانا، ریڈ سگنل کرنا، سگنل پہ رکتے وقت زیرِ اکر اسنگ کے اوپر گاڑی روکنا اور فٹ پاتھ پہ ریڑھیاں لگانا، یہ سب نہ صرف قانوناً بلکہ شرعی اعتبار سے بھی قابلِ مواخذہ جرم ہیں۔
- اسلام کا ضابطہ یہ کہتا ہے کہ بڑی گاڑی والا چھوٹی گاڑی والے کا خیال رکھے۔ کار والا موٹر سائیکل والے کا خیال رکھے۔ موٹر سائیکل والا پیدل چلنے والوں کا خیال رکھے۔
- رات کو گاڑی کی ہیڈ لائٹس زیادہ تیز روشن کرنا سامنے سے آنے والوں کو دیکھنے کیلئے تکلیف کا باعث بنتا ہے، بلکہ بسا اوقات حادثات کا باعث بھی بن جاتا ہے۔ دوسروں کو ایسی اذیت میں مبتلا نہ کریں۔
- گاڑی کا ہارن بلاوجہ بار بار بجانا لوگوں کیلئے تکلیف کا باعث بنتا ہے، اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔
- ڈرائیونگ کے دوران فون استعمال کرنا جان لیوا ہو سکتا ہے، چنانچہ اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔
- وِن ویلنگ کے علاوہ موٹر سائیکل کو لہرانا، سائیکلسٹ نکال کر چلانا، بغیر ہیلمٹ چلانا دوسرے لوگوں کو اور اپنی جان کو بھی خطرے میں ڈالنے کے مترادف ہے۔ اس کے علاوہ بیک مرر اور اینڈیکیٹر کے بغیر موٹر سائیکل چلانے سے حادثات کا امکان بڑھ جاتا ہے، اس سے بھی اجتناب کرنا چاہئے۔
- سڑک پار کرنے والے کو دیکھ کر اپنی گاڑی کی رفتار کم کر کے اُسے موقع دینا کہ وہ آسانی کے ساتھ سڑک پار کر لے، یہ بھی صدقہ ہے۔

40) عوامی مقامات کے آداب

- گھر سے نکلنے سے پہلے اپنا حلیہ ٹھیک کر کے نکلیں۔ عوامی مقامات پر اپنے لباس کا خیال رکھیں اور نازیبا یا ادھورالباس پہن کر نہ جائیں۔ سیر کیلئے باہر جاتے ہوئے صاف اور آرام دہ کپڑوں اور جوتوں کا خیال رکھیں۔ بال صاف ستھرے اور کنگھی کئے ہوئے ہوں۔
- گلی محلے، پارک، مسجد، ہسپتال، میوزیم، چٹیا گھر، ہوٹل، اسٹیڈیم، سرکاری دفاتر اور پبلک ٹرانسپورٹ سمیت تمام عوامی مقامات (Public Places) پر دوسروں کا حق بھی تسلیم کریں اور انہیں بھی بہتر طریقے سے مستفید ہونے کا موقع دیں۔
- دوسروں کیلئے تکلیف کا باعث بننے والی غیر سماجی حرکتیں کرنے سے اجتناب کریں۔ عوامی مقامات پر شور شرابا کر کے لوگوں کے سکون کو برباد کرنا نہایت بد اخلاقی والا عمل ہے، اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔ اسی طرح بلند آواز میں میوزک چلانا بھی نازیبا عمل ہے۔ ایسے مقامات پر چھیڑ چھاڑ اور لڑائی جھگڑا کر کے ماحول خراب نہ کریں۔
- عوامی گزرگاہوں پر قبضہ کر کے لوگوں کے گزرنے کا راستہ مسدود کر دینا بھی بُری عادت ہے، اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔
- باغات، پارکس اور سڑکوں کے درمیان بنائی گئی گھاس کی پٹی کو عبور کرتے وقت طے کردہ راستوں پر چلیں۔ گھاس پر چل کر اُس میں سے پگڈنڈیاں بنا لینے سے گھاس خراب ہو جاتی ہے، ایسا مت کریں۔
- پارک وغیرہ میں چلتے وقت دوسروں سے تھوڑا فاصلہ رکھ کر چلیں تاکہ وہ ڈسٹرب نہ ہوں۔ فٹ پاتھ پر زیادہ رش میں چلتے وقت اپنی حفاظت کو بھی یقینی بنائیں اور دوسروں سے محتاط فاصلہ بھی رکھیں۔
- عوامی مقامات پر چھوٹے بچوں، بزرگوں اور خواتین کا خاص خیال رکھیں۔ تنگ گزرگاہ سے گزرنے کیلئے

آداب زندگی... کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

پہلے انہیں موقع دیں۔

• سڑک، اسٹیشن اور دیگر پُرہجوم عوامی مقامات پر بوڑھوں، بچوں اور خواتین کا خاص خیال رکھیں اور ضرورت پڑنے پر اُن کی ہر ممکن مدد کریں۔

• اگر دو مرد ایک عورت کے ساتھ اکٹھے چل رہے ہوں تو عورت کو درمیان میں ہونا چاہئے۔

• اگر کسی عوامی مقام پر کچھ لوگ آپس میں بات چیت کر رہے ہوں تو اُن میں دخل اندازی کرنا یا بن بلائے اُن میں سے کسی ایک کے حق میں دلیل دے کر دوسرے کو ہر ادینا قطعی طور پر درست عمل نہیں ہے۔

• اگر آپ سے کوئی سوال پوچھا جائے تو آپ کو غور سے سُننا چاہئے اور اُس کا جواب دینا چاہئے۔

• عوامی مقامات پر اگر کوئی بچہ اپنے والدین کے ساتھ ضد کر رہا ہو تو مسلسل اُس کی طرف دیکھتے ہوئے والدین کو شرمندہ نہ کریں۔

• ٹکٹ لینے کیلئے قطار میں کھڑے ہوں اور پہلے آنے والوں کو پہلے ٹکٹ خریدنے کا موقع دیں۔

• دُکان میں داخل ہونے سے پہلے باہر نکلنے والوں کو موقع دیں اور اُس کے بعد خود آندر داخل ہوں۔

• ڈاکٹر کے ہاں اپنی باری کا انتظار کرتے وقت اپنے موبائل فون کی بیل کو بند رکھیں۔

• جب کسی ہوٹل میں کچھ لوگ کسی میز پر بیٹھے ہوں تو اُن کے ساتھ بیٹھنے کی بجائے کسی اور میز پر بیٹھنا چاہئے۔ اگر کوئی میز بھی خالی نہ ہو تو ایسی میز کی طرف جانا چاہئے جس پر سب سے کم لوگ ہوں یا جو لوگ کھانا ختم کر کے اُٹھنے والے ہوں۔ اُن کے ساتھ بیٹھنے سے پہلے بھی اجازت ضرور لینا چاہئے۔

• عوامی مقامات پر سرعام تھوکنے، دُوسروں کو تکلیف میں مبتلا کر سکتا ہے۔ اسی طرح تمباکو نوشی کرنے والوں کو دُوسرے لوگوں کا خیال رکھنا چاہئے اور عوامی مقامات پر سنگریٹ نوشی نہیں کرنی چاہئے۔

باب نمبر 2: معاشرتی زندگی کے آداب

- عوامی مقامات پر صفائی ستھرائی کا خصوصی خیال رکھنا چاہئے۔ اگر کچھ کھائیں تو اُس کے چھلکے یا پیکنگ کوڑا دان کے علاوہ کہیں مت گرائیں۔
- تفریحی مقامات، جھیلوں اور ندی نالوں کے پاس پنک منانے کے دوران اپنا کچر اور چھلکے وغیرہ کوڑا دان میں ڈالیں۔ اگر ایسے مقام پر کوڑا دان نہ ملے تو کچرے کو لوگوں کے بیٹھنے کی جگہ سے دُور کسی کونے میں رکھ دینا چاہئے۔
- چلتی گاڑی سے کسی قسم کے چھلکے وغیرہ باہر مت پھینکیں، اُنہیں گاڑی میں ہی رکھیں اور جب گاڑی کہیں رُکے تو اُنہیں کوڑا دان میں ڈال دیں۔ اگر سفر کے دوران چھلکوں کو گاڑی سے نکالنا ضروری ہو تو گاڑی کو سڑک کی ایک جانب روک کر چھلکے باہر کسی کوڑے دان یا ایسی جگہ پر رکھ دیں جہاں سے وہ اُڑ کر سڑک کے اوپر نہ آسکیں۔
- عوامی مقامات پر اجنبیوں کے ساتھ معاملہ کرتے وقت ”براہ مہربانی“، ”شکریہ“ اور ”معذرت“ جیسے جادوئی الفاظ استعمال کریں اور ان کا خوشگوار نتیجہ دیکھیں۔

4I عمومی معاشرتی آداب

- اپنے بہن بھائیوں اور دوستوں کی اچھی عادتیں خود بھی اپنانے کی کوشش کریں اور اُن کی بری عادتوں کو چھوڑنے میں اُن کی مدد کریں۔ دُوسروں کی بری عادتوں پر ایسا رویہ نہ اپنائیں جس سے اُن کی وہ عادت ختم ہونے کی بجائے ضد میں آکر مزید پختہ ہو جائے۔
- کبھی کسی کو اُس کی کسی کمزوری کا طعنہ مت دیں۔
- والدین اور اساتذہ کے ساتھ کسی معاملے میں مقابلہ بازی نہ کریں۔
- بڑے کسی مجلس میں بات کر رہے ہوں تو اُنہیں بچ میں ٹوک کر اپنی بات نہ کریں۔

آداب زندگی... کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

- کسی کی دوستی اور محبت میں اتنا آگے نہ بڑھ جائیں کہ اللہ کے بنائے ہوئے رشتوں کے آداب کو بھول ہی جائیں۔
- کوئی معافی مانگے یا نہ مانگے، ہر کسی کو معاف کرنے کی عادت اپنائیں تاکہ اللہ بھی ہمیں معاف کر دے۔
- دُوسروں سے ملاقات کے وقت اپنے چہرے پہ بشاشت لائیں، کیونکہ دُوسروں کو مسکرا کر ملنا بھی صدقہ ہے۔ (210)
- بندہ اپنی صحبت سے پہچانا جاتا ہے۔ نیک سیرت لوگوں سے دوستی لگانے والا بندہ خود بھی نیک سیرت بن جاتا ہے، جبکہ بد کردار لوگوں کے ساتھ دوستی کرنے سے بندے کا اپنا کردار بھی بُرا ہو جاتا ہے۔ سادہ سی مثال ہے کہ سمو کر کی دوستی سمو کر بنائے یا نہ بنائے اُس کے منہ سے نکلنے والا سگریٹ کا دُھواں اُس کے ماحول میں سانس لینے والوں کو نقصان ضرور پہنچاتا ہے۔
- دُوسروں میں خوبیاں ڈھونڈنا بھی ایک خوبی ہے اور دُوسروں کے عیب ڈھونڈنا بھی ایک عیب ہے۔ اچھے کردار کے حامل لوگ دُوسروں کے ساتھ ہمیشہ بھلائی کے ساتھ پیش آتے ہیں اور بدلے میں اچھا صلہ نہ ملنے کے باوجود گلہ شکوہ نہیں کرتے اور صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتے۔
- اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو اُن کی خوبیوں اور خامیوں کے ساتھ تسلیم کریں۔ دُوسروں کی غلطیوں پر اُن کے ساتھ لڑنے کی بجائے اُن کی چھوٹی موٹی کمزوریاں برداشت کرنے کی عادت ڈالیں، ورنہ آپ دُنیا میں اکیلے رہ جائیں گے۔
- دوستوں اور رشتہ داروں کے طرزِ عمل سے تنگ آ کر (سوشل میڈیا پر) گلے شکوے کرنے کی بجائے

(210) تَبَسُّمُكَ فِي وَجْهِ أَخِيكَ لَكَ صَدَقَةٌ

(ترمذی، السنن، رقم الحدیث: 1956)

”اپنے بھائی کے سامنے تمہارا مسکراتا تمہارے لئے صدقہ ہے۔“

باب نمبر 2: معاشرتی زندگی کے آداب

اللہ سے لو لگائیں، اُسی کی رضا میں راضی رہنے کی کوشش کریں اور اپنا ہر معاملہ اُسی کے ساتھ شیئر کریں۔ صبح و شام اللہ تعالیٰ کے ساتھ باتیں کریں، ہر معاملے میں خود کلامی کی حد تک اُسی کے ساتھ سرگوشیاں کریں۔ آپ کو ایسا سکون ملے گا کہ آپ دُوسروں کا طرزِ عمل بھول جائیں گے اور آپ کو گلہ شکوہ کرنے کا موقع ہی نہیں ملے گا۔ دُعا اللہ رب العزت کے ساتھ ہمکلام ہونے کا بہترین ذریعہ ہے۔

• اللہ رب العزت پر توکل کرنا، اُس کے فیصلے پر راضی رہنا، اُس کے امر کو تسلیم کرنا اور اپنے معاملات کو اُس کے سپرد کرنا ہی ایمان ہے۔

• دُوسروں کو خوش کرنا اور اُن کیلئے آسانیاں پیدا کرنا باعثِ ثواب ہے، جبکہ دُوسروں کو دُکھ پہنچانا اور اُن کیلئے پریشانیاں پیدا کرنا باعثِ گناہ ہے، چنانچہ اس سے بچنا چاہئے۔

• ایسی شرارتوں سے اجتناب کریں جو دُوسروں کیلئے تکلیف کا باعث ہوں۔ صرف ایسی شرارتیں کی جاسکتی ہیں جن سے کسی کا نقصان نہ ہو، بلکہ ایسی شرارتیں بھی تو کی جاسکتی ہیں کہ جن سے سب حیران رہ جائیں اور آپ کو داد دیئے بغیر نہ رہ سکیں۔

باب نمبر 3

عبادت و بندگی کے آداب

اس باب کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ بچوں کو بچپن سے ہی اللہ رب العزت کے ساتھ ایک مضبوط تعلق اپنانے کی ترغیب دی جائے۔ وہ اس بات کو سمجھ سکیں کہ انہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیسا حُسنِ بندگی رکھنا چاہئے۔ یوں یہ عادتیں پختہ ہو کر انہیں اللہ رب العزت کا نیک بندہ بننے میں مدد دیں۔

42) قرآن مجید کے آداب

- اللہ رب العزت کے ساتھ اپنا تعلق بندگی پختہ کرنے کیلئے اُس کے کلام یعنی قرآن مجید کو پڑھنے اور سمجھنے کو اپنا معمول بنانا بہت ضروری ہے۔
- جس طرح قرآن مجید کی تلاوت اہم ہے اسی طرح اُس کا ترجمہ سمجھنا بھی بہت ضروری ہے۔ اگر ہم قرآن مجید کو سمجھ کر نہیں پڑھتے تو گویا ہم قرآن مجید کو پڑھنے کا مقصد ضائع کر دیتے ہیں۔ قرآن مجید میں ایسی بیشمار آیات موجود ہیں جن میں اُس کے معنی پر غور و فکر کرنے اور سمجھنے کا حکم دیا گیا ہے، مگر ہم معنی پہ غور کئے بغیر روانی میں پڑھتے ہی چلے جاتے ہیں۔ پھر سوچتے ہیں کہ ہمارے حالات کیوں نہیں بدلتے اور ہماری عبادات کا ہم پر اثر کیوں نہیں ہوتا! (211)
- قرآن مجید کا ادب یقیناً باعثِ برکت ہے، مگر صرف ادب پہ اکتفا کرنا اور اُس کی تعلیمات کو عمل میں ڈھالنے کی کوشش نہ کرنا اُس کی برکت کو ختم کر دیتا ہے۔ قرآن مجید پر غلاف چڑھا کر ادبِ الماری میں سب سے اونچے خانے میں رکھ دینا کہ بعد میں اٹھانے کو ہاتھ بھی نہ پہنچے ادب نہیں بلکہ جہالت ہے۔ قرآن مجید کو بچوں کی پہنچ میں رکھیں تاکہ مطالعہ قرآن اُن کا معمول بن سکے۔
- چھوٹے اور نابالغ بچوں کو قرآن مجید کے پکڑنے اور پڑھنے کیلئے وضو کی عادت ڈالنی چاہئے، تاہم صرف بچوں کے بے وضو ہونے کے خدشے سے قرآن مجید کو اُن کی پہنچ سے دُور نہیں کرنا چاہئے۔ اگر چھوٹے

(211) اَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا قَدْ بَيَّنَّا لَكُمْ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿١٧﴾
(القرآن، الحديد، 57: 17)

”جان لو کہ اللہ ہی زمین کو اُس کی مُردنی کے بعد زندہ کرتا ہے، اور بیشک ہم نے تمہارے لئے نشانیاں واضح کر دی ہیں تاکہ تم عقل سے کام لو۔“

بچے بے وضو بھی قرآن مجید کو چھولیں تو یہ جائز ہے۔ نابالغ بچوں کا بے وضو قرآن مجید کو چھولنا منع نہیں ہے، لہذا ہمیں چاہئے کہ بچوں کو مطالعہ قرآن کی عادت ڈالنے کیلئے ایک عدد مترجم قرآن مجید کو بچوں کی لائبریری کا لازمی حصہ بنائیں اور انہیں ترجمہ کے ساتھ قرآن مجید پڑھنے کی عادت ڈالیں۔

● ہماری قوم کی اکثریت صرف رمضان المبارک میں قرآن مجید پڑھتی اور نماز تراویح کے دوران سنتی ہے۔ معانی پر غور کئے بغیر انتہائی تیز رفتار سے پڑھنے اور پھر سارا سال قرآن مجید کو بند کر کے رکھ دینے ہی کی وجہ سے ہماری قومی حالت نہیں بدلتی۔ اس سے بہتر ہوتا کہ ہم سارا سال روزانہ کی بنیاد پر باقاعدگی کے ساتھ صرف ایک رکوع یا چند آیات مع ترجمہ پڑھ کر انہیں سمجھتے اور اپنے عمل میں ڈھالنے کی کوشش کرتے۔ قرآن مجید کے ہر حرف کو پڑھنے سے 10 نیکیاں ملتی ہیں، جبکہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ قرآن مجید کی صرف ایک آیت کو سمجھ کر پڑھنا 100 رکعت نفل نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ (212) حساب لگائیں تو 1000 رکعت نماز میں کم از کم 200 بڑی یا 600 چھوٹی آیات پڑھی جاتی ہیں، گویا اس حدیث مبارکہ کے مطابق قرآن مجید کی صرف ایک آیت کو سمجھ کر پڑھنا 200 سے 600 گنا زیادہ ثواب کا باعث ہے۔

● قرآن مجید اللہ رب العزت کا کلام ہے، جو مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اسے محض کتابِ ثواب بنا لینے والے اگر اپنی زندگی میں اسے کتابِ انقلاب کے طور پر اپنائیں تو اُمت کے حالات بدل سکتے ہیں۔

● آزادی حاصل کر لینے کے باوجود بحیثیت قوم ہم ذہنی غلامی سے نہیں نکل سکتے اور اپنی زندگی کے معاشی، سیاسی، سماجی، تعلیمی الغرض ہر شعبہ کو مغربی قوموں کے نظام کے مطابق چلا رہے ہیں اور اللہ رب العزت کا عطا کردہ نظام صرف ثواب اور برکت تک محدود کر کے الماری کے سب سے اوپر والے خانے میں رکھا ہوا ہے۔ ہماری حالت اُس غریب بڑھیا جیسی ہے جس کا بیٹا بیرون ملک سے ہر ماہ باقاعدگی کے ساتھ رقم بھیجتا رہا اور وہ بڑھیا اُسے برکت کیلئے دیواروں پہ چسپاں کر دیتی اور خود بھیک

(212) ابن ماجہ، السنن، I / 79، رقم الحدیث: 219

مانگنے کیلئے نکل پڑتی۔

- قرآن مجید کی تعلیمات تو ہمیں یہ ترتیب سکھاتی ہیں کہ پہلے دُنیا اور پھر آخرت کی بھلائی تلاش کریں، تبھی عذاب سے رہائی ممکن ہے، (2I3) مگر ہم نے دُنیا میں کفر کا نظام اپنا لیا اور قرآن مجید کو ثواب کی کتاب بنا کر صرف آخرت تک محدود کر دیا۔ گویا ہم نے اپنا آدھا دین خود اپنے ہاتھوں ضائع کر دیا اور آج اقوام عالم میں ذلت کی زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ ہمیں یہ سمجھنا ہو گا کہ جو قرآن ہماری دُنیا کو نہیں سنوار سکتا اُس سے صرف آخرت کے سنور جانے کی توقع کیوں کر کی جاسکتی ہے!!
- قرآن مجید کو ترجمہ کے ساتھ پڑھنے اور سمجھنے کیلئے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا ترجمہ ”عرفان القرآن“ مطالعہ فرمائیں، جو ترجمہ ہونے کے ساتھ ساتھ تفسیری شان کا بھی حامل ہے اور عام قاری کو ایک حد تک تفسیر کی ضرورت سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ www.irfan-ul-quran.com
- عموماً دیکھنے میں آیا ہے کہ شہید ہو جانے والے قرآن مجید کے اوراق رکھنے کیلئے لوگ گلی کی نکل پر لگے بجلی کے کھمبوں کے ساتھ ایک باکس لگا دیتے ہیں۔ لگانے والے انہیں لگا کر بھول جاتے ہیں اور لوگ اُن میں اوراق ڈال ڈال کر انہیں بھر دیتے ہیں۔ پھر بارش اور آندھی کے موسم میں وہ اوراق قرآنی ہوا سے اڑ کر سڑک پر بکھر رہے ہوتے ہیں، یوں ہماری حماقتوں سے ادب کی بجائے اُلٹا بے ادبی کا سامان ہو رہا ہوتا ہے۔ قرآن مجید کے شہید اوراق کی بے ادبائی سے بچنے کیلئے بہترین ادب یہ ہو سکتا ہے کہ انہیں اکٹھا کرنے کیلئے ہر مسجد میں ایک مخصوص باکس رکھا جائے، جس میں اکٹھے ہونے والے اوراق ہر ماہ ری سائیکلنگ کیلئے بھجوا دیئے جائیں۔

(2I3) رَبَّنَا عَاتِبْنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ
(القرآن، البقرة، 2: 201)

”اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا میں (بھی) بھلائی عطا فرما اور آخرت میں (بھی) بھلائی سے نوازا اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ۔“

43) مسجد کے آداب

- مساجد کی عزت اور تعظیم کیلئے اُن کے آداب کو پیش رکھنا ضروری ہے۔ مسجد میں داخل ہونے سے پہلے موبائل فون کی بیل آف کر دیا کریں۔
- مساجد کا سب سے پہلا آداب اُنہیں قائم کرنا اور آباد رکھنا ہے۔ یہ سعادت اللہ رب العزت اپنے اُن بندوں کو عطا فرماتا ہے جو اُس کی طرف سے ہدایت یافتہ ہوتے ہیں۔ اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: ”اللہ کی مسجدیں صرف وہی آباد کر سکتا ہے جو اللہ پر اور یومِ آخرت پر ایمان لایا اور اُس نے نماز قائم کی اور زکوٰۃ ادا کی اور اللہ کے سوا (کسی سے) نہ ڈرا۔ سو اُمید ہے کہ یہی لوگ ہدایت پانے والوں میں ہو جائیں گے۔“ (214)
- مساجد کی آباد کاری کا ایک آداب یہ بھی ہے کہ ہر علاقے کی مسجد اُس علاقے کے گھروں کے حساب سے خوبصورت اور باسہولت ہو۔ مثلاً اگر کسی علاقے میں متمول لوگ رہتے ہوں اور وہاں ہر گھر میں AC موجود ہو تو اُنہیں چاہئے کہ مسجد میں بھی AC کا انتظام کریں تاکہ وہ لوگ مسجد میں نماز ادا کرنے میں دقت محسوس نہ کریں۔ اسی طرح گاؤں کی مسجد بھی گاؤں کے گھروں میں سب سے بہترین حالت میں ہونی چاہئے۔
- مساجد اللہ رب العزت کا گھر ہیں۔ وہاں اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت کرنا جائز نہیں۔ (215)
- مسجد جانے والے کا جسم اور لباس پاک صاف ہونا چاہئے۔ گھر میں پانی کی سہولت موجود ہو تو بہتر ہے کہ

(214) القرآن، التوبہ، 9: 18

(215) وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا ﴿١٨﴾

(القرآن، الجن، 72: 18)

”اور یہ کہ سجدہ گاہیں اللہ کیلئے (مخصوص) ہیں، سو اللہ کے ساتھ کسی اور کی پرستش مت کیا کرو۔“

گھر سے با وضو ہو کر مسجد جائیں۔

- مسجد میں داخل ہونے کے بعد دو رکعت نفل پڑھنا سنت ہے، اسے تحیۃ المسجد کہتے ہیں۔
- مسجد میں خوشبو لگا کر جانا چاہئے؛ اور کسی قسم کی کوئی بدبودار چیز ساتھ لے کر نہیں جانا چاہئے۔
- اسی طرح اگر مسجد جانے سے پہلے کوئی ناگوار چیز پیاز یا لہسن وغیرہ کھائی ہو تو مسواک یا برش کے ساتھ منہ صاف کر کے جانا چاہئے۔ ماؤتھ واش بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے مسجد میں آنے سے قبل بدبو پیدا کرنے والی تمام چیزوں کے استعمال سے منع فرمایا۔ (216)
- مسجد کی صفائی کا خاص خیال رکھنا چاہئے۔ اللہ رب العزت نے اپنے برگزیدہ انبیاء کو حکم دیا کہ میرے گھر کو پاک صاف رکھو۔ ”اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل (علیہما السلام) کو تاکید فرمائی کہ میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رُکوع و سجد کرنے والوں کیلئے پاک (صاف) کر دو۔“ (217) چنانچہ مساجد کو پاک صاف رکھنا انبیاء کی سنت ہے۔
- مسجد کی ہفتہ وار اور ماہانہ صفائی کا اہتمام باقاعدگی کے ساتھ کیا جائے۔ مسجد اللہ کا گھر ہے، اُسے ارد گرد بسنے والے لوگوں کے گھروں سے زیادہ صاف ستھری نظر آنا چاہئے۔
- گنجائش ہو تو مسجد کے صحن میں کھیا ریاں بنا کر اُسے سبزے اور پھولوں کے ساتھ مزین کیا جائے۔
- اللہ رب العزت نے مساجد کیلئے زیب و زینت اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ ہمیں مسجد جانے سے پہلے مناسب زینت اختیار کرنی چاہئے۔ (218)

(216) بخاری، الصحيح، رقم الحدیث: 853

(217) القرآن، البقرة، 2: 125

(218) يَبْنِيْ عَادَمَ حُدُوًا زَيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ

(القرآن، الأعراف، 7: 31)

”اے اولادِ آدم! تم ہر نماز کے وقت اپنا لباس زینت (پہن) لیا کرو۔“

آداب زندگی... کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

- حضور نبی اکرم ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا کہ جمعہ اور عیدین جیسے بڑے اجتماعات کے موقع پر غسل کر کے، صاف ستھرے کپڑے پہن کر، دانت صاف کر کے اور خوشبو لگا کر مسجد جائیں۔ (219)
- مسجد میں تھوکنایا ناک کا فضلہ پھینکنا جائز نہیں۔ اگر کسی کو حاجت ہو تو اُسے وضو خانہ چلے جانا چاہئے تاکہ نمازیوں کو تکلیف نہ ہو۔
- مسجد میں دیر سے آنے والوں کو چاہئے کہ وہ اگلی صف میں جانے کیلئے لوگوں کے کندھے نہ پھلانگیں۔ اگلی صف میں جانے کی بجائے انہیں پچھلی صف میں ہی بیٹھ جانا چاہئے۔
- مسجد کو صرف ذکرِ الہی اور لوگوں کی تعلیم و تربیت جیسے اعلیٰ دینی مقاصد کیلئے استعمال کیا جائے۔ مسجد میں زیادہ سے زیادہ وقت نماز، نوافل اور تلاوتِ قرآن میں صرف کیا جائے۔
- جب دوسرے لوگ مسجد میں نماز پڑھ رہے ہوں تو بلند آواز سے ذکر کرنا حتیٰ کہ تلاوتِ قرآن مجید بھی آداب کے خلاف ہے، کیونکہ اُس سے دُوسروں کی عبادت میں خلل پڑتا ہے۔
- اگر مسجد میں کوئی بات کرنا پڑے تو آہستہ سے کی جائے تاکہ دُوسروں کی عبادت میں خلل نہ ہو۔
- مسجد میں غیر ضروری اور دُنیاوی باتوں سے پرہیز کرنا چاہئے۔
- مسجد میں کوئی ایسی گفتگو نہ کی جائے جس سے دُوسروں کی تحقیر ہوتی ہو، نہ ہی کوئی ایسی حرکت کی جائے جو دُوسروں کی اذیت کا باعث ہو۔
- مسجد میں بجلی، پانی اور دیگر وسائل کو ضائع کرنا خلافِ ادب ہے۔
- مسجد کے اندر لا کر کوئی چیز بیچنا یا خریدنا جائز نہیں۔

مسجد آنے جانے کے آداب

- مسجد کا راستہ صاف ستھرا رکھیں، تاکہ نمازیوں کو آنے جانے میں دقت نہ ہو۔
- مسجد جاتے ہوئے وقار اور ادب کو مد نظر رکھیں۔ مسجد کے قریب اونچی آواز میں باتیں نہ کی جائیں۔
- مسجد میں داخل ہوتے ہوئے پہلے دایاں پاؤں اندر رکھیں اور یہ دعا پڑھیں:
اللَّهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ
”یا اللہ میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔“
- مسجد میں باہر نکلتے ہوئے پہلے بائیں پاؤں باہر رکھیں اور یہ دعا پڑھیں:
اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ وَرَحْمَتِكَ
”یا اللہ میں تجھ سے تیرے فضل اور رحمت کا طلبگار ہوں۔“
- اہل محلہ کو چاہئے کہ وہ مسجد کے قریب پارکنگ کا مناسب انتظام کریں، جہاں نمازی اپنی گاڑیاں پارک کر سکیں۔ پارکنگ کی جگہ ایسی ہونی چاہئے جس سے راستے سے گزرنے والوں کو کسی تکلیف کا سامنا نہ کرنا پڑے۔
- مسجد کے قریب کسی قسم کی ایسی تجاوزات قائم نہ ہونے دیں جس سے نمازیوں اور راہگیروں کو تکلیف کا سامنا کرنا پڑے۔
- عموماً دیکھنے میں آتا ہے کہ مسجد کی آمدن کیلئے بیرونی اطراف میں دکانیں بنا کر کرائے پر دے دی جاتی ہیں۔ کوشش کرنی چاہئے کہ وہ دکانیں ایسی نہ ہوں جن پر ہر وقت رش لگا رہے اور نمازیوں کو آنے جانے میں دقت ہو یا جہاں میوزک بجنے سے نمازیوں کی یکسوئی میں خلل واقع ہو۔

وضو خانہ کے آداب

- وضو خانہ مسجد میں دروازے کے پاس ہی بنانا چاہئے اور اُس کی صفائی کا خاص خیال رکھیں۔
- وضو خانہ کا فرش ایسا ہو جس پر لوگ وضو کے بعد گیلے پاؤں کے ساتھ گزریں تو پھسل کر گر نہ جائیں۔
- کوشش کی جائے کہ وضو خانہ کھلا اور ہوادار بنایا جائے، تاہم اگر مجبوراً ہوادار بنانا ممکن نہ ہو تو جس کے موسم میں بطور خاص ایگزاسٹ فین کا خصوصی انتظام ضرور موجود ہو۔
- وضو خانہ کی ٹونیاں ایسی ہوں کہ وضو کے دوران پانی کی چھینٹیں نہ اڑنے پائیں۔ اسی طرح اُن میں سے پانی کا اخراج بھی اتنی زیادہ تیزی سے نہ ہونے پائے کہ پانی ضائع ہوتا رہے۔
- وضو کیلئے استعمال ہونے والے پانی کو مسجد کے گرد و نواح میں سبزہ اگانے کیلئے استعمال کیا جائے تو ہریالی سے ماحول کو خوشگوار بنایا جاسکتا ہے۔

نماز باجماعت کے دوران آداب

- مسجد میں نماز باجماعت کے دوران صفوں کا سیدھا ہونا ضروری ہے۔ نماز میں صفیں یوں سیدھی بنائی جائیں کہ تمام نمازیوں کے کندھے اور گردنیں ایک دوسرے کی سیدھ میں ہوں۔ (مزید تفصیل کیلئے نماز کے آداب دیکھئے۔)
- نماز میں تاخیر ہو جائے تو وقار کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب نماز کھڑی ہو جائے تو اُس میں دوڑ کر شامل نہ ہو کرو بلکہ وقار اور اطمینان سے چل کر آؤ۔ نماز کا جو حصہ امام کے ساتھ مل جائے وہ پڑھ لو اور جو رہ جائے اُسے بعد میں پورا کر لو۔ (220)
- مسجد میں جماعت گزر جانے کے بعد اکیلے نماز پڑھتے وقت کوشش کرنی چاہئے کہ دوسرے نمازیوں کے پاس ہی نماز پڑھی جائے تاکہ الگ پنکھانہ چلانا پڑے۔ تاہم اُن نمازیوں سے مناسب فاصلہ رکھنا

باب نمبر 3: عبادت و بندگی کے آداب

چاہئے اور دُوسروں کی پرائیویسی میں مغل نہیں ہونا چاہئے تاکہ ہر کوئی یکسوئی کے ساتھ عبادت کر سکے۔

- جب لوگ نماز پڑھ رہے ہوں تو ان کے سامنے سے گزرنا خلاف ادب ہے۔ تاہم اگر گزرنے کیلئے اور کوئی راستہ موجود نہ ہو تو نمازی کے آگے سترہ (رکاوٹ) رکھ کر نکل جائیں۔ سترہ نہ ہونے کی صورت میں کم از کم تین صفوں کی مقدار فاصلہ چھوڑ کر نمازی کے آگے سے گزر سکتے ہیں۔

مسجد کو مرکزِ فلاحِ عامہ بنائیں۔

- دورِ نبوی میں مسجدیں فلاحِ عامہ کے مراکز ہوا کرتی تھی۔ صرف نمازوں کے اوقات میں کھولنے اور نماز کے بعد تالے لگانے کا دستور نہیں ہوتا تھا۔ اُس زمانے کی مساجد بیک وقت عبادت گاہ بھی تھیں اور فلاح و بہبود کے مراکز بھی۔ حتیٰ کہ مسافر بھی آتے تو اکثر مساجد ہی میں قیام کرتے تھے۔ اگر ہم مساجد کو پھر سے مراکزِ فلاح بنادیں تو ہمارا معاشرہ ایک بہترین فلاحی معاشرے میں تبدیل ہو سکتا ہے۔
- بے روزگاروں کو بھکاری بننے سے بچانے کیلئے اُن کیلئے مساجد میں پیشہ ورانہ تربیتی کورسز کا انتظام کروایا جاسکتا ہے۔ بڑھئی، الیکٹریشن، پلمبر اور کمپیوٹر آپریٹنگ جیسے تین سے چھ ماہ کے کورسز کر کے لوگ باعزت روزگار کما سکتے ہیں۔
- ہر مسجد کے ساتھ بیرونی طرف پبلک واش روم قائم کئے جائیں، جو دن رات عوام الناس کے استعمال کیلئے کھلے ہوں، جنہیں لوگ بلا تفریق مذہب استعمال کر سکیں۔
- مساجد میں بیرونی طرف پبلک واٹر فلٹر لگائے جائیں، جہاں سے پانی حاصل کرنے کیلئے مسجد میں داخل ہونا ضروری نہ ہو۔ اہل علاقہ فلٹر کا صاف پانی بھر کر گھروں کو لے جاسکیں۔ راگبیر وہیں لگے ہوئے واٹر کولر سے ٹھنڈا پانی پی سکیں۔
- غرباء و مساکین کیلئے مسجدوں کے ساتھ مفت دسترخوان قائم کئے جائیں، جہاں مخیر حضرات کے تعاون سے دو وقت کے کھانے کا انتظام ہو۔

آداب زندگی... کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

- بیماروں کیلئے ہر مسجد کے ساتھ ایک مفت میڈیکل یونٹ / فارمیسی کا انتظام کیا جاسکتا ہے، جہاں چیک اپ کیلئے ڈاکٹر بھی موجود ہوں۔
- مساجد کے ساتھ ”مسجد میرج ہال“ (یعنی نکاح گھر) قائم کئے جائیں، جہاں کے بابرکت ماحول میں گردونواح کے ملین اپنی بچیوں کے نکاح کی تقریب منعقد کر سکیں۔ اس سے نہ صرف زندگی کو دُشوار بنانے والے رسوم و رواج سے جان چھوٹے گی بلکہ نکاح آسان ہو جائے گا اور معاشرے سے بے حیائی اور زنا کا خاتمہ ہو سکے گا۔
- غرباء اور مستحقین کی بچیوں کیلئے شادیوں کی اجتماعی تقاریب کا انتظام بھی کیا جاسکتا ہے، جن کی شادی کے اخراجات مخیر حضرات کے تعاون سے پورے کئے جائیں۔
- غریبوں، معذوروں، یتیموں اور بیواؤں کو بھیک سے بچانے اور ان کی باعزت کفالت کیلئے مساجد میں بیت المال قائم کئے جاسکتے ہیں۔
- لوگوں کو ترغیب دے کر نئے اور استعمال شدہ کپڑے، جوتے اور یونیفارم بھی رکھے جاسکتے ہیں، جنہیں ضرورت مند لوگ حاصل کر کے اپنی ضرورت پوری کر سکیں۔
- نوجوانوں کو نشے جیسی لعنت سے بچانے اور ان کیلئے صحتمند سرگرمیاں مہیا کرنے کیلئے مسجد سپورٹس کلب کا انتظام بھی کیا جاسکتا ہے۔
- شہید قرآن مجید کے صفحات رکھنے کیلئے ہر مسجد میں ایک مخصوص باکس رکھا جاسکتا ہے، جس میں اکٹھے ہونے والے اوراق کو ری سائیکلنگ کیلئے بھجوا دیا جائے۔ (مزید تفصیل کیلئے قرآن مجید کے آداب دیکھیں۔)

مسجد کا سٹاف کیسا ہو؟

- ہر مسجد میں پانچ سے سات رکنی انتظامیہ کمیٹی ہونی چاہئے جو مسجد کا انتظام و انصرام سنبھالے، نمازیوں

کیلئے سہولیات کا خیال رکھے اور اخراجات وغیرہ کا انتظام کر سکے۔

• کسی بھی مسجد کے اچھے انتظام و انصرام کا انحصار اُس کی انتظامیہ کی صلاحیتوں اور جمع ہونے والے وسائل پر ہوتا ہے۔ چنانچہ علاقے کے باصلاحیت افراد کو اپنی خدمات پیش کرنی چاہئیں۔ بلاشبہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کو جمع کرنے والی اس خدمت کا ذہر اصلہ دُنیا و آخرت دونوں جگہ ملے گا۔

• مسجد کا امام تقویٰ، علم اور عمل کی بناء پر مقرر کیا جانا چاہئے جو علم، تقویٰ و دینداری میں سب سے برتر ہو۔ علاوہ ازیں اُس کی قرأت درست ہونی چاہئے۔ ائمہ مساجد کی قرأت کو درست کرنے کیلئے ہر شہر میں قاری کو رسز کا اہتمام کیا جائے اور قرأت کا باقاعدہ سرٹیفکیٹ رکھنے والوں کو ہی مساجد میں امام کی ذمہ داری دی جائے۔

• مسجد کا خطیب کسی فاضل شخص کو ہونا چاہئے، جو لوگوں کی ذہنی سطح کے مطابق اُن سے مخاطب ہو اور لوگ اُس کا خطاب ذوق و شوق کے ساتھ سنیں۔

• ہر مسجد میں ایک مُدّس کا انتظام بھی ہونا چاہئے جو ناظرہ اور ترجمہ قرآن مجید کی تعلیم دے سکے۔

• بالعموم چھوٹی مساجد میں امامت، خطابت اور تدریس سمیت تمام ذمہ داریاں کسی ایک ہی فرد پر ڈال دی جاتی ہیں۔ ایسے میں مسجد کمیٹی کو چاہئے کہ وہ اُس کی کفالتی ذمہ داریوں کے مطابق معقول اعزاز یہ کا بندوبست کرے، تاکہ وہ یکسو ہو کر مسجد کی خدمت کر سکے۔

مسجد کی زمین کیسے حاصل کی جائے؟

• مسجد کیلئے زمین کی باضابطہ خریداری عمل میں لانا ضروری ہے۔ کسی کی زمین پہ قبضہ کر کے اُس پر مسجد تعمیر کرنا جائز نہیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے مسجد نبوی کی تعمیر کیلئے بنو نجار سے زمین کی خریداری کیلئے باقاعدہ بات کی اور انہیں قیمت کی پیشکش کی، تاہم انہوں نے مطلوبہ زمین بلا معاوضہ مسجد بنانے کیلئے وقف کر دی۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسجد بنانے کیلئے بھی جگہ خریدی جائے اور اگر کوئی شخص

آداب زندگی... کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

اپنی رضا اور خوشی سے مسجد کیلئے جگہ وقف کر دے تو اُس کی مرضی، مگر شریعت کسی کی جگہ پر قبضہ کر کے مسجد بنانے کی ہرگز اجازت نہیں دیتی۔

• سرکاری زمین پر باقاعدہ منظوری حاصل کئے بغیر مسجد بنانا بھی جائز نہیں۔ اگر کسی علاقہ میں سرکاری زمین پر مسجد بنادی جاتی ہے تو حکومت کی اجازت کے بغیر مسجد بنانے سے زمین حکومت کی ملکیت میں ہی رہے گی اور وہ اُسے جب چاہے ہٹا سکتی ہے۔ ایسے زبردستی کے قبضے سے بنائی گئی مسجد کی شرعی، قانونی اور اخلاقی طور پر کوئی حیثیت نہیں۔

• اسی طرح مسجد کی زمین کے ساتھ متصل زمین یا راستے کا کچھ حصہ مسجد میں ملا لینا بھی ناجائز عمل ہے، جس سے اجتناب کرنا چاہئے۔

• مسجد میں توسیع کیلئے ساتھ والی زمین کو مسجد میں شامل کرنا ہو تو عدل کے تقاضے پورے کرنے چاہئیں اور اُس زمین کے مالک کو اُس علاقے کے حساب سے پوری قیمت ادا کرنی چاہئے۔ نہ اتنا کم ریٹ لگایا جائے کہ انہیں پریشانی ہو اور نہ اتنا زیادہ ریٹ لگایا جائے کہ مسجد انتظامیہ و اہل محلہ کیلئے ادائیگی میں مشکل ہو۔

نئی مسجد کیلئے سمتِ قبلہ کا تعین

• مسجد کی تعمیر میں اُس کے رُخ کے تعین کو مرکزی حیثیت حاصل ہوتی ہے، چنانچہ سمتِ قبلہ کا تعین پورے اہتمام کے ساتھ کرنا چاہئے۔ مکہ مکرمہ چونکہ خطِ استواء اور خطِ سرطان کے درمیان منطقہ حارہ میں واقع ہے، اس لئے ہر سال میں دوبار (28 مئی اور I4 جولائی کو) پاکستانی وقت کے مطابق 2 بج کر 26 منٹ پر سورج خانہ کعبہ کے عین اوپر ہوتا ہے اور اُس وقت دُنیا کے جن ممالک میں دن کا وقت ہو وہاں ہر شے کا سایہ خانہ کعبہ کی مخالف سمت میں ہو جاتا ہے۔ قبلہ کی سمت جاننے کیلئے چند فٹ کی چھڑی کو دھوپ میں بالکل سیدھی کھڑی کر دیں اور عین وقت پر اُس کے سائے کے ساتھ زمین پر لائن لگا دیں۔ یوں نئی مسجد کی تعمیر کیلئے سمتِ قبلہ کا تعین آسانی کیا جاسکتا ہے۔

بچوں کے دل میں مسجد سے محبت کیسے پیدا کی جائے؟

- چھوٹے بچوں کے دل میں مسجد کے ساتھ محبت پیدا کرنے کیلئے اُن کے والد یا بڑے بھائی اُنہیں بچپن سے ہی مسجد میں لے جانا شروع کر دیں، تاکہ اُن کے دل میں اُسی عمر میں مسجد کے ساتھ اپنائیت کا احساس پیدا ہو جائے اور بڑے ہو کر وہ مسجد سے اجنبیت محسوس نہ کریں۔ البتہ بہت زیادہ چھوٹی عمر کے بچے جن کا پیشاب خلاء ہونے کا خدشہ ہو اُنہیں مسجد میں نہیں لے جانا چاہئے۔
- بچوں کی الگ صف بنانے کی صورت میں چونکہ وہ سبھی بچے ہوتے ہیں تو لامحالہ آپس میں شرارتیں کرنے لگتے ہیں، جس سے نمازیوں کی یکسوئی میں خلل آتا ہے۔ اس کا آسان حل یہ ہے کہ بچوں کی الگ صف بنانے کی بجائے اُنہیں اپنے والد یا بھائی کے ساتھ ہی کھڑا کیا جائے۔ ایسی صورت میں وہ نسبتاً زیادہ باادب رہیں گے اور شرارتیں نہیں کر سکیں گے۔
- چھوٹے بچوں کے دل میں مسجد کے ساتھ محبت پیدا کرنے کیلئے مساجد میں بچوں کیلئے ایسے ساؤنڈ پروف پلے ایریا کا انتظام کیا جاسکتا ہے، جہاں سے شور کی آواز نمازیوں تک نہ پہنچ سکے۔
- بچوں کو مہذب بنانے کیلئے مسجد انتظامیہ اس قسم کے ضابطے بنا سکتی ہے کہ پلے ایریا کو صرف نماز باجماعت کے بعد کھولا جائے اور اُس میں صرف اُن بچوں کو جانے کی اجازت ہو جنہوں نے دورانِ نماز کوئی شرارت نہ کی ہو۔ اس سے شرارت کرنے والے بچوں کو سبق مل جائے گا اور وہ بھی آئندہ دورانِ نماز شرارتیں کرنا چھوڑ دیں گے۔

44) نماز کے آداب

- نماز دینِ اسلام کی بنیادی عبادت ہے، جسے روزانہ کی بنیاد پر پانچ بار ادا کرنے کا حکم ہے۔ انسانی فطرت ہے کہ جو کام انسان کثرت سے کرتا ہے وہ اُسے روز کا کام سمجھ کر اُس کے آداب کا اہتمام کرنے میں

آداب زندگی... کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

سستی کرنے لگتا ہے۔ چنانچہ نماز کے آداب کا بطور خاص خیال رکھنے کی ضرورت ہے۔

نماز سے قبل آداب

- نماز کے بنیادی آداب میں جسمانی پاکیزگی، طہارت، وضو، مسواک اور صاف ستھرا لباس شامل ہیں۔ علاوہ ازیں ہر نماز اپنے وقت پر فرض کی گئی ہے، اس لئے اُسے وقت پر ادا کرنا ضروری ہے۔ (221)
- فرض نمازیں مسجد میں باجماعت ادا کرنی چاہئیں، جبکہ سنتیں اور نوافل گھر میں ادا کرنا افضل ہے۔
- باجماعت نماز کا ایک ادب یہ بھی ہے کہ نماز میں صفیں یوں سیدھی بنائی جائیں کہ تمام نمازیوں کے کندھے اور گردنیں ایک دوسرے کی سیدھ میں ہوں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ سب ایک قطار میں ایسے کھڑے ہوں کہ ان میں سے کوئی ایک دوسرے سے آگے پیچھے ہو کر قطار کو خراب نہ کرے۔ دو نمازیوں کے درمیان اتنا زیادہ فاصلہ نہیں ہونا چاہئے کہ ان کے درمیان سے کوئی شخص باسانی گزر سکے۔ اس سے یہ ہرگز مراد نہیں ہے کہ کندھے کے ساتھ کندھاپوں جوڑ کر کھڑے ہوں کہ رکوع و سجود کے دوران دونوں کی کہنیاں آپس میں ٹکراتی رہیں اور خُضوع و خُشوع کی بجائے مشینی نماز کا تصور ملے اور دونوں کے جسم سے نکلنے والا پسینہ ایک دوسرے کے ساتھ جسم کو لگتا رہے۔

نماز کے دوران آداب

- نماز کو سکون و اطمینان کے ساتھ ادا کرنا چاہئے۔ نماز کا یہ ادب ہے کہ انسان اُسے خشوع و خضوع اور یکسوئی کے ساتھ یوں ادا کرے جیسے وہ اللہ رب العزت کو دیکھ رہا ہے۔ (222)

(221) إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا

(القرآن، النساء، 4: 103)

”بیشک نماز مومنوں پر مقررہ وقت کے حساب سے فرض ہے۔“

(222) الإِحْسَانُ أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ

(بخاری، الصحيح، رقم الحدیث: 4777)

باب نمبر 3: عبادت و بندگی کے آداب

- دورانِ نماز تلاوتِ قرآن مجید کیلئے اُن آیات کا انتخاب کیا جائے جن کا ترجمہ معلوم ہو، تاکہ نماز کے دوران دُنیاوی خیالات کی بجائے پوری توجہ اُن آیات کے معنی و مفہوم کی طرف ہو۔
- نماز پڑھتے وقت قرآن مجید کی آیات کی ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کی جائے۔ بہت زیادہ طویل تلاوت کی بجائے کم آیات پڑھیں مگر سمجھ کر پڑھیں۔
- ایک شخص نے حضور نبی اکرم ﷺ کی موجودگی میں جلدی جلدی نماز پڑھی تو آپ ﷺ نے اُسے فرمایا کہ تمہاری نماز نہیں ہوئی۔ پھر آپ نے اُسے نماز پڑھنے کا طریقہ سکھایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم نماز پڑھنے کیلئے کھڑے ہو تو تکبیر کہو، پھر حسب توفیق قرآن مجید کی تلاوت کرو، پھر پورے اطمینان کے ساتھ رکوع کرو، پھر سیدھے کھڑے ہو جاؤ، پھر پورے اطمینان کے ساتھ سجدہ کرو، پھر سجدہ کے بعد اطمینان کے ساتھ بیٹھو۔ اسی طرح ساری نماز آدب کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔ (223)
- نماز میں ادھر ادھر نہیں دیکھنا چاہئے، یہ آدابِ نماز کے خلاف ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ شیطان جب بندے کی نماز ضائع کروانے کیلئے اُسے غافل کرتا ہے تو بندہ ادھر ادھر دیکھنے لگتا ہے۔

نماز کے بعد آداب

- عبادت کو صرف نماز تک محدود نہ سمجھیں۔ اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ ہم نماز کے بعد بھی کھڑے ہو کر، بیٹھے ہوئے اور لیٹ کر اللہ رب العزت کو یاد کرتے رہیں۔ (224) اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم اپنی زندگی کے تمام اعمال کے دوران خود کو عبادت میں سمجھیں اور ہر وقت اس کیفیت میں رہیں کہ اللہ رب العزت ہمیں دیکھ رہا ہے۔ یوں ہماری پوری زندگی نماز کی آئینہ دار ہو۔

”احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی اس طرح عبادت کرو گویا کہ تم اُسے دیکھ رہے ہو (ورنہ یہ عقیدہ لازماً رکھو کہ) اگر تم اُسے نہیں دیکھتے تو وہ تمہیں ضرور دیکھ رہا ہے۔“

(223) بخاری، الصحيح، رقم الحدیث: 793

(224) القرآن، النساء، 4: 103

آداب زندگی... کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

بلاشبہ نماز بے حیائی اور بُرے کاموں سے روکتی ہیں، چنانچہ ہماری پوری زندگی بے حیائی اور بُرے کاموں سے پاک ہونی چاہئے۔ (225)

45) رمضان المبارک کے آداب

- چاند رات کو چاند دیکھ کر پورے اہتمام کے ساتھ رمضان المبارک کا استقبال کریں۔
- خود چاند دیکھ سکیں تو ضرور دیکھیں، بصورت دیگر میڈیا کے ذریعے نشر ہونے والی مُصدّقہ خبر کے فوری بعد رمضان المبارک کی خصوصی عبادات کا آغاز کر دیں۔
- بچوں کو ترغیب دلائیں کہ وہ سارا مہینہ نماز اور روزہ کی پابندی کے علاوہ قرآن مجید کی تلاوت بھی کثرت کے ساتھ کریں۔ بچوں کیلئے ممکن بنائیں کہ وہ رمضان المبارک کے دوران بطور خاص قرآن مجید کو ترجمہ کے ساتھ پڑھنے کی عادت اپنائیں۔
- اگر کوئی شرعی عُذر نہ ہو تو تمام روزے باقاعدگی کے ساتھ رکھیں اور دوسروں کو بھی اُس کی ترغیب دلائیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص رمضان المبارک کے روزے محض اللہ رب العزت کی خوشنودی کیلئے عبادت سمجھ کر رکھتا ہے اُس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (226)

(225) إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ ۗ

(القرآن، العنکبوت، 29 : 45)

”پیشک نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔“

(226) مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَإِحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

(بخاری، الصحيح، رقم الحديث: 1901)

”جس نے رمضان کے روزے ایمان کے ساتھ اور اللہ کی خوشنودی کیلئے رکھے اُس کے گزرے ہوئے تمام گناہ معاف کر دیئے گئے۔“

باب نمبر 3: عبادت و بندگی کے آداب

- اگر کسی شرعی عذر کی بناء پر کسی دن روزہ رکھنا ممکن نہ ہو تو اُس دن بھی رمضان المبارک کے احترام میں کسی کھلی جگہ پر اعلانیہ مت کھائیں پیئیں۔ رمضان المبارک کے بعد اُس روزے کی قضاء کریں۔
- رمضان المبارک کے دوران جس قدر ممکن ہو فرض نمازوں کے علاوہ نوافل کا بھی اہتمام کریں۔
- رمضان المبارک میں صدقہ کا ثواب عام دنوں کے مقابلے میں کئی گنا زیادہ ہوتا ہے۔ چنانچہ اپنے مالی حالات کے مطابق کچھ نہ کچھ صدقہ و خیرات ضرور کریں۔
- رمضان المبارک کے دوران اپنے رشتہ داروں اور محلہ داروں میں سے یتیموں اور بیواؤں کی خبر گیری کریں۔ اُن کے ہاں راشن پہنچائیں تاکہ اُن کیلئے روزے رکھنا آسان ہو سکے۔ اس کا ذہر ا ثواب ہو گا۔
- اللہ رب العزت نے قرآن مجید کو رمضان المبارک میں نازل فرمانا شروع کیا تھا۔ رمضان المبارک کے دوران قرآن مجید کو پڑھنے کا خاص ثواب ہوتا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ رات کو نماز تراویح میں قرآن مجید کی سماعت کے علاوہ دن کے اوقات میں بھی قرآن مجید کو ترجمہ کے ساتھ پڑھنے کی عادت اپنائیں۔
- آخری عشرہ کے دوران لیلۃ القدر کی تلاش میں مسجد میں اعتکاف کرنا اور دُنیا کے معاملات سے نکل کر خود کو خالصتاً اللہ رب العزت کی بارگاہ میں عبادت کیلئے وقف کرنا آپ کیلئے بہترین تجربہ ہو سکتا ہے۔ اعتکاف کا لطف وہی جانتا ہے جسے یہ توفیق نصیب ہوئی ہو۔
- اعتکاف کے دوران مساجد کی انتظامیہ کے زیر اہتمام معتکفین کی تعلیم و تربیت کا بھی خصوصی انتظام ہونا چاہئے تاکہ وہ باقی سال بھر زندگی کے دیگر معمولات بھی دین کے احکامات کے مطابق گزار سکیں۔
- دینی جماعتوں کو رمضان المبارک کے آخری عشرے میں لوگوں کی دینی تعلیم و تربیت کیلئے اجتماعی اعتکاف کا انتظام کرنا چاہئے۔ تحریک منہاج القرآن کی طرف سے ہر سال اجتماعی اعتکاف کا انتظام کیا جاتا ہے، جس میں ہزاروں معتکفین شریک ہوتے ہیں۔ www.itikaf.com

46) روزے کے آداب

- روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس کے بیشمار جسمانی و روحانی فوائد ہیں۔ بہت سی جسمانی و روحانی بیماریاں ایسی ہیں جن کی شدت میں صرف روزہ رکھنے سے کمی آجاتی ہے یا وہ مکمل طور پر ختم ہو جاتی ہیں۔

روزے کا مقصد کیا ہے؟

- روزے کا بنیادی مقصد تقویٰ کا حصول ہے۔ (227) اگر کوئی شخص روزہ رکھنے کے باوجود اللہ رب العزت کا تقویٰ اختیار نہیں کرتا، دُنیا داری میں لگن رہتا ہے، اپنے کاروباری مفاد کیلئے جھوٹ اور بددیانتی سے باز نہیں آتا تو گویا اُس کا روزہ رکھنا کسی کام کا نہیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ”جس نے روزہ رکھ کر بھی جھوٹ بولنا اور اُس پر عمل کرنا نہ چھوڑا تو اللہ رب العزت کو اُس کے بھوکے اور پیاسے رہنے سے کوئی غرض نہیں۔“ (228)

روزے کا اجر و ثواب کیا ہے؟

- اکثر و بیشتر عبادات کا ثواب ہمیں قرآن مجید کی آیات اور حضور نبی اکرم ﷺ کی احادیث مبارکہ سے معلوم ہو جاتا ہے، تاہم روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس کا ثواب اللہ رب العزت نے اپنے پاس رکھا ہے اور وہ ہم میں سے کوئی نہیں جانتا۔ حدیث قدسی ہے: ”ابن آدم کا ہر عمل اُس کیلئے ہے، سوائے روزے“

(227) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿۱۸۳﴾

(القرآن، البقرة، 2 : 183)

”اے ایمان والو! تم پر اسی طرح روزے فرض کئے گئے ہیں جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پر ہیروزگار بن جاؤ۔“

(228) بخاری، الصحيح، رقم الحدیث: 1804

کے۔ وہ میرے لئے ہے اور میں ہی اُس کی جزا ہوں۔“ (229)

سحر و افطار کے آداب

• سحری لازمی کریں، بلاوجہ سحری نہ چھوڑیں۔ کبھی کبھار غلطی سے رہ جائے تو کوئی بات نہیں، مگر اسے اپنا معمول نہ بنائیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے حکم فرمایا کہ ”سحری کھایا کرو، اس لئے کہ سحری کھانے میں برکت ہوتی ہے۔“ (230) مزید فرمایا کہ ”سحری کیلئے کچھ نہ ہو تو پانی کے چند گھونٹ ہی پی لیا کرو، اللہ کے فرشتے سحری کھانے والوں پر سلام بھیجتے ہیں۔“ (231)

• سحری کے وقت روزہ رکھنے کی دُعا کسی حدیثِ مبارکہ میں منقول نہیں۔ اصل فرض نیت ہے، جو دل کے ارادے کا نام ہے۔ البتہ روزہ دار کا اپنے منہ سے چند الفاظ پڑھ کر نیت کی طرف متوجہ ہونا اور اُسے پختہ کرنا اچھی بات ہے۔

• سحری کھالینے کے بعد یہ دُعا پڑھیں:

وَبَصَوْمِ غَدٍ تَوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ
”میں نے کل کے روزے کی نیت کی“

• سورج غروب ہونے کے بعد افطار میں تاخیر نہیں کرنی چاہئے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ”مسلمان اُس وقت تک اچھی حالت میں رہیں گے جب تک وہ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے۔“ (232)

• افطار سے پہلے یہ دعا پڑھیں:

(229) بخاری، الصحيح، رقم الحدیث: 2704

(230) مسلم، الصحيح، 2: 770، رقم الحدیث: 1095

(231) احمد بن حنبل، المسند، 3: 12، رقم الحدیث: IIII02

(232) ابن ماجہ، السنن، رقم الحدیث: 1697

آداب زندگی... کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

اللَّهُمَّ إِنِّي لَكَ صُومْتُ وَبِكَ أَمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَعَلَى رِزْقِكَ أَفْطَرْتُ

”یا اللہ میں نے تیرے لئے روزہ رکھا اور تجھ پر ایمان لایا اور تجھ پر ہی

بھروسا کیا اور تیرے دیئے ہوئے رزق سے افطار کیا۔“

- حضور نبی اکرم ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا کہ ”روزہ دار کو ایک خوشی افطار کے وقت ہوتی ہے اور دوسری اُس وقت ہوتی ہے جب وہ اپنے رب کے ساتھ ملاقات کرتا ہے۔“ (233)

افطار پارٹی کیسے کریں؟

- ہمارے ہاں پچھلے کچھ عرصہ سے رمضان المبارک کے شروع ہوتے ہی افطار ڈنر کے نام سے پارٹیوں کا اہتمام شروع ہو جاتا ہے، جس میں کاروباری دوستوں اور رشتہ داروں کو دنیاوی مفاد کیلئے مدعو کیا جاتا ہے۔ اکثر اوقات اُس دوران افطاری سے قبل اللہ کا ذکر کرنے کی بجائے گپ شپ اور کاروباری مشاورت ہی ہوتی رہتی ہے۔ اُن میں سے بیشتر شرکاء روزے سے ہی نہیں ہوتے اور وہ صرف افطاری کا ثواب حاصل کرنے کیلئے آتے ہیں۔ جبکہ اسلام کا عطا کردہ ادب تو یہ ہے کہ غرباء و مساکین کو افطاری کروا کر اُن کی زندگی میں آسانی پیدا کی جائے اور اخروی ثواب حاصل کیا جائے۔ یاد رکھیں! افطاری وہی ہے جو کسی غریب، مسکین، نادار کو فی الحقیقت روزہ کشائی کیلئے کروائی جائے۔ امیروں کو اور غیر روزہ داروں کو نمائشی افطاری کروانے سے دنیاوی مفاد اور نیک نامی تو نصیب ہو جائے گی مگر اُس کا اخروی

(233) لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمْ : إِذَا أَفْطَرَ فَرِحَ، وَإِذَا لَقِيَ رَبَّهُ فَرِحَ بِصَوْمِهِ

(بخاری، الصحيح، 2 : 673، رقم الحدیث: 1805)

- ”روزہ دار کیلئے دو خوشیاں ہیں، جن سے اُسے فرحت ہوتی ہے: ایک (فرحت افطار) جب وہ روزہ افطار کرتا ہے تو خوش ہوتا ہے اور دوسری (فرحت دیدار کہ) جب وہ اپنے رب سے ملے گا تو اپنے روزہ کے باعث خوش ہو گا۔“

حوالے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ (234)

نفلی روزے کیسے رکھیں؟

• چاند کی 13، 14 اور 15 تاریخ کو ایام بیض کہا جاتا ہے۔ ہر ماہ ایام بیض کے روزے رکھنے پر پورے سال کے روزے رکھنے کا ثواب ملتا ہے۔ ایام بیض کے علاوہ پیر اور جمعرات کا روزہ بھی سنت سے ثابت ہے۔ پیر اور جمعرات کے روزے کے بارے میں جب حضور نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”پیر اور جمعرات کے دن انسانوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کئے جاتے ہیں۔ اس لئے میں یہ پسند کرتا ہوں کہ جب میرے اعمال اللہ رب العزت کے حضور پیش کئے جائیں تو میرا روزہ ہو۔“

• اگر کوئی دوست آپ کو کھانے کی دعوت دے تو آپ اپنا نفلی روزہ توڑ سکتے ہیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اگر ایک مسلمان بھائی زحمت کے ساتھ کھانا تیار کرتا ہے اور ایک روزہ دار انسان کو کھانے کی دعوت دیتا ہے تو کیا حرج ہے کہ اگر وہ بھی اُس کی دلجوئی کیلئے اُس کی دعوت قبول کر لے اور افطار کر لے۔ (235) البتہ اس صورت میں توڑے گئے نفلی روزے کی صرف فضالازم ہوگی، کفارہ نہیں ہوگا۔

(234) وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ﴿٨﴾ إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ

لَا نُرِيدُ مِنْكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا ﴿٩﴾

(القرآن، الإنسان/الدَّهْر، 76: 8-9)

”اور (اپنا) کھانا اللہ کی محبت میں (خود اُس کی طلب و حاجت ہونے کے باوجود ایثاراً) محتاج کو اور یتیم کو اور قیدی کو کھلا دیتے ہیں۔ (اور کہتے ہیں کہ) ہم تو محض اللہ کی رضا کیلئے تمہیں کھلا رہے ہیں، نہ تم سے کسی بدلہ کے خواستگار ہیں اور نہ شکر گزاری کے (خواہشمند) ہیں۔“

(235) مالك، الموطأ، 306/I، رقم الحديث: 676

47) زکوٰۃ و صدقات کے آداب

- جب کسی شخص کے پاس کم از کم ساڑھے سات (5.7) تو لے سونا یا ساڑھے باؤن (5.52) تو لے چاندی پورے ایک سال کیلئے جمع پڑی رہے تو اُس پر اڑھائی (5.2) فیصد کے حساب سے زکوٰۃ فرض ہو جاتی ہے۔ نفی صدقات اُس کے علاوہ ہیں، جو سارا سال کسی بھی غریب مسکین کو دیئے جاسکتے ہیں۔
- اسلام کا اقتصادی نظام دراصل دولت کی گردش کو برقرار رکھنے پر زور دیتا ہے۔ زکوٰۃ صرف اُس صورت میں فرض ہوتی ہے جب کسی کے پاس پورے ایک سال تک ایک خاص مقدار تک دولت جمع ہو کر پڑی رہے۔ اگر وہ شخص سال مکمل ہونے سے پہلے اُس دولت کو کسی کاروبار میں لگا دیتا ہے تو اُس پر زکوٰۃ فرض نہیں ہوتی۔ گویا زکوٰۃ کا بنیادی مقصد ہی دولت کو گردش میں لانے کا اصول سمجھانا ہے۔
- دُنیا کے بعض ممالک میں دولت کو جمع کرنے پر ٹیکس لگایا جاتا ہے، جس کی وجہ سے دولت مند لوگ اپنی دولت کو جمع کر کے رکھنے کی بجائے سرمایہ کاری کرتے ہیں اور یوں دولت زیادہ سے زیادہ گردش میں رہتی ہے۔ ایسے ممالک طویل مدت تک بینک میں پیسہ رکھنے کی صورت میں اُس پر سود دینے کی بجائے الٹا فیس عائد کرتے ہیں، تاکہ پیسہ جمع کرنے والوں کی حوصلہ شکنی ہو؛ اور زیادہ سے زیادہ سرمایہ کاری اور گردش زر سے ملک کی معیشت بہتر ہو۔
- جبکہ دوسری طرف بعض ممالک میں دولت کی گردش کو روکنے کیلئے بینکوں سے رقم نکلوانے اور ضروری ادائیگیاں کرنے پر بھی ٹیکس لگایا جاتا ہے تاکہ دولت کی گردش کو کم سے کم سطح پر رکھا جائے۔ پاکستان جیسے ممالک روپے کی گردش کو کم کرنے کیلئے لوگوں کو بینکوں میں جمع دولت پر زیادہ سود کا لالچ دیتے ہیں تاکہ لوگ سرمایہ کاری کرنے کی بجائے اپنا پیسہ بینکوں میں پڑا رہنے دیں۔ بظاہر وہ گردش زر کو کم کر کے قیمتیں بڑھنا روک رہے ہوتے ہیں، مگر اللہ رب العزت کے قانون کے خلاف جانے سے اُن کی معیشت پر اس کے نہایت برے اثرات پڑتے ہیں۔

باب نمبر 3: عبادت و بندگی کے آداب

● زکوٰۃ کیلئے بنیادی اصول یہ ہے کہ بلاوجہ دُور دراز کے علاقوں میں پہنچانے کی بجائے جس علاقے کے امیر لوگوں سے زکوٰۃ اکٹھی کی جائے ترجیحاً اُسی علاقے کے غریبوں میں بانٹ دی جائے۔ حضور نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ”زکوٰۃ اُن کے امیروں سے لی جائے گی اور اُن کے غریبوں پر لوٹا دی جائے گی۔“ (236)

● زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد دیر نہ کریں، جس قدر جلدی ممکن ہو ادا کر دیں۔ دل کی تنگی سے خرچ نہ کریں بلکہ فراخ دلی سے خرچ کریں تاکہ اجر کا باعث بنے۔

● لوگوں کی مدد کر کے انہیں دُکھ نہ دیں۔ احسان کر کے اُس کا اجر ضائع نہ کریں۔ ایسی توقع ہرگز نہ کریں کہ جن کی آپ مالی مدد کر رہے ہیں وہ پھر آپ کے آگے جھکے رہیں اور آپ کی برتری کو تسلیم کریں۔ کبھی فخر و غرور نہ کریں، ہمیشہ عاجز رہیں کہ اللہ رب العزت نے آپ کو توفیق سے نوازا۔ (237)

● اللہ کی راہ میں خرچ کرتے وقت اپنی پسندیدہ اشیاء کو بچا بچا کر نہ رکھیں، بلکہ اللہ کی بارگاہ میں اپنی پسندیدہ ترین شے خرچ کریں تاکہ بے حد و حساب اجر کا باعث بنے۔ سورۃ آل عمران میں اللہ رب العزت نے فرمایا: ”تم ہرگز نیکی کو نہیں پہنچ سکو گے جب تک تم (اللہ کی راہ میں) اپنی محبوب چیزوں میں سے خرچ نہ کرو، اور تم جو کچھ بھی خرچ کرتے ہو بیشک اللہ اُسے خوب جاننے والا ہے۔“ (238)

● لوگوں کو زکوٰۃ اور صدقات دیتے وقت صرف اللہ کی رضا کا مقصد دل میں رکھیں۔ کسی لالچ اور

(236) بخاری، الصحيح، رقم الحدیث: 1395

(237) وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوْا وَقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ أَنَّهُمْ إِلَىٰ رَبِّهِمْ رَاجِعُونَ ﴿٦٦﴾

(القرآن، المؤمنون، 23: 60)

”اور جو لوگ (اللہ کی راہ میں اتنا کچھ) دیتے ہیں جتنا وہ دے سکتے ہیں اور (اس کے باوجود) ان کے دل خائف رہتے ہیں کہ وہ اپنے رب کی طرف پلٹ کر جانے والے ہیں (کہیں یہ نامقبول نہ ہو جائے)۔“

(238) القرآن، آل عمران، 3: 92

آداب زندگی... کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

دکھاوے سے اپنے نیک عمل کا اجر ضائع نہ کریں، ریاکاری نیکی کا اجر کھا جاتی ہے۔ (239) اس لئے کوشش کریں کہ مسکینوں کی مدد لوگوں کی نظروں سے چھپا کر کریں، تاہم دوسروں کیلئے ترغیب کی نیت سے زکوٰۃ اعلانیہ بھی دی جاسکتی ہے۔

• یاد رکھیں صرف حلال مال ہی اللہ کی راہ میں خرچ کیا جاسکتا ہے۔ حرام طریقے سے جمع کئے گئے مال کی اللہ کو کوئی ضرورت نہیں۔ اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں فرمایا: ”اے ایمان والو! پاکیزہ کمائیوں میں سے (اللہ کی راہ میں) خرچ کیا کرو۔“ (240)

• محتاجوں اور مساکین کے ساتھ پیار سے پیش آئیں، انہیں اللہ کا مہمان سمجھیں اور ڈانٹ ڈپٹ کرنے اور جھڑکنے سے باز رہیں۔ اگر دینے کو کچھ نہ ہو تو بھی نرمی سے ٹالیں، سختی نہ کریں۔ اللہ رب العزت نے فرمایا: ”اور اگر تم (اپنی تنگدستی کے باعث) اُن (مستحقین) سے گریز کرنا چاہتے ہو اپنے رب کی جانب سے رحمت (خوشحالی) کے انتظار میں جس کی تم توقع رکھتے ہو تو اُن سے نرمی کی بات کہہ دیا کرو۔“ (241)

• جب معاشی تفاوت اس قدر سنگینی اختیار کر لے کہ کسی معاشرے میں رائج معاشی پالیسیوں کی وجہ سے امیر مزید امیر ہوتے جائیں اور غریب مزید غریب تر ہوتے چلے جائیں، تب ایسی صورت میں مال جمع کر کے رکھنا جائز نہیں۔ صحابہ کرامؓ فرماتے ہیں کہ ایک سفر کے دوران حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا

(239) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا لَا تَبْطُلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَىٰ كَالَّذِي يُنْفِقُ مَالَهُ رِثَاءَ

النَّاسِ

(القرآن، البقرة، 2 : 264)

”اے ایمان والو! اپنے صدقات (بعد از اس) احسان جتا کر اور دکھ دے کر اُس شخص کی طرح برباد نہ کر لیا کرو جو مال لوگوں کے دکھانے کیلئے خرچ کرتا ہے۔“

(240) القرآن، البقرة، 2 : 267

(241) القرآن، بني إسرائيل، 17 : 28

باب نمبر 3: عبادت و بندگی کے آداب

کہ تم میں سے جس کے پاس ضرورت سے زائد سامان ہو وہ اُسے ایسے شخص کو لوٹا دے جس کے پاس (ضرورت کا) کوئی سامان نہیں ہے۔ اس حدیث مبارکہ میں آپ ﷺ نے ”دینے“ کی بجائے ”لوٹانے“ کا لفظ استعمال فرمایا، گویا وہ مال ہے ہی اسی کا، بس ناقص معاشی پالیسیوں کی وجہ سے تمہارے پاس آگیا تھا۔ (242)

- زکوٰۃ و صدقات کا بہترین استعمال یہ ہے کہ لوگوں کو بھکاری بنانے کی بجائے اُن کیلئے باعزت روزگار کا اہتمام کر دیا جائے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک صحابی آئے اور بھوک کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے اُن کیلئے کلباڑے کا انتظام کر دیا تاکہ وہ ہر بار دوسروں سے مانگ کر کھانا کھانے کی بجائے خود کٹڑیاں کاٹ کر بیچے اور باعزت روزی کمائے۔ سیرت طیبہ کی روشنی میں ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہم بھی اپنے زمانے اور علاقے کی مناسبت سے لوگوں کو باعزت روزگار کمانے کے قابل بننے میں اُن کی مدد دیں۔ مخیر حضرات کے تعاون سے بے روزگاروں کو بھکاری بننے سے بچانے کیلئے اُنہیں پیشہ ورانہ تربیتی کورسز کروائے جاسکتے ہیں۔ بڑھئی، الیکٹریشن، پلمبر اور کمپیوٹر آپریٹنگ جیسے تین سے چھ ماہ کے کورسز کر کے لوگ باعزت روزگار کما سکتے ہیں اور اُنہیں بھکاری بننے سے بچایا جاسکتا ہے۔
- زیادہ بہتر نتائج کیلئے زکوٰۃ اجتماعی طور پر ادا کرنی چاہئے اور اُس کے خرچ کا انتظام بھی اجتماعی ہو تاکہ ضرور تمندوں کیلئے روزگار کا مناسب انتظام کیا جاسکے، اور اُن کے نیچے والے (یعنی مانگنے والے) ہاتھ کو

(242) مَنْ كَانَ عِنْدَهُ فَضْلٌ مِنْ ظَهْرٍ فَلْيَعُدْ بِهِ عَلَى مَنْ لَا ظَهْرَ لَهُ، وَمَنْ كَانَ لَهُ فَضْلٌ مِنْ زَادٍ، فَلْيَعُدْ بِهِ عَلَى مَنْ لَا زَادَ لَهُ حَتَّىٰ رَأَيْنَا أَنْ لَا حَقَّ لِأَحَدٍ مِّنَّا فِي فَضْلٍ.
(أحمد بن حنبل، مسند، رقم الحديث: 11313)

”جس کسی کے پاس زائد سواری ہو تو وہ ایسے آدمی کو دے دے جس کے پاس سواری نہیں اور جس کے پاس زائد سامان ہو تو وہ ایسے آدمی کو دے دے جس کے پاس سامان نہیں ہے۔“ آپ ﷺ کا یہ فرمان سن کر ہمیں یہ خیال آنے لگا کہ ضرورت سے زائد چیز میں ہم میں سے کسی کا کوئی حق نہیں ہے۔

آداب زندگی... کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

اوپر والا (یعنی عطاء کرنے والا) ہاتھ بنایا جاسکے۔ اس کیلئے سب سے بہتر تو یہی ہے کہ حکومتیں یہ کام کریں۔ آجکل حکومتوں کی طرف سے رائج زکوٰۃ و عشر کا نظام شرعی اصولوں کے مطابق نہیں ہے۔ زکوٰۃ کے طور پر جمع ہونے والی رقوم سے ضرورت مندوں، محتاجوں اور مسکینوں کی کفالت عامہ کی ذمہ داری بھی حکومت نہیں لیتی، بلکہ دیگر ٹیکسوں سے جمع ہونے والے قومی خزانے کی طرح زکوٰۃ کے شعبہ میں بھی کرپشن اور حرام خوری عام ہے، اس لئے لوگوں کو حکومتوں پر بھروسہ نہیں رہا۔ حکومت کی اہم ذمہ داریوں پہ فائز کارندے زکوٰۃ کو بھی اپنی حرام خوری کی نذر کر جاتے ہیں، اس لئے بہتر یہ ہے کہ زکوٰۃ کسی ایسی فلاحی تنظیم کو دیں جو مخیر حضرات کو اپنے مصارف کا مکمل حساب دیتی ہو اور جس پہ آپ کو اعتبار ہو۔ منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن عرصہ دراز سے دُنیا کے مختلف ممالک میں بسنے والے مسلمانوں کیلئے فلاحی خدمات سرانجام دے رہی ہے۔

www.welfare.org.pk

48 حج و عمرہ کے آداب

- حج اور عمرہ کیلئے جاتے وقت خود نمائی اور دکھاوے سے بچیں۔ اسی طرح واپسی کے بعد بھی نفس کی خواہش کے تحت نمود و نمائش سے بچیں اور اپنا اجر ضائع نہ کر بیٹھیں۔
- حج پر جانے سے پہلے اعلان عام کر کے جانا مناسب نہیں۔ خاموشی سے جائیں اور رسم و رواج کی بجائے صرف اللہ کی رضا اور خوشنودی کو ذہن میں رکھیں۔
- جس سال و وسائل ہوں اسی سال حج کر لیں، بلاوجہ اگلے سال پر ملتوی نہ کریں۔ کیا پتہ اگلے سال توفیق باقی نہ رہے یا صحت ہی جو اب دے جائے۔
- برصغیر پاک و ہند میں اکثر لوگ بڑھاپے کے آخری ایام میں حج کرنے جاتے ہیں، جو بذات خود ایک آزمائش سے کم نہیں۔ زندگی بھر کے گناہ بخشوانے کے ارادے کے ساتھ بڑھاپے میں کئے جانے

باب نمبر 3: عبادت و بندگی کے آداب

والے اُس حج کی وجہ سے وہ حج کی بھرپور ادائیگی سے بھی محروم رہتے ہیں۔ جوانی کا حج سب سے بہترین حج ہوتا ہے اور اُسی عمر میں حج کا صحیح لطف لیا جاسکتا ہے۔ مناسک حج کے دوران بہت سے اُمور ایسے ہوتے ہیں کہ اچھا تندرست جوان آدمی ہی انہیں بجا طور پر کما حقہ ادا کر سکتا ہے۔

• حج چر جانے سے قبل کسی اچھے ادارے سے حاجی کورس کر لیں یا حج سے متعلقہ کوئی اچھی کتاب لے کر پڑھ لیں تاکہ تمام مناسک کا بھرپور علم ہو جائے۔ آجکل حجاج کرام کیلئے بہت اچھی موبائل ایپس بھی آچکی ہیں، جن کی مدد سے گائیڈ کے بغیر بھی مناسک کے مقامات تک پہنچنے میں آسانی رہتی ہے۔

• مناسک حج کے دوران بہت زیادہ رُش کی وجہ سے دھکم پیل سے بچیں اور دُوسروں کو بھی بچائیں۔ جہاں لاکھوں لوگ حالتِ سفر میں ہوں وہاں کچھ نہ کچھ مسائل بھی ہو جاتے ہیں، چنانچہ کسی معاملے میں دیگر حاجیوں سے گلہ نہ کریں۔ وہ بھی آپ کی طرح اللہ رب العزت کے مہمان ہیں۔ خود بھی باوقار رہیں اور دُوسروں کے ساتھ بھی عزت سے پیش آئیں۔

• کچھ لوگ حج سے واپس آکر فخر سے اپنے نام کے ساتھ حاجی لکھوانا شروع کر دیتے ہیں۔ حج کرنا قرآن مجید حفظ کرنے کی طرح کوئی تعلیمی سند نہیں ہے کہ حاجی کا لفظ نام کا حصہ بنا دیا جائے، اگر ایسا ہوتا تو ہر نماز پڑھنے والے اور روزہ رکھنے والے کے نام کے ساتھ نمازی اور روزہ دار لکھا جاتا۔ دراصل پچھلی صدیوں میں لوگ حج کیلئے ہزاروں میل کا سفر پیدل یا جانوروں پر کیا کرتے تھے۔ اُن کی واپسی پر لوگ انہیں دُور دُور سے دیکھنے اور مبارکباد دینے آتے۔ تب کسی کے نام کے ساتھ حاجی لکھنا بہت معنی رکھتا تھا۔ آج کے دور میں تو ہر پیسے والا باسانی حج کر کے غریبوں کو احساسِ کمتری میں مبتلا کرنے کیلئے اپنے نام کے ساتھ حاجی صاحب لکھوانے لگتا ہے۔ اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔

49) بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ کے آداب

• حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کے وقت اپنے گناہوں، بد اعمالیوں اور اللہ رب العزت کی کرم نوازیوں اور عطاؤں کو یاد رکھیں۔

• مواجہہ شریف کے سامنے لوگوں سے دُور ذرا فاصلے پر رُک کر حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں سلام عرض کریں اور دل میں یہ خیال لائیں کہ

کوئی سلیقہ ہے آرزو کا نہ بندگی میری بندگی ہے
میں اس کرم کے کہاں بھتا قابل حضور کی بندہ پروری ہے

• سوشل میڈیا سے ذریعے ملنے والی ویڈیوز کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ صبح جب مسجد نبوی کے دروازے کھلتے ہیں تو لوگ فرطِ محبت میں بھاگ کر اندر داخل ہوتے ہیں۔ ادب کا یہ تقاضا ہے کہ وہاں داخلہ کیلئے کسی قسم کی دھکم پیل نہ کی جائے۔ جب سب لوگ داخل ہو چکیں اور دروازہ خالی ہو چکا ہو تب داخل ہوں؛ اور اپنے دل میں یہ خیال پختہ رکھیں کہ

ادب گاہِ بیتِ زیرِ آسماں از عرشِ نازک تر
نفسِ گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

ترجمہ:

”بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ آسماں کے نیچے (سب سے بڑھ کر) ایسا ادب کا مقام ہے جو عرش سے بھی زیادہ نازک ہے۔ وہاں جنید بغدادی اور بایزید بسطامی جیسے عاشق (انتہائے ادب میں) یوں حاضر ہوتے کہ ان کی سانس کی آواز بھی سنائی نہ دیتی۔“

باب نمبر 3: عبادت و بندگی کے آداب

• ایسی باادب جگہ پر اپنے قدم بھی بے آواز اٹھائیں۔ خاموشی سے داخل ہوں، خاموشی سے وقت گزریں، دل ہی دل میں خود کلامی کی طرح حضور نبی اکرم ﷺ سے باتیں کریں اور دل کے اطمینان کی صورت میں جواب حاصل کریں۔

• بارگاہِ مصطفیٰ کا ادب سمجھنے کیلئے سورۃ الحجرات کی پہلی تین آیات کا ترجمہ کے ساتھ مطالعہ کریں تاکہ یہ جان سکیں کہ اللہ رب العزت ہمیں اپنے حبیب ﷺ کا کیسا ادب کرتے ہوئے دیکھنا چاہتا ہے۔ (243)

• ہمیں چاہئے کہ ہم حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کے دوران اللہ رب العزت سے کثرت کے ساتھ اپنے گناہوں کی معافی مانگیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت پہ بختہ یقین رکھیں کہ وہ ضرور بالضرور

(243) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَلُكُمْ وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿٣﴾

(القرآن، الحجرات، 49: I - 3)

”اے ایمان والو! کسی بھی معاملے میں اللہ اور اُس کے رسول (ﷺ) سے آگے نہ بڑھا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو (کہ کہیں رسول ﷺ کی بے ادبی نہ ہو جائے)، بیشک اللہ (سب کچھ) سُننے والا خوب جاننے والا ہے۔ اے ایمان والو! تم اپنی آوازوں کو نبی مکرم (ﷺ) کی آواز سے بلند مت کیا کرو اور اُن کے ساتھ اس طرح بلند آواز سے بات (بھی) نہ کیا کرو جیسے تم ایک دوسرے سے بلند آواز کے ساتھ کرتے ہو (ایسا نہ ہو) کہ تمہارے سارے اعمال ہی (ایمان سمیت) غارت ہو جائیں اور تمہیں (ایمان اور اعمال کے برباد ہو جانے کا) شعور تک بھی نہ ہو۔ بیشک جو لوگ رسول اللہ (ﷺ) کی بارگاہ میں (ادب و نیاز کے باعث) اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ کیلئے چُن کر خالص کر لیا ہے۔ اُن ہی کیلئے بخشش ہے اور اجرِ عظیم ہے۔“

آداب زندگی... کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

حضور نبی اکرم ﷺ کی شفاعت کو ہمارے حق میں قبول فرماتے ہوئے ہمارے گناہ بخش دے گا۔ اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں حضور نبی اکرم ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ جب آپ کے گنہگار امتی اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں تو انہیں چاہئے کہ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اللہ سے معافی مانگیں اور جب آپ بھی اُن کیلئے دُعاے مغفرت فرمادیں تو اس وسیلہ اور شفاعت کی بنا پر اللہ رب العزت اُن کی توبہ کو ضرور قبول فرمائے گا۔ (244)

- کوئی مسلمان بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ کی بے ادبی کا معمولی سا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ ہمیں چاہئے کہ ہم خود بھی ہمیشہ حد درجہ ادب و تعظیم بجالائیں اور دُوسروں کو بھی بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ کا ادب سکھائیں۔

50 یوم جمعہ کے آداب

- جمعۃ المبارک کو صفائی ستھرائی، زیب و زینت اختیار کرنا، خوشبو لگانا اور غسل کرنا مسنون ہے۔
- جمعۃ المبارک کو قرآن مجید کی تلاوت، خاص طور پر سورۃ الکہف کی تلاوت مستحب ہے۔
- جمعہ کے دن حضور نبی اکرم ﷺ پر کثرت کے ساتھ دُرودِ پاک پڑھا کریں، کیونکہ اُس روز دُرودِ پاک پڑھنے کی بہت زیادہ فضیلت ہے۔ ایک حدیث مبارکہ میں حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”بیشک

(244) وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا

اللَّهُ تَوَّابًا رَّحِيمًا

(القرآن، النساء، 4 : 64)

”اور (اے حبیب!) اگر وہ لوگ جب اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے اور اللہ سے معافی مانگتے اور رسول (ﷺ) بھی اُن کیلئے مغفرت طلب کرتے تو وہ (اس وسیلہ اور شفاعت کی بنا پر) ضرور اللہ کو توبہ قبول فرمانے والا نہایت مہربان پاتے۔“

باب نمبر 3: عبادت و بندگی کے آداب

تمہارے دنوں میں سے جمعہ کا دن سب سے بہتر ہے، اُس دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی دن انہوں نے وفات پائی اور اسی دن صُور پھونکا جائے گا اور اسی دن سخت آواز ظاہر ہوگی۔ پس اُس دن مجھ پر کثرت سے دُرود بھیجا کرو کیونکہ تمہارا دُرود مجھے پیش کیا جاتا ہے۔“ (245) ایک اور حدیث مبارکہ میں حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے دُرود بھیجا کرو کیونکہ اُس دن ملائکہ حاضر ہوتے ہیں اور جو شخص مجھ پر دُرود بھیجتا ہے اُس کے دُرود سے فارغ ہونے سے پہلے ہی اُس کا دُرود مجھے پیش کر دیا جاتا ہے۔“ (246)

● نمازِ جمعہ باقاعدگی کے ساتھ ادا کریں اور بلاعذر کبھی ترک نہ کریں۔ جمعہ کی اذان سنتے ہی ہر کام بند کر کے مسجد کی طرف چل دیں۔ جمعہ کی نماز کیلئے سب سے پہلے مسجد پہنچنے والے کو اونٹ کی قربانی کا ثواب ملتا ہے، اُس کے بعد پہنچنے والے کو گائے کی قربانی کا اور تیسرے نمبر پر پہنچنے والے کو بھیڑ کی قربانی کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

● خطبہ نہایت توجہ اور یکسوئی کے ساتھ سنیں۔ خطبہ کے دوران لوگوں کو پھلانگ کر اگلی صفوں میں نہ جائیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص لوگوں کی گردنیں پھلانگنے کی بجائے انہیں تکلیف سے بچانے کیلئے پچھلی صف میں کھڑا رہا اُس کے پچھلے ہفتہ بھر کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (247)

● قرآن مجید میں واضح لفظوں میں حکم دیا گیا ہے کہ جب نمازِ جمعہ کیلئے اذان دی جائے تو نمازِ جمعہ کی ادائیگی مکمل ہونے تک فوری طور پر کاروبار کو روک دیا جائے۔ اللہ رب العزت نے نمازِ جمعہ کے اوقات میں کاروبار کرنے سے منع فرمایا ہے۔ ”اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن (جمعہ کی) نماز کیلئے اذان دی جائے تو فوراً اللہ کے ذکر (یعنی خطبہ و نماز) کی طرف تیزی سے چل پڑو اور خرید و فروخت

(245) أبوداؤد، السنن، رقم الحدیث: 1047

(246) ابن ماجہ، السنن، رقم الحدیث: 1637

(247) حاکم، المستدرک، 419/1، رقم الحدیث: 1046.

آداب زندگی... کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

(یعنی کاروبار) چھوڑ دو۔ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔“ (248)

- ایک مرتبہ حضور نبی اکرم ﷺ جمعۃ المبارک کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ اچانک کسی نے باہر سے آکر آواز لگائی کہ تجارت کا قافلہ آگیا ہے۔ لوگ خریداری کیلئے ایک ایک کر کے اٹھنا شروع ہو گئے اور مسجد میں صرف گیارہ افراد بچ گئے۔ اُس موقع پر اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں اس بارے میں تشبیہ فرمائی: ”اور جب انہوں نے کوئی تجارت یا کھیل تماشا دیکھا تو (اپنی حاجت مندی اور معاشی تنگی کے باعث) اُس کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ کو (خطبہ میں) کھڑے چھوڑ گئے، فرما دیجئے: جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ کھیل سے اور تجارت سے بہتر ہے، اور اللہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔“ (249)

5I) عیدین کے آداب

- ہر قوم کے ہاں سال میں کچھ دن تہوار ہوتے ہیں، جو خوشی منانے کے دن ہوتے ہیں۔ اسلام میں بھی کچھ مخصوص دن تہوار کے طور پر منائے جاتے ہیں، جنہیں عید کہا جاتا ہے۔ اسلام نے خوشی کے ان دنوں کو بھی آداب کے ساتھ منانے کا حکم دیا ہے۔
- عید الفطر کے موقع پر عید کا چاند نظر آتے ہی تکبیرات کہنا مسنون ہے، جبکہ عید الاضحیٰ کے موقع پر یوم عرفہ کی صبح سے لے کر ایام تشریق کے آخری دن (یعنی ذوالحجہ کی 3 تاریخ) تک تکبیرات جاری رہتی ہیں۔
- عید کے دن رشتہ داروں اور دوست احباب سے ملنے ملانے اور کھیل کود کی اتنی اہمیت ہے کہ اُس دن نقلی نمازیں پڑھنا مستحب نہیں ہے۔ عید کے دنوں میں اظہارِ مسرت دینی شعائر میں سے ہے، چنانچہ

(248) القرآن، الجمعة، 62: 9

(249) القرآن، الجمعة، 62: II

باب نمبر 3: عبادت و بندگی کے آداب

عید کے دن نفلی عبادت سے دُوری بہتر ہے۔ (250) یعنی عید کے دن رشتہ داروں اور دوستوں سے ملنا نفلی عبادت سے بھی زیادہ اہم ہے۔

- عید کے دن غسل کر کے نئے کپڑے پہنیں اور خوشبو لگا کر نمازِ عید ادا کرنے جائیں۔
- جو خواتین اور بچے نمازِ عید کیلئے نہ جائیں انہیں بھی عید کے موقع پر نئے اور اچھے کپڑے پہن کر خوشی منانی چاہئے۔ اَلْبَتَّہِ خَوَاتِیْنِ کُو بھڑکیلے لباس پہن کر نا محرموں کے سامنے نہیں جانا چاہئے۔
- نمازِ عید کیلئے مسجد یا میدان میں آتے اور جاتے وقت راستہ تبدیل کرنا سنت ہے، تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں سے ملاقات ہو سکے اور انہیں مبارکباد دی جاسکے۔
- مبارکباد دراصل برکت کی دُعا کو کہتے ہیں۔ گویا عید والے دن ہم جس کسی کو بھی ملیں اُسے برکت کی دُعا دیں کہ ”اللہ رب العزت آپ کیلئے آج کا دن بابرکت بنائے۔“ اسی طرح ایسے الفاظ بھی کہے جاسکتے ہیں کہ ”اللہ رب العزت آپ کو بار بار عیدیں دیکھنا نصیب فرمائے۔“ اگرچہ مبارکباد دینا ضروری نہیں ہے، تاہم اگر کوئی آپ کو مبارک دے تو اُسے جواب دینا ضروری ہے۔
- عید والے دن اپنے ایسے رشتہ داروں، ہمسائیوں اور دوستوں سے بطور خاص ملاقات کریں جن کے رشتہ دار پچھلے ایک سال کے دوران فوت ہو گئے ہوں۔
- عید کے دن اپنی مالی حیثیت کے مطابق کھانے پینے کا خصوصی اہتمام کریں اور ممکن ہو تو اپنے آس پاس رہنے والوں میں سے کم مالی استطاعت رکھنے والوں کی طرف بھی کھانا بھیجیں تاکہ وہ بھی خوشی کے اُن ایام میں لطف آندوز ہو سکیں۔
- دوست احباب اور رشتہ داروں میں تحائف کا تبادلہ کرنا بھی خوشی منانے کی ایک صورت ہے۔ تحائف کے تبادلے سے آپس میں محبت بڑھتی ہے اور صلہ رحمی کا تقاضا پورا ہوتا ہے۔

(250) ابن حجر العسقلانی، فتح الباری شرح صحیح بخاری، 2 : 443.

52) میلادُ النبی ﷺ کے آداب

- حضور نبی اکرم ﷺ کا تمام انسانوں کو ہدایت دینے کیلئے اس دُنیا میں تشریف لانا اللہ رب العزت کی سب سے بڑی نعمت ہے، جس پر خوشی منانے کا حکم قرآن مجید میں موجود ہے، (25 I) چنانچہ سب مسلمانوں کو چاہئے کہ میلادِ مصطفیٰ ﷺ کے موقع پر بڑھ چڑھ کر خوشیاں منائیں۔
- عید میلادُ النبی ﷺ کو نہ صرف جوش و خروش کے ساتھ بلکہ نہایت عقیدت و احترام کے ساتھ منانا چاہئے۔ محض جوش و خروش کو پیش نظر رکھتے ہوئے ادب و احترام کو پس پشت نہیں ڈال دینا چاہئے۔
- محافلِ میلاد میں نعت خوانی کے دوران ذف کا استعمال ناجائز نہیں، تاہم اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہر نعت صرف ذف کے ساتھ ہی پیش کی جائے اور بغیر ذف کے کوئی ایک نعت بھی سننے کو ہی نہ مل سکے۔
- ہر شے اعتدال و توازن کے ساتھ ہی اچھی لگتی ہے۔ لاؤڈ اسپیکر کی آواز ایک خاص حد سے زیادہ اونچی نہیں رکھنی چاہئے۔ زیادہ اونچی آواز سے محفل کا ذوق بننے کی بجائے الٹا بگڑ جاتا ہے۔ محفل میں شریک لوگ اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونسے پر مجبور ہو جاتے ہیں اور وہ کان پھاڑ قسم کی آواز جب رات کو دیر تک کہیں گونجتی ہے تو اہل محلہ کے بیماروں اور بچوں کیلئے بھی تکلیف کا باعث بنتی ہے۔
- نعت خوانی کا ایک ادب یہ بھی ہے کہ نعت کے الفاظ آسانی سامعین کو سمجھ میں آسکیں۔ بعض نعت

(25 I) قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ ۚ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ ﴿٥٨﴾

(القرآن، یونس، 58 : 10)

”فرمادیجئے: (یہ سب کچھ) اللہ کے فضل اور اُس کی رحمت کے باعث ہے (جو بعثتِ محمدی ﷺ کے ذریعے تم پر ہوا ہے) پس مسلمانوں کو چاہئے کہ اس پر خوشیاں منائیں، یہ اُس (سارے مال و دولت) سے کہیں بہتر ہے جسے وہ جمع کرتے ہیں۔“

باب نمبر 3: عبادت و بندگی کے آداب

خواں گروپ کی صورت میں ایسا زور لگا کر نعت پڑھتے ہیں کہ نعت کے الفاظ ہی سمجھ نہیں آتے، جس کی وجہ سے سامعین کا ذوق نہیں بنتا۔ اس سے احتراز کرنا چاہئے۔

● نعت کا مقصد حضور نبی اکرم ﷺ کی ذاتی صفات اور اعلیٰ اخلاق کا بیان ہے، تاکہ سننے والوں کے دل میں عشق رسول ﷺ کے جذبات پیدا ہوں اور وہ نبوی اخلاق کو اپنا کر دین و دُنیا میں کامیاب ہو سکیں۔ مثال کے طور پر مولانا اَلطاف حسین حالی کی یہ نعت ملاحظہ فرمائیں:

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا	مُرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا	وہ اپنے پرانے کا غم کھانے والا
فقیروں کا بلاء ضعیفوں کا ماویٰ	یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ
خطا کار سے درگزر کرنے والا	بد اندیش کے دل میں گھر کرنے والا
مفاسد کا زیر و زبر کرنے والا	قبائل کو شیر و شکر کرنے والا
اُتر کر حراء سے سوئے قوم آیا	اور اک نسخہ کیمیا ساتھ لایا
مسِ خام کو جس نے کُنڈن بنایا	کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا
عرب جس پہ قرونوں سے تھا جہل چھایا	پلٹ دی بس اک آن میں اُس کی کایا
رہا ڈر نہ بیڑے کو موجِ بلا کا	ادھر سے ادھر پھر گیا رُخ ہوا کا

● پچھلے چند عشروں سے محافلِ نعت میں ایسا کلام منظرِ عام پر آ رہا ہے، جس کی وجہ سے لوگ محبتِ رسول ﷺ میں شاعر کے دل کی کیفیات کو ہی اصل نعت سمجھنا شروع ہو گئے ہیں۔ محافل کے دوران ہجر و فراق پر مبنی ایک دو کلام پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں، مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ ساری محفل ہی ایسے کلام پر مبنی رہ جائے اور گھنٹوں طویل محفل میں حضور نبی اکرم ﷺ کی صفات و محاسن پر مبنی ایک بھی کلام شامل نہ ہو۔ اگر یہ سلسلہ پندرہ بیس سال مزید اسی طرح جاری و ساری رہا تو خدشہ ہے کہ

آداب زندگی... کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل
اگلی نسل نعت کا اصل معنی ہی نہ بھلا دے۔

● اکثر نعت خواں حضرات دورانِ محفل حاضرین کو خوش کرنے کیلئے اُن کے مزاج کے مطابق چلنا شروع کر دیتے ہیں۔ یوں وہ حضور نبی اکرم ﷺ کی خوبیوں اور صفات کا بیان کرنے کی بجائے زیادہ سے زیادہ ایسا کلام پڑھتے ہیں جس سے مخالف فریقوں کا دل جلیا جائے اور شرکاء سے خوب داد ملے۔ یوں میلاد کی محفلیں آپس میں محبتیں پھیلانے کی بجائے حضور نبی اکرم ﷺ کی اُمت کے دلوں میں دُوریاں پیدا کرنے کا باعث بننے لگتی ہیں۔ ہمیں اس سے بھی بچنا چاہئے۔

● بعض نعت خواں حضرات دورانِ محفل حاضرین کو جوش دلانے کیلئے بار بار اُن سے تقاضا کرتے ہیں کہ ”سب مل کر بولو“ یا ”ہاتھ اٹھا کر بولو“ اور اگر حاضرین ہاتھ نہ اٹھائیں تو ناراض ہوتے ہیں اور کبھی کبھار تو خاموش رہنے والوں کیلئے بددعا یہ جملے تک کہہ جاتے ہیں۔ ایسی نامعقول حرکات محفل کا ذوق خراب کر دیتی ہیں اور نعت خوانی کا مقصد ضائع ہو کر رہ جاتا ہے۔ محافل کی انتظامیہ کو چاہئے کہ اس پر سختی سے پابندی لگائیں۔ اسی طرح گانوں کی طرز پر نعت پڑھنے سے بھی اجتناب کرنا چاہئے۔

● محافلِ میلاد کیلئے ہمیشہ وقت کی پابندی کریں۔ بہترین طریقہ یہ ہے کہ محفل کے آغاز اور اختتام کا وقت پہلے سے طے کر کے سب کو بتا دیا جائے۔ محفل ہمیشہ وقت پر شروع کریں اور وقت پر ختم بھی کر دیں، تاکہ شرکاء واپس جا کر اپنے ضروری کام کاج بھی کر سکیں اور آئندہ بھی محفل کیلئے بروقت آتے رہیں۔ اگر محفل بروقت شروع نہ ہو تو وقت پر پہنچنے والے شرکاء کی دلچسپی کم ہو جاتی ہے، اور اکثر وہ واپس لوٹ جاتے ہیں۔ اسی طرح اگر محفل بہت زیادہ طویل ہو جائے تو بھی شرکاء کی دلچسپی کم ہو جاتی ہے اور وہ آئندہ محافل میں آنا چھوڑ دیتے ہیں۔

● ہر سال II اور I2 ربیع الاول کی درمیانی شب لاہور میں مینار پاکستان کے تاریخی مقام پر تحریکِ منہاج القرآن کے زیر انتظام پاکستان کی سب سے بڑی سالانہ میلاد کا نفرنس منعقد ہوتی ہے، جس میں ملک کے طول و عرض سے ہزاروں لوگ شرکت کیلئے آتے ہیں۔ اُس میں ساری رات نعت خوانی کا

باب نمبر 3: عبادت و بندگی کے آداب

سلسلہ جاری رہتا ہے، جس کے بعد شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا عشق و محبتِ مصطفیٰ ﷺ سے معمور خطاب ہوتا ہے، جو اذانِ فجر تک جاری رہتا ہے۔

• ماہ میلادُ النبی ﷺ کے آغاز پر بارہ دنوں کیلئے گھروں کو سجانا، روشنیاں آویزاں کرنا، اسی طرح 12 ربیع الاول کی شب سرکاری عمارتوں پر چراغاں کرنا حضور نبی اکرم ﷺ سے محبت کے اظہار کا طریقہ ہے۔

• بارہ ربیع الاول کو حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں کثرت سے دُرودِ پاک کے نذرانے پیش کریں، حسبِ توفیق غریبوں کو کھانا کھلائیں، یتیموں کو نئے کپڑے لے کر دیں اور خوشی کا ماحول پیدا کرنے کیلئے شہروں کی مرکزی شاہراہوں میں جلوس نکالیں۔

• محافل اور جلوسوں کے دوران مرد و خواتین کیلئے الگ الگ باپردہ اہتمام کریں تاکہ شرعی تقاضے پورے ہوں اور کسی کو اعتراض کا موقع نہ ملے۔ ایسے بابرکت موقع پر بے پردہ خواتین کا جان بوجھ کر سچ دھج کر مردوں کے ماحول میں آنا اسلامی تعلیمات کے منافی ہے، اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔

53) دُعا کے آداب

• اللہ رب العزت کو یہ بات پسند ہے کہ انسان ہر خوشی و غم کی کیفیت میں اُسے پکارے۔ دُعا بھی عبادت ہی کا ایک رُوپ ہے۔ چنانچہ ہمیں ہر دم اپنے دل میں یہ خیال پختہ رکھنا چاہئے کہ اللہ رب العزت ہمارے قریب ہے اور وہ ہر پکارنے والے کی پکار سنتا اور اُس کا جواب دیتا ہے۔ (252) اگر ہم اس یقین

(252) وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۖ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي

وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ﴿١٨٦﴾

(القرآن، البقرة، 2: 186)

آداب زندگی... کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

کے ساتھ اللہ رب العزت پر توکل کریں اور اُس کی اطاعت و فرمانبرداری اختیار کریں تو ہمیں ایمانِ کامل نصیب ہوگا۔

دُعا کیوں مانگیں؟

- دُعا کی اہمیت کے حوالے سے حضور نبی اکرم ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا کہ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی معاملہ اللہ کی تقدیر میں طے ہو چکا ہوتا ہے مگر اُسے بندے کی دُعا کی وجہ سے ٹال دیا جاتا ہے، حتیٰ کہ دُعا کی وجہ سے موت جیسا اٹل فیصلہ بھی مؤخر کر دیا جاتا ہے، یوں دُعا عمر میں اضافے کا باعث بھی بن جاتی ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”دُعا کے علاوہ کوئی شے اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو بدل نہیں سکتی اور نیکی کے علاوہ کوئی شے عمر میں اضافہ نہیں کر سکتی۔“ (253)
- تمام عبادتوں کا مقصد انسان کو اُس کے خالق و مالک کے ساتھ جوڑنا ہے، یہی وجہ ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے دُعا کو عبادت کا مغز اور نچوڑ قرار دیا۔ (254)
- دُعا مصیبتوں اور پریشانیوں کو دُور کرتی ہے۔ بعض اوقات کوئی مصیبت ہم پر آنے والی ہوتی ہے، مگر ہماری کسی دُعا کے صلے میں اللہ رب العزت اُس مصیبت کو ہم سے دُور فرمادیتا ہے۔ ہمیں نہیں معلوم کہ ہمارے ساتھ کب اور کہاں کوئی حادثہ پیش آجائے۔ دُعا اُن آنے والی تمام مصیبتوں اور حادثات کو

”اور (اے حبیب!) جب میرے بندے آپ سے میری نسبت سوال کریں تو (بتا دیا کریں کہ) میں نزدیک ہوں، میں پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہوں جب بھی وہ مجھے پکارتا ہے، پس انہیں چاہئے کہ میری فرمانبرداری اختیار کریں اور مجھ پر پختہ یقین رکھیں تاکہ وہ راہ (مُراد) پا جائیں۔“

(253) ترمذی، السنن، 4: 448، رقم الحدیث: 2139

(254) الدُّعَاءُ مِّنْ الْعِبَادَةِ

(ترمذی، السنن، 5: 456، رقم الحدیث: 3371)

”دُعا پوری عبادت کا مغز اور نچوڑ ہوتی ہے۔“

باب نمبر 3: عبادت و بندگی کے آداب

بھی ختم کر دیتی ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ ہمیشہ دُعا کی تاکید فرماتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”دُعا اُس مصیبت کیلئے بھی فائدہ مند ہے جو اتر چکی ہے اور اُس کیلئے بھی فائدہ مند ہے جو ابھی نہیں اُتری، پس اللہ کے بندو! دُعا کو اپنے اوپر لازم کر لو۔“ (255)

دُعا میں کیا مانگیں؟

- اللہ رب العزت کے نزدیک دُعا سے بڑھ کر کوئی شے پسندیدہ نہیں ہے۔ (256) اسی طرح حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لوگ اللہ تعالیٰ سے جتنی بھی دُعا مانگتے ہیں اُن میں سے سب سے بڑھ کر اُسے وہ دُعا پسند ہے جس میں بندہ اُس سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہے۔
- بندہ اپنے رب سے چھوٹی بڑی کوئی بھی شے مانگ سکتا ہے، تاہم ہمیں چاہئے کہ ہم اللہ رب العزت سے صرف جائز اور پاک شے مانگیں۔ گناہ اور بے حیائی پر مبنی حرام اور ناجائز دُعا مانگنا جائز نہیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ دُعا مانگنے والے شخص کو وہ چیز عطا فرماتا ہے جو اُس نے مانگی ہو یا اُس کے برابر کسی بُرائی کو اُس سے دُور کر دیتا ہے، جب تک کہ وہ کسی گناہ یا قطع رحم کی دُعا نہ کرے۔“ (257)

دُعا کیسے مانگیں؟

- سورۃ الفاتحہ سے اخذ کردہ ادب یہ ہے کہ دُعا مانگتے وقت سب سے پہلے ہم اللہ رب العزت کی عظمت اور شان بیان کر کے اپنے محتاج ہونے کا اقرار کریں۔ پھر اپنی عاجزی بیان کر کے اُس سے دُعا مانگیں۔
- دُعا چپکے چپکے یوں مانگیں جیسے آپ خود کلامی کر رہے ہوں۔ آس پاس موجود کسی شخص کو آپ کی آواز سنائی نہ دے۔ بلاشبہ وہ دلوں کے بھید بھی بخوبی جانتا ہے۔ اللہ کے حضور گڑگڑا کر دُعا مانگیں مگر آپ

(255) ترمذی، السنن، 5: 52، رقم الحدیث: 3548

(256) ترمذی، السنن، 5: 455، رقم الحدیث: 3370

(257) ترمذی، السنن، 5: 462، رقم الحدیث: 3381

کے رونے کی آواز دوسروں کو سنائی نہ دے۔ (258) البتہ جب تنہائی میں ہوں تو اونچی آواز میں بھی دُعا کر سکتے ہیں۔ اسی طرح جب اجتماعی دُعا کر رہے ہوں تو بھی اونچی آواز میں کریں تاکہ باقی لوگ اُس پر آمین کہہ سکیں۔

• دُعا ہمیشہ اخلاص اور حسن نیت کے ساتھ مانگیں اور اس یقین کے ساتھ مانگیں کہ وہ ضرور دے گا۔ جب کبھی دُعا میں مانگی گئی شے نہ ملے تو یہ نہ سمجھیں کہ وہ قبول نہیں ہوئی، کیونکہ جب ہماری مانگی ہوئی شے ہمارے حق میں بہتر نہیں ہوتی تو اللہ رب العزت ہماری دُعا کی بدولت ہمیں اُس سے بہتر شے عطا فرما دیتا ہے۔

• دُعا مانگتے وقت اللہ کی رحمت کو صرف اپنے لئے خاص نہ کریں۔ ہمیشہ دوسروں کے حق میں بھی دُعا مانگیں تاکہ اُن کے صدقے اللہ رب العزت ہماری دُعا کو بھی خاص قبولیت بخشے۔

دُعا کب مانگیں؟

• یوں تو ہر وقت دُعا مانگتے رہنا چاہئے تاہم کچھ اوقات قبولیت دُعا کیلئے خاص ہیں۔ رمضان المبارک کے آخری عشرے میں لیلۃ القدر کی تلاش میں راتوں کو جاگ کر اللہ رب العزت کے حضور دُعا کریں۔ اُس رات کی عبادت ایک ہزار مہینے کی عبادت سے بہتر ہے۔ اُس رات مانگی گئی دُعا بھی ہزار مہینوں کی دُعاؤں سے زیادہ درجہ رکھتی ہے۔ لیلۃ القدر میں کثرت کے ساتھ یہ دُعا کرنی چاہئے:

اللَّهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي

(258) وَأَذْكُرُ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْعُدُوِّ وَالْأَصَالِ وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ ﴿٥٨﴾
(القرآن، الأعراف، 7: 205)

”اور اپنے رب کا اپنے دل میں ذکر کیا کرو عاجزی و زاری اور خوف و خشکی سے اور میانہ آواز سے پکار کر بھی، صبح و شام (یا دُعا جاری رکھو) اور غفلوں میں سے نہ ہو جاؤ۔“

”یا اللہ تو بہت زیادہ معاف فرمانے والا ہے، معاف کرنے کو

پسند فرماتا ہے، پس تو مجھے معاف فرمادے۔“

● نماز تہجد کے وقت کی دُعا اکثر قبول ہوتی ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ رات کے آخری پہر میں اللہ رب العزت آسمان دُنیا پر آکر پکارتا ہے کہ کون ہے مجھے پکارنے والا کہ میں اُس کی دُعا پوری کروں؟ کون ہے مجھ سے مانگنے والا کہ میں اُسے عطا کروں؟ کون ہے مجھ سے مغفرت طلب کرنے والا کہ میں اُس کی مغفرت کر دوں؟ (259)

● عام طور پر جب انسان پر کوئی مصیبت، پریشانی، بیماری یا رزق کی تنگی آتی ہے تو وہ اللہ رب العزت سے دُعا کرتا ہے، مگر فرارخی اور خوشحالی کے دنوں میں دُعا کرنا بھول جاتا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص چاہے کہ تکلیف کے دنوں میں اُس کی دُعا جلد قبول ہو جائے اُسے چاہئے کہ وہ خوشحالی کے دنوں میں بھی اللہ رب العزت سے دُعا کرتا رہے۔ (260) جو شخص خوشحالی کے دور میں ہر وقت اللہ تعالیٰ سے خود کلامی کی حد تک راز و نیاز کرتا رہے تو اُس کی اُن دُعاؤں کے صدقے سے مشکلات کے زمانے میں بھی اُس کی پریشانیاں ٹال دی جاتی ہیں۔ گویا خوشحالی کے دور کی دُعا میں، مشکلات کے زمانے میں کی جانے والی دُعاؤں کی تاثیر اور قبولیت کو بڑھادیتی ہیں اور انہیں طاقت و قوت دیتی ہیں۔

دُعا کیسے قبول ہوتی ہے؟

● جو شخص چاہے کہ اُس کی ہر دُعا قبول ہو اور وہ مستجاب الدعوات بنا چاہے تو اُسے چاہئے کہ وہ اپنے خونی رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی سے پیش آئے اور ہر قسم کی حرام خوری سے بچے، تاکہ اُس کی دُعاؤں میں برکت پیدا ہو سکے۔ اسی طرح ایسے لوگوں کی دُعا میں بھی جلدی قبول ہوتی ہیں جو نیکی کے ماحول کو فروغ دیتے اور برائی سے منع کرتے ہیں۔

(259) مسلم، الصحيح، I : 522، رقم الحدیث: 758
(260) ترمذی، السنن، 5 : 462، رقم الحدیث: 3372

- جب پورا معاشرہ حرام کاری اور حرام خوری میں مبتلا ہو جائے، جب کسی معاشرے کی بڑی اکثریت فاشی، عُریانی، لُوث مار اور خیانت پر ضدی بن کر اڑ جائے تو اللہ رب العزت کے نیک بندوں کی دُعائیں بھی اُس معاشرے کے حق میں قبول ہونا بند ہو جاتی ہیں۔ اللہ رب العزت اپنے اُن نیک بندوں کی دُعائوں کو اُن لوگوں کے حق میں روک لیتا ہے اور اپنے مقرب بندوں کی اُن دُعائوں کو آخرت کیلئے اُن کے نیک اعمال کی حیثیت سے قبول فرما کر اُس پر انہیں اجر عطا فرماتا ہے۔ (261)

54) توبہ و استغفار کے آداب

- انسان خطا کا پتلا ہے، چنانچہ زندگی میں بہت سے گناہ کرتا رہتا ہے۔ بعض لوگ گناہوں میں یوں آلودہ ہو جاتے ہیں کہ وہ اپنے رب کو بھول جاتے ہیں، جبکہ کچھ لوگ گناہ کر لیں تو اپنے رب کے حضور میں معافی کی طلبگار ہو جاتے ہیں۔ غافل ہو کر اُسے بھول جانے والے رب کے ناپسندیدہ بندے ہیں، جبکہ معافی مانگنے والے اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہیں۔ توبہ و استغفار کا عمل اللہ رب العزت کو اس قدر پسند ہے کہ اگر ساری دُنیا نیکو کار بن جائے اور کوئی بھی گناہ نہ کرے تو وہ اس دُنیا کو مٹا کر نئی دُنیا بسائے گا، جس میں نیک بھی ہوں اور گناہگار بھی؛ اور گناہگار جب گناہ کر بیٹھیں تو اللہ سے معافی طلب کریں۔
- ایک حدیث مبارکہ میں ہے کہ جب مسلمان گناہ کرتا ہے تو اُس کے دل میں ایک سیاہ نقطہ بن جاتا ہے۔

(261) لِيُوشِكَنَّ اللَّهُ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عِقَابًا مِنْهُ ثُمَّ تَدْعُونَهُ فَلَا يُسْتَجَابُ لَكُمْ ثُمَّ يَدْعُوا خِيَارُكُمْ فَلَا يُسْتَجَابُ لَكُمْ

(ترمذی، السنن، 4/468، رقم الحدیث: 2169)

”اللہ تعالیٰ ساری قوم اور معاشرے کو عذاب کی لپیٹ میں لے لے گا۔ پھر اُس ماحول میں تم دُعا کرتے رہ جاؤ گے اور تمہاری دُعائیں قبول نہیں ہوں گی۔ پھر اولیاء و صالحین اور خیار اُمت بھی اپنے ملک و قوم اور معاشرے کیلئے دُعائیں کریں تو اُن کی دُعائیں بھی اللہ قبول نہیں کرتا۔“

باب نمبر 3: عبادت و بندگی کے آداب

اگر وہ توبہ و استغفار کر لے تو اُس کا دل صاف ہو جاتا ہے؛ اور اگر وہ بار بار گناہ کرتا رہے اور توبہ نہ کرے تو وہ نقطہ پورے دل میں پھیل جاتا ہے اور اُس کا پورا دل زنگ آلود ہو جاتا ہے۔ پھر دل کو عبادت کی لذت محسوس نہیں ہوتی۔ اس لئے معمولی گناہ پر بھی اللہ تعالیٰ سے توبہ و استغفار کرتے رہنا چاہئے۔

• اگر کسی انسان سے جذبات کی رو میں بہہ کر کوئی گناہ کبیرہ سرزد ہو جائے تو اُسے قطعی طور پر اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ (262) اُسے چاہئے کہ وہ احساس ہوتے ہی توبہ کیلئے تین اقدام کرے:

اولاً : وہ فوری طور پر شرمسار ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف رُجوع کر کے اُس سے معافی مانگے۔

ثانیاً : وہ اپنے دل میں پختہ ارادہ کرے کہ آئندہ اُس گناہ کو کبھی نہیں دُہرائے گا۔

ثالثاً : وہ اپنے اُس ارادے پر مرتے دم تک پختگی کے ساتھ قائم رہے۔

اگر کوئی ایسا گناہ کر بیٹھیں جو حقوق اللہ کی بجائے حقوق العباد سے متعلق ہو تو اللہ سے معافی مانگنے سے پہلے اُس شخص سے معافی مانگنا ضروری ہے، جس کی حق تلفی کی گئی ہو۔

• ہمارے پیارے نبی ﷺ نے گناہگاروں کو اللہ رب العزت کی رحمت سے مایوس ہونے سے بچانے اور انہیں توبہ کی طرف مائل کرنے کیلئے فرمایا کہ گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ اُس نے کوئی

(262) قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِينَ اَسْرَفُوا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ
الدُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿٥٣﴾
(القرآن، الزمر، 39 : 53)

”آپ فرمادیجئے: اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کر لی ہے! تم اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا، بیشک اللہ سارے گناہ معاف فرمادیتا ہے، وہ یقیناً بڑا بخشنے والا، بہت رحم فرمانے والا ہے۔“

گناہ کیا ہی نہیں۔ (263) یعنی اگر کوئی گناہگار اللہ تعالیٰ سے سچی پکی توبہ کر لے تو اُس کے گناہ کے تمام اثرات ختم کر دیئے جاتے ہیں، حتیٰ کہ نامہ اعمال کا اندراج بھی مٹا دیا جاتا ہے اور اُس شخص کے جسمانی اعضاء میں موجود ڈی این اے (DNA) میں سے گناہوں کے تمام ثبوت بھی مٹا دیئے جاتے ہیں۔ اللہ رب العزت ہم سب کو ایسی مقبول توبہ (توبۃ النصوح) کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

● کوئی بندہ گناہ کرے اور پھر کہے: ”یا اللہ! میرا یہ گناہ معاف فرمادے“ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”میرے بندے نے گناہ کیا اور اُسے علم ہے کہ جو اُس کا رب ہے، وہی گناہوں کو بخشتا ہے اور گناہوں پر پکڑ بھی کرتا ہے۔“ بندہ پھر دوبارہ وہی گناہ کر کے کہتا ہے: ”پروردگار! میرا یہ گناہ معاف فرمادے“ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”میرے بندے نے گناہ کیا اور اُسے علم ہے کہ جو اُس کا رب ہے، وہی گناہوں کو بخشتا ہے اور گناہوں پر پکڑ بھی کرتا ہے۔“ بندہ پھر تیسری بار بھی وہی گناہ کر کے کہتا ہے: ”پروردگار! میرا یہ گناہ معاف فرمادے“ تو اللہ تعالیٰ پھر فرماتا ہے: ”میرے بندے نے گناہ کیا اور اُسے علم ہے کہ جو اُس کا رب ہے، وہی گناہوں کو بخشتا ہے اور گناہوں پر پکڑ بھی کرتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کو معاف کر دیا، اب جو چاہے عمل کرے۔“ (264)

● اگر کوئی شخص مرتے دم تک اپنے ارادے پر قائم رہنے کی نیت کے ساتھ کی گئی توبہ کو توڑ بیٹھے تو اُسے چاہئے کہ مایوس ہونے کی بجائے دوبارہ توبہ کر لے۔ اللہ رب العزت کی رحمت بہت وسیع ہے، وہ دوبارہ معاف کر دے گا۔

● حدیثِ قدسی میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اے ابنِ آدم! جب تک تو مجھ سے دُعا کرتا رہے گا

(263) اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ، كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ

(ابن ماجہ، السنن، رقم الحدیث: 4250. طبرانی، المعجم الکبیر، رقم الحدیث: 10281)

”گناہ سے (سچی) توبہ کرنے والا اُس شخص کی مانند ہے جس نے کوئی گناہ کیا ہی نہ ہو۔“

(264) مسلم، الصحيح، رقم الحدیث: 2758

باب نمبر 3: عبادت و بندگی کے آداب

اور مجھ سے بخشش اور مغفرت مانگتا رہے گا اور قبولیت کی امید رکھتا رہے گا تو جو بھی گناہ و لغزش تجھ سے سرزد ہوتی رہے، میں تیری امید اور دُعا کے عمل کے باعث تجھے بخشتا رہوں گا۔“ (265) یعنی اللہ رب العزت کی رحمت گناہگاروں کو معاف کرنے کیلئے ہر وقت تیار رہتی ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم ہمیشہ اللہ رب العزت کی رحمت کیلئے پر امید رہیں اور اُس سے معافی کے طلبگار رہیں۔

● اگر کوئی شخص یہ سوچ کر گناہ کرتا ہے کہ ”کوئی بات نہیں، بعد میں معافی مانگ لوں گا“ تو ممکن ہے کہ اُسے معافی مانگنے کی مہلت ہی نہ ملے، کیونکہ توبہ نادانی میں کئے گئے گناہ پر ہوتی ہے، منصوبہ بندی کے ساتھ کئے گئے گناہ پر نہیں۔ اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں فرمایا: ”اللہ نے صرف انہی لوگوں کی توبہ قبول کرنے کا وعدہ فرمایا ہے جو نادانی کے باعث برائی کر بیٹھیں پھر جلد ہی توبہ کر لیں پس اللہ ایسے لوگوں پر اپنی رحمت کے ساتھ رُجوع فرمائے گا، اور اللہ بڑے علم بڑی حکمت والا ہے۔“ (266)

منصوبہ بندی کے ساتھ کئے گئے گناہ پر شیطان بندے کو بہکاتا رہتا ہے کہ ”جلدی کیا ہے! بعد میں معافی مانگ لینا“ اور یوں بندہ بہکتا چلا جاتا ہے، حتیٰ کہ اُس کی موت کا وقت آ پہنچتا ہے اور اُسے معافی کا موقع ہی نصیب نہیں ہوتا۔ ایسے لوگوں کیلئے اللہ رب العزت نے فرمایا: ”اور ایسے لوگوں کیلئے توبہ (کی قبولیت) نہیں ہے جو گناہ کرتے چلے جائیں، یہاں تک کہ اُن میں سے کسی کے سامنے موت آ پہنچے تو (وہ اُس وقت) کہے کہ میں اب توبہ کرتا ہوں اور نہ ہی ایسے لوگوں کیلئے ہے جو کفر کی حالت پر مریں، اُن کیلئے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔“ (267)

● جانے انجانے میں دن بھر میں ہم سے بہت سی خطائیں اور گناہ ہو جاتے ہیں، ہمیں چاہئے کہ ہر رات سونے سے پہلے اللہ رب العزت کے حضور دن بھر کے گناہوں سے معافی مانگنے کا معمول بنالیں۔

(265) ترمذی، السنن، رقم الحدیث: 3540

(266) القرآن، النساء، 4: 17

(267) القرآن، النساء، 4: 18

55) تعزیت کے آداب

- کسی مسلمان کے انتقال پر اُس کے رشتہ داروں اور قریبی تعلق داروں کو تسلی دینا اور اُنہیں صبر کی تلقین کرنا تعزیت کہلاتا ہے۔ فوت ہو جانے والے کے پسماندگان کو دلاسا دینے سے بھی عیادت کی طرح اجر و ثواب ملتا ہے۔

تعزیت کیوں کریں؟

- فوت ہو جانے والے کے پسماندگان کو غم کی اُس گھڑی میں دلا سے کی ضرورت ہوتی ہے، تاکہ وہ غم کی شدت میں صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑ بیٹھیں۔ ایسے میں جب دوست احباب، پڑوسی اور رشتہ دار اُن سے تعزیت کیلئے آجاتے ہیں اور اُنہیں صبر کی تلقین کرتے ہیں تو ان نفسیاتی سہاروں سے اُن کے غم کی شدت میں کمی آجاتی ہے۔ فوت شدہ شخص کے پسماندگان سے تعزیت کرنا اور اُنہیں صبر کی تلقین کرنا بہت ثواب کا کام ہے۔

- رشتہ داروں اور دوستوں کا تعزیت کیلئے پسماندگان کے ہاں جانا صلہ رحمی کیلئے بھی ضروری ہے۔ چنانچہ لوگوں کے دکھ درد میں شریک ہونے کا موقع ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہئے۔ لوگوں کے ہاں تعزیت کیلئے جانا اس لئے بھی فائدہ مند ہے کہ اس سے انسان کو اپنی موت یاد آتی ہے اور دُنیا کی بے ثباتی پر یقین مزید پختہ ہوتا ہے۔

تعزیت کیسے کریں؟

- تعزیت کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ میت کی تدفین سے پہلے یا اگر موقع نہ ملے تو تدفین کے بعد میت کے گھر والوں کے یہاں جا کر اُنہیں تسلی دی جائے، اُن کی دلجوئی کی جائے، اُنہیں صبر کی تلقین کی جائے اور اُن کے اور میت کے حق میں موقع کی مناسبت سے چند دعائیہ جملے بولے جائیں۔ اسی طرح اگر اُن کی

کوئی ضرورت ہو تو حسبِ توفیق وہ بھی پوری کی جائے۔

مجلسِ تعزیت کے آداب

- میت کی تدفین سے قبل اور بعد میں بھی تعزیت کیلئے آنے والوں کے بیٹھنے کیلئے عموماً مجلس کا انتظام کیا جاتا ہے، جہاں بیٹھ کر لوگ اہل میت کے ساتھ تعزیت کر سکیں۔ جنازے کے اگلے دن یا بعد میں آنے والے دنوں میں تعزیت کیلئے کسی دن کو خاص کر کے اعلان کر دینا بہتر عمل ہے، تاکہ سب لوگوں کو معلوم ہو اور وہ ایک ہی دن طے شدہ وقت پر تعزیت کرنے کیلئے آئیں۔ اگر لوگ روزانہ وقت بے وقت تھوڑے تھوڑے کر کے تعزیت کیلئے پہنچتے رہیں تو اُس سے اہل میت کو تکلیف ہوگی۔
- تعزیت کی مجلس میں خوش گپیوں میں مصروف ہونا اہل میت کی دلجوئی کی بجائے باعثِ تکلیف ہوتا ہے۔ اُن مجالس میں لوگوں کے جمع ہو کر بیٹھنے کا اصل مقصد میت کیلئے ایصالِ ثواب کرنا ہوتا ہے، نہ کہ گپ شپ میں مشغول ہونا۔ چنانچہ بہترین طریقہ یہ ہے کہ تعزیت کی مجلس میں آنے والے تمام لوگ حالاتِ حاضرہ پہ تبصرے کرنے کی بجائے میت کی بخشش کیلئے دُعا کرتے رہیں اور پسماندگان کو صبر کی تلقین کریں۔ گپ شپ کی بجائے اُن مجالس میں تلاوتِ قرآن مجید اور ذکر و نعت میں مصروف رہنا چاہئے اور میت کیلئے کثرت کے ساتھ دُعاے مغفرت کرنی چاہئے۔

تعزیت پہ ضیافت؟

- میت والے گھر تعزیت کیلئے آنے والوں کو کسی قسم کی ریفریشنٹ کا تقاضا قطعاً نہیں کرنا چاہئے۔ اگر چائے وغیرہ کا پوچھا بھی جائے تو انکار کر دینا چاہئے۔
- تعزیت اور عیادت کے مواقع پر مہمان نوازی قطعی زیب نہیں دیتی۔ غمگساری کے ان مواقع پر پریشان لوگوں کی پریشانی میں مزید اضافہ نہیں کرنا چاہئے۔ پسماندگان اگر تعزیت کیلئے آنے والوں کے کھانے پینے کے انتظامات کرنے لگ جائیں تو اُن پر بہت زیادہ بوجھ پڑ جاتا ہے، جو اسلامی تعلیمات

کے سراسر خلاف ہے۔

- اسلامی تعلیمات کا ادب تو یہ ہے کہ قریبی رشتہ دار اور پڑوسی خود اہل میت کے کھانے کا انتظام کریں، جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے کہ جب حضرت جعفر طیارؓ کی شہادت کی خبر پہنچی تو حضور نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا: ”جعفر کے گھر والوں کیلئے کھانا تیار کرو کیونکہ اُن پر صدمہ آیا ہے۔“ (268)
- پاکستان کے بعض علاقوں میں ایک فضول رسم پائی جاتی ہے کہ میت کے گھر والے خیرات کے نام پر تمام گاؤں کو کھانا کھلاتے ہیں۔ کوئی اچھی خیرات کھلا دے تو لوگ اُس کے گن گاتے ہیں، ورنہ مرنے والے کے خاندان کے خلاف بدگوئی کی بھرپور مہم چلاتے ہیں۔ مرنے والے کے گھر میں قیامت ٹوٹ پڑتی ہے۔ بیوی بیوہ ہو جاتی ہے اور بچے یتیم ہو جاتے ہیں۔ ایسے میں ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اُن سے ضیافت کی توقعات کی بجائے اُنہیں صبر کی تلقین کے ساتھ ساتھ اُن کی ہر ممکن مدد بھی کرے۔

تعزیت کا اجر و ثواب کیا ہے؟

- لوگوں کے دکھ درد کے موقع پر اُن کے ساتھ تعزیت کرنا اور اُنہیں غم کی کیفیت میں سنبھلنے کیلئے صبر کی تلقین کرنا بڑے ثواب کا کام ہے۔ تعزیت کے اجر و ثواب کے حوالے سے حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے غمزدہ کی دلجوئی (تعزیت) کی اُس کو جنت میں چادر اوڑھائی جائے گی۔“ (269)
- حضور نبی اکرم ﷺ نے ایک اور موقع پر فرمایا: ”جس نے کسی مصیبت زدہ کی دلجوئی (تعزیت) کی اُس کیلئے اتنا ہی اجر ہے جتنا مصیبت زدہ کیلئے۔“ (270)

(268) أحمد بن حنبل، المسند، I: 205، رقم الحدیث: 1751

(269) ترمذی، السنن، رقم الحدیث: 1076

(270) ترمذی، السنن، رقم الحدیث: 1073

56) میت کے آداب

- تمام مسلمان اس پر ایمان رکھتے ہیں کہ ہر جاندار کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ ہماری زندگی کے جتنے لمحے لکھ دیئے گئے اُن میں کمی بیشی ممکن نہیں۔ جو رات قبر میں آئی ہے وہ باہر نہیں آسکتی۔ گویا موت خود زندگی کی حفاظت کرتی ہے۔ (271)
- انسان جسم و رُوح کا مجموعہ ہے۔ انسان اُس وقت تک زندہ رہتا ہے جب تک اُس کے جسم میں رُوح موجود رہتی ہے اور جب موت کا فرشتہ انسان کی رُوح اُس کے جسم سے نکال کر عالم ارواح میں واپس لے جاتا ہے تو انسان مر جاتا ہے۔ موت کے فوری بعد انسانی جسم میں پہلے سے موجود بیکٹیریا یا میت کے جسم کو مکمل طور پر اُدھیڑنا شروع کر دیتے ہیں، یوں گلنے سڑنے (decomposition) کے مرحلے سے گزرنے کے بعد اُس انسان کے جسم کے خلنے دیگر مخلوقات اور نباتات کی خوراک بن جاتے ہیں۔ مسلمانوں کو حکم ہے کہ ڈی کمپوزیشن نمایاں ہونے سے پہلے جلد از جلد میت کو غسل دے کر، کفن پہنا کر، نماز جنازہ پڑھیں اور اُسے زمین میں دفن کر دیں۔
- ہماری یہ دُنیاوی زندگی پنجرے میں قید پرندے کی سی ہے۔ اس دُنیاوی زندگی کی قید سے آزادی کے بعد انسان کو مادّی کائنات کی بندشیں روک نہیں پاتیں اور وہ اپنے نیک اعمال کی بدولت ایسی آزادی پالیتا ہے کہ وہ آسمانوں کی وسعتوں میں تیرتا پھرتا ہے۔
- علامہ اقبالؒ نے ایک شعر میں مردِ مؤمن کی نشانی بتاتے ہوئے فرمایا کہ جب اُسے موت آتی ہے تو اُس

(271) إِذَا جَاءَ أَجْلُهُمْ فَلَا يَسْتَعْجِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ

(القرآن، یونس، 10: 49)

”جب اُن کی (مقررہ) میعاد آ پہنچتی ہے تو وہ نہ ایک گھڑی پیچھے ہٹ سکتے ہیں اور نہ آگے بڑھ سکتے ہیں۔“

کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آجاتی ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ بعض چہرے موت کے بعد بڑے پُر سکون نظر آتے ہیں اور اُن کے چہرے پر مسکراہٹ صاف دکھائی دیتی ہے۔ خود علامہ اقبالؒ کے چہرے پر بھی اُن کی موت کے بعد مسکراہٹ موجود تھی۔

نشانِ مردِ مؤمن با تو گویم
چوں مرگ آید تبسم بر لبِ اوست

ترجمہ: ”میں تجھے مردِ مؤمن کی نشانی بتاتا ہوں کہ جب اُسے موت آتی ہے تو اُس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آجاتی ہے۔“

- اگر ہم میت کو معاف کر دیں گے تو اللہ بھی ہمیں معاف کر دے گا۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اس اُمید کے ساتھ دوسروں کو معاف کرنا شروع کریں تاکہ خود بھی اللہ رب العزت کی طرف سے معافی کے حقدار بن جائیں۔
- کسی قریب المرگ شخص کو کلمہ کی تلقین کی بجائے خود کلمہ طیبہ اور کلمہ شہادت کا ورد کرنا چاہئے۔ نیز ایسے شخص کے پاس سورۃ یٰسین بھی پڑھی جاسکتی ہے۔
- کسی کے وفات پا جانے پر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھیں؛ اور جان نکل جانے کے بعد اُس کی آنکھیں بند کر دیں اور اُس کے ہاتھ پاؤں سیدھے کر دیں۔ کپڑے کی دھجی بنا کر ٹھوڑی کے نیچے سے گزار کر سر کے اوپر باندھ دیں تاکہ منہ کھلا نہ رہ جائے۔ اسی طرح دونوں پاؤں کے انگوٹھے بھی آپس میں جوڑ کر باندھ دیں اور کسی چادر سے ڈھانپ دیں۔
- میت کے غم میں چیخنے چلانے اور بین کرنے سے اجتناب کریں، البتہ غم میں آنسو نکل جانا منع نہیں۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کسی کی موت پر منہ پر طمانچہ مارے، گریبان پھاڑے اور جاہلیت کی طرح بین کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

باب نمبر 3: عبادت و بندگی کے آداب

- اسلام میں خاوند کے علاوہ کسی اور میت کیلئے تین دن سے زیادہ سوگ کرنے کی ممانعت ہے۔ (272)

57) نمازِ جنازہ کے آداب

- نمازِ جنازہ کا پڑھنا فرضِ کفایہ ہے۔ یعنی اہلِ محلہ میں سے چند ایک بھی پڑھ لیں تو سب کے ذمہ سے ساقط ہو جاتا ہے؛ اور اگر کوئی بھی نہ پڑھے تو جس جس کو میت کی خبر ملی وہ سب گنہگار ہو جاتے ہیں۔
- جنازہ گاہ تک جانے کیلئے اور بعد ازاں وہاں سے قبرستان تک جانے کیلئے میت کی چارپائی کو کندھا دینا مسنون ہے۔
- اس دوران کلمہ شہادت کا ورد جاری رکھیں تاکہ دُنیاوی باتیں نہ ہوں اور سب لوگ خود کو اللہ کی یاد میں اور توحید و رسالت کی گواہی میں مصروف رکھیں۔
- میت کو جنازہ گاہ لے جانے سے لے کر نمازِ جنازہ پڑھنے اور قبرستان میں دفن کرنے تک کسی قسم کی لاپرواہی اور غفلت کا مظاہرہ نہ کریں۔ اس دوران نہ صرف فوت شدہ کیلئے دُعائے مغفرت کریں بلکہ اپنے لئے بھی عبرت حاصل کریں اور جس قدر ممکن ہو خاموشی اختیار کریں۔ جنازہ کے موقع پر دُنیاوی کاروبار کی باتیں کرنا اور ہنسی مذاق کرنا بندے کو موت سے غافل کر دیتا ہے، اس سے بچنا چاہئے۔
- نمازِ جنازہ سے پہلے اور بعد میں موبائل فون پر آنے والی کال اٹینڈ کر کے اونچی آواز میں باتیں نہ کریں۔ بہتر ہو گا کہ نمازِ جنازہ سے پہلے موبائل فون کی بیل بند کر دیں؛ اور اگر کسی کو موبائل کال پر راستہ سمجھانا ہو تو بھی اونچی آواز میں بات نہ کریں۔
- نمازِ جنازہ میں شرکت کے دوران اپنی موت اور اللہ رب العزت کے حضور پیشی کو یاد کریں، اور سوچیں کہ اگر ہماری زندگی یہیں ختم ہو جائے اور ہمیں اگلے لمحے میں سانس نہ آئے تو اللہ رب العزت کے

(272) بخاری، الصحيح، رقم الحدیث: 5024. مسلم، الصحيح، رقم الحدیث: 1486

حضور کیا اعمال لے کر جائیں گے! ہمارے کون سے اعمال ایسے ہیں جو ہمارے لئے صدقہ جاریہ بن سکتے ہیں! نیز کون سے ایسے اُدھار ہیں یا قطع رحمی ہے جسے چکائے بغیر موت آجائے تو ہمارا انجام بالآخر نہیں ہوگا۔ پھر اسی لمحے تہیہ کریں کہ اپنی باقی زندگی یوں گزاریں کہ کسی لمحے بھی اچانک موت آجائے تو ہمیں ایسی کوئی فکر لاحق نہ ہو اور ہم بخوشی موت کو گلے لگا سکیں۔

58) قبرستان کے آداب

- ہزاروں سالوں سے لوگ اس زمینی دنیا میں پیدا ہو رہے ہیں اور اپنی زندگی کی طے شدہ عمر پوری کر کے واپس چلے جاتے ہیں۔ کوئی پچاس ساٹھ سال تک جیتا ہے تو کوئی سو سال سے بھی زیادہ زندہ رہتا ہے۔ بالآخر ہم سب کو ایک نہ ایک دن مرنا ہے اور اپنے رب کے حضور حاضر ہو کر اُن آزمائشوں کیلئے جو ابیدہ ہونا ہوا گا، جن سے ہم زندگی میں گزرتے ہیں۔ (273) اس لئے ہمیں اپنی موت کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے۔
- مرنے کے بعد ہمیں زمین کھود کر اُس کے اندر دفن دیا جاتا ہے، تاکہ ڈی کمپوزیشن کے دوران ہمارے جسم کے گلنے سڑنے کا عمل دنیا کی نظر سے اوجھل رہے۔ صرف اللہ رب العزت کے نبیوں اور نیک بندوں کے جسم قبروں میں گلنے سڑنے (decomposition) سے محفوظ رہتے ہیں۔ (274) ہمیں

(273) كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَنَبَلُّوْكُمْ بِالْشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً وَإِلَيْنَا تُرْجَعُونَ ﴿۳۵﴾
(القرآن، الأنبياء، 21: 35)

”ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے، اور ہم تمہیں برائی اور بھلائی میں آزمائش کیلئے مبتلا کرتے ہیں، اور تم ہماری ہی طرف پلٹائے جاؤ گے۔“

(274) إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ، فَنَبِيُّ اللَّهِ حَيٌّ يُرْزَقُ

(ابن ماجہ، السنن، رقم الحدیث: I637. دارمی، السنن، رقم الحدیث: I572)

”اللہ تعالیٰ نے زمین کیلئے انبیاء کرام علیہم السلام کے جسموں کا کھانا حرام کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا نبی زندہ ہوتا ہے اور

خود کو اُس دُنیا کیلئے تیار کرنا چاہئے کہ جب ہمیں قبر میں دفن دیا جائے گا۔

● قبرستان ایسے لوگوں سے بھرے ہوئے ہیں جو سمجھتے تھے کہ اُن کے بغیر دُنیا کا نظام نہیں چل سکتا۔ وہ سب اِس دُنیا میں کمائے ہوئے مال و دولت، علم و فن اور سائنسی ترقی کو اپنی اگلی نسلوں کے حوالے کر کے خود یہاں سے چلتے بنے۔ آج کی تاریخ میں جو آٹھ ارب کے لگ بھگ انسان اِس رُوئے اَرْض پہ زندہ بستے ہیں کم و بیش وہ سب کے سب آج سے سو سال بعد مر چکے ہوں گے اور اُن کی جگہ اُن کی اگلی نسلیں سنبھال چکی ہوں گی۔ ہم سب یہ رنگین دُنیا چھوڑ جائیں گے اور ماضی کا حصہ بن جائیں گے۔ اگلی نسلوں میں ہمارا نام و نشان تک ختم ہو جائے گا۔ ہماری اولاد میں سے بھی بیشتر موت کی نیند سو جائیں گے اور باقی ماندہ ہماری قبروں کے نشان تک بھول چکے ہوں گے۔ ہمیں اپنی موت نہیں بھولنی چاہئے۔

● اپنے والدین سے اُن کے دادا پر دادا کے نام پوچھیں اور اُن کی قبروں کا مقام پوچھیں۔ بیشتر کو اُن کی قبروں کا مقام حتیٰ کہ وہ قبرستان بھی یاد نہیں ہو گا، جہاں وہ مدفون ہیں۔ اُن کے آبائی گھر کے ہمسائیوں کے بارے میں پوچھیں کہ اُن میں سے کون اَب کہاں رہتا ہے؟ اُن میں سے بھی بیشتر فوت ہو چکے ہوں گے اور اُس گلی محلے کے بیشتر لوگوں کو اُن کا نام و نشان تک یاد نہیں ہو گا۔

● کسی کی قبر پر پہنچ کر اُسے بیچارہ کہتے ہوئے دُکھی نہیں ہونا چاہئے۔ ہم مرنے والے کا ذکر کرتے وقت عموماً اُسے بیچارہ کہتے ہیں، حالانکہ مرنے والا (اگر نیک ہو تو) بڑا ہی خوش نصیب ہوتا ہے کیونکہ وہ اِس فانی دُنیا کے مکر و فریب سے نجات پا چکا ہوتا ہے اور وہ اپنے پسماندگان کو بیچارہ خیال کرتا ہے کہ اُن پر ابھی زندگی کی آزمائش باقی ہے۔ اُسے بیچارہ کہنے کی بجائے ہمیں اپنی موت کی فکر کرنی چاہئے۔

● جب کبھی کوئی رشتہ دار یا محلے دار فوت ہو جائے تو ہمیں اُس کے جنازے میں شریک ہونا چاہئے اور تدفین کیلئے میت کے ساتھ قبرستان تک بھی جانا چاہئے۔ اگر ہم گاہے بگاہے قبرستان جاتے رہیں تو ہمیں

اُسے رزق فراہم کیا جاتا ہے۔“

آداب زندگی... کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

اپنی موت یاد رہے گی اور ہم دُنیا کی رنگینی میں کھو کر غفلت کا شکار نہیں ہوں گے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ہمیں قبروں کی زیارت کرنے کا حکم دیا، تاکہ ہم موت کو یاد رکھیں۔ (275)

• قبرستان پہنچنے پر یہ دُعا پڑھیں:

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْقُبُورِ، يَغْفِرُ اللَّهُ لَنَا وَلَكُمْ، أَنْتُمْ سَلَفْنَا وَنَحْنُ بِالْآثِرِ
”اے قبروں والو! تم پر سلام ہو، ہمیں اور تمہیں اللہ بخشتے۔
تم ہم سے پہلے چلے گئے اور ہم بعد میں آنے والے ہیں۔“

• جس طرح زندہ انسانوں کو کھانے پینے کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح فوت ہو جانے والوں کو دُعاؤں کی ضرورت ہوتی ہے۔ چنانچہ جب قبرستان جائیں تو قبر والوں کیلئے ایصالِ ثواب ضرور کریں۔ اس کے آداب میں سے ہے کہ صرف کھڑے ہو کر زیارت کریں اور ہو سکے تو میت کے پاؤں کی طرف سے آئیں اور آیتُ الکرسی، سورۃُ الفاتحہ، سورۃُ الاخلاص اور سورۃُ البقرہ کا پہلا رکوع اور آخری چار آیات وغیرہ پڑھ کر اُس کا ثواب میت کو پیش کر دیں۔

• اپنے والدین کی قبروں پہ لازمی جایا کریں اور اُن کیلئے ایصالِ ثواب کو اپنی زندگی کا معمول بنائے رکھیں۔
• قبرستان جانا اور موت کو یاد کر کے رونایا خود پر رِقّت طاری کر لینا حضور نبی اکرم ﷺ کی سنتِ مبارکہ ہے۔ البتہ روتے ہوئے چیخ و پکار کرنا قطعاً جائز نہیں۔

• قبروں میں لیٹے مُردوں پر عذاب یا راحت کا جو بھی معاملہ ہوتا ہے، کرۃُ اَرْض کے ماڈی ماحول میں رہنے والے انسان اُس کا مشاہدہ نہیں کر سکتے۔ اُسے صرف وہی جان سکتا ہے جو موت کی دہلیز کو پار کر کے عالم

(275) فزُورُوا الْقُبُورَ فَإِنَّهَا تُذَكِّرُ الْمَوْتَ

(مسلم، الصحيح، رقم الحدیث: 976)

”تم قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ یہ موت کی یاد دلاتی ہے۔“

باب نمبر 3: عبادت و بندگی کے آداب

برزخ کے ساتھ رابطہ قائم کر چکا ہو۔ مُردے کو اپنے نیک یا بد اعمال کی وجہ سے جو راحت یا تکلیف محسوس ہوتی ہے، اُسے زندہ انسانوں سے مخفی رکھنا اللہ رب العزت کے عظیم منصوبے کا حصہ ہے، تاکہ ایمان بالغیب کے حوالے سے انسان کی آزمائش کا سلسلہ کبھی ختم نہ ہونے پائے۔ قبر کی حقیقت موت سے پہلے معلوم نہیں ہو سکتی۔ اس لئے جس قدر ممکن ہو قبرستان کا ادب کریں اور اُس کے پاس سے بھی گزریں تو اوپر مذکورہ دُعا پڑھنا اپنا معمول بنا لیں۔

● قبرستان جا کر لاپرواہی اور غفلت کا مظاہرہ نہ کریں۔ قبرستان عبرت کا مقام ہے، وہاں جس قدر ممکن ہو خاموشی اختیار کریں۔ قبرستان میں دُنیوی کاروبار کی باتیں کرینا اور ہنسی مذاق کرنا بندے کو موت سے ناغل کر دیتا ہے، اس لئے اُس سے بچنا چاہئے۔

● قبرستان میں موبائل فون پر آنے والی کال اٹینڈ کر کے اونچی آواز میں باتیں نہ کریں۔ بہتر ہو گا کہ قبرستان میں داخل ہونے سے پہلے موبائل فون کی بیل بند کر دیں؛ اور اگر کسی کو موبائل کال پر قبرستان پہنچنے کا راستہ بتانا ضروری ہو تو بھی اونچی آواز میں بات نہ کریں۔

● بعض لوگ قبرستان کو معمولی جگہ سمجھتے ہیں اور وہاں لڈو وغیرہ کھینے کیلئے چلے جاتے ہیں، یہ انتہائی غفلت بھرا کام ہے۔ اسی طرح قبرستان کے پاس کرکٹ کھیلنا کہ گیند قبروں میں چلی جائے، یہ بھی قطعی مناسب نہیں۔ قبرستان کھیل کود کی جگہ نہیں بلکہ عبرت کا مقام ہے، وہاں ایسی حرکتوں سے باز رہنا چاہئے۔

باب نمبر 4

خدمتِ دین کے آداب

اس باب کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ دین کی خدمت کے جذبے سے سرشار افراد کو اُن آداب سے رُوشناس کرایا جائے جن کی بدولت وہ اپنی محنت اور خلوص کا بہتر نتیجہ پاسکیں اور اُن کی بے لوث محنت معاشرے کے اندر مثبت تبدیلی لانے میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔

59) دعوت و تبلیغ دین کے آداب

• دعوت و تبلیغ کی بنیاد کیا ہو؟: کسی بھی دینی جماعت کی دعوت و تبلیغ دین کا اُسلوب علم و حکمت اور محبتِ انسانیت پر اُسْتوار ہونا چاہئے تاکہ داعی کے پیغام کی تاثیر لوگوں کے دلوں میں جگہ پیدا کر سکے۔ اللہ رب العزت نے حضور نبی اکرم ﷺ کو اللہ کے راستے کی طرف دعوت دینے کا اُسلوب سکھاتے ہوئے حکمت اور عمدہ نصیحت کو اولین ترجیح دی۔ (276)

• داعی کا عمل کیسا ہو؟: داعی اور مبلغ کا عمل اُس کی دعوت سے مزین ہونا چاہئے۔ اگر ایسا نہیں ہوگا تو اُس کے عمل کو دیکھ کر لوگوں کے متاثر ہونے کی بجائے اُس کا الٹا اثر ہوگا اور سُننے والے کا اعتماد ہی اُس دعوت سے اُٹھ جائے گا اور وہ یہ سمجھے گا کہ شاید اس مبلغ کا ذاتی مفاد (روزگار وغیرہ) اُس کی دعوت و تبلیغ سے وابستہ ہے۔ اچھا داعی اور مبلغ وہ ہوتا ہے جس کا کلام دُنیا کے ہر کلام سے اعلیٰ ہو اور وہ خود بھی اعمالِ صالحہ کا پیکر ہو۔ اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں آئیڈیل داعی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اُس کے نزدیک بہترین شخص وہ ہے کہ جب وہ اپنی اچھی گفتگو کے ساتھ لوگوں کو اللہ رب العزت کی طرف بلائے تو وہ خود بھی نیک اعمال کرنے والا ہو۔ (277)

(276) اَدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَدِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ

(القرآن، النحل، 16 : 125)

”اے رسولِ معظم! آپ اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ بلائیے اور ان سے بحث

(بھی) ایسے انداز سے کیجئے جو نہایت حسین ہو۔“

(277) وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿٣٣﴾

(القرآن، فصلت، 41 : 33)

● خدمتِ دین کی توفیق پر ناز نہ کریں: اللہ رب العزت کا شکر ادا کرتے رہنا چاہئے کہ اُس نے خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائی۔ وہ یہ کام کسی اور سے بھی لے سکتا ہے، لہذا اپنی بھگا ڈوڑ پر کبھی نظر نہیں رکھنی چاہئے بلکہ نصرتِ الہی کیلئے دُعا کرتے رہنا چاہئے، کیونکہ نتیجہ خیزی اُسی کے ہاتھ میں ہے، انسان کے بس میں نہیں۔

● نبوی کردار اپنائیں: دعوت و تبلیغ دین کا فریضہ سرانجام دینے والوں کو چاہئے کہ وہ اپنا منصب پہچانیں اور اپنے کردار سے ثابت کریں کہ وہ واقعی علماءِ حق ہیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ علماءِ نبیوں کے وارث ہوتے ہیں (278) چنانچہ ضروری ہے کہ دعوت و تبلیغ کا فریضہ سرانجام دینے والے علماء کا کردار نبیوں جیسا ہو اور اُن کے عمل میں نبوی صفات پائی جائیں۔

● اخلاص کا پیکر بنیں: داعی اور مبلغ کیلئے ضروری ہے کہ اُس کا عملِ اخلاص کا پیکر ہو اور اُس کے دل میں نبوی تڑپ موجود ہو۔ جس طرح حضور نبی اکرم ﷺ نے ساری زندگی اپنی اُمت کی ہدایت کیلئے دینِ اسلام کی آفاقیت کو منوانے میں گزاری اُسی طرح ہمیں بھی (آج کے دور کے تقاضوں کے مطابق) حضور نبی اکرم ﷺ کی اُمت کی ہدایت کیلئے وقف کرنے اور دینِ اسلام کے عطا کردہ نظام کو زندگی کے ہر شعبہ میں قابلِ عمل بنانے کیلئے تگ و دو کرتے رہنا چاہئے۔

● شفقت و رحمت اپنائیں: انبیاءِ کرام کے اُصولِ دعوت میں لوگوں پر رحمت و شفقت اور خیر خواہی کا جذبہ غالب تھا؛ لہذا آج کے دور میں دعوت و تبلیغ کا فریضہ سرانجام دینے والوں کو بھی لوگوں کے

”اور اس شخص سے زیادہ خوش گفتار کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک عمل کرے اور کہے: بے شک میں اللہ عز و جل اور رسول ﷺ کے فرمانبرداروں میں سے ہوں۔“

(278) إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرِثَةُ الْأَنْبِيَاءِ

(أبو داؤد، السنن، رقم الحدیث: 3641)

”پیشک علماءِ نبیوں کے وارث ہوتے ہیں۔“

ساتھ شفقت کے ساتھ پیش آنا چاہئے اور ان کے ساتھ خیر خواہی کا جذبہ رکھنا چاہئے۔

- طرزِ عمل پر نظر ثانی کرتے رہیں: دعوت دینے والوں کو اپنے طرزِ عمل پر نظر ثانی کرتے رہنا چاہئے۔ کبھی ہمیں ایک اُسلوب بہت اچھا لگتا ہے مگر وہ معاشرے کیلئے قابلِ قبول نہیں ہوتا۔ طرزِ عمل کی خرابی مخلصانہ کاوشوں کے نتائج پر بھی پانی پھیر کر رکھ دیتی ہے۔ ممکن ہے کہ ہم دعوت و تبلیغ دین کیلئے کسی ایک طرزِ عمل کو بُرا سمجھیں مگر اُسی میں بھلائی ہو اور کسی دوسرے طرزِ عمل کو اچھا سمجھیں مگر حقیقت میں وہ اتنا اچھا نہ ہو۔ (279)

- دل نہ بدلے تب بھی سلامتی کی بات کریں: دعوت و تبلیغ دین میں مصروف رہنے والوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ محض دلائل اور شعلہ بیانی سے دل نہیں بدلا کرتے، دل بدلنا اللہ رب العزت کے اختیار میں ہے۔ چنانچہ جہاں دیکھیں کہ خوب محنت کے باوجود نتیجہ ظاہر نہیں ہو رہا تو وہاں قرآنی ہدایت ”تالوا سلاما“ پر عملدرآمد کرتے ہوئے سلامتی کی بات کر کے الگ ہو جانا چاہئے۔ بعض اوقات حق پر ہونے کے باوجود خاموشی اختیار کر لینے میں ہی عافیت ہوتی ہے۔ ڈٹے رہنے سے حالات مزید خراب ہوتے ہیں اور لڑائی جھگڑے کی صورت میں بالآخر داعی کو ہی ندامت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

- غصے سے بچیں: غصہ شیطان کا بہت بڑا ہتھیار ہے، جس کی مدد سے وہ اللہ کے دین کی دعوت دینے والوں کو ورغلا تا اور راہِ راست سے بھٹکاتا ہے۔ دعوتِ دین کے دوران اگر شیطان مشتعل کرے کہ سامنے والے کی بُرائی کا جواب بُرائی سے دو تو اُسی وقت فوری اللہ رب العزت سے اُس کی پناہ مانگیں اور اپنے غصے کو ٹھنڈا کریں، ورنہ ہماری ساری محنت غارت جاسکتی ہے۔ اللہ رب العزت نے دعوتِ دین

(279) وَعَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسَىٰ أَن تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ
(القرآن، البقرة، 2: 216)

”اور ممکن ہے تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور وہ (حقیقتاً) تمہارے لئے بہتر ہو، اور (یہ بھی) ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو پسند کرو، اور وہ (حقیقتاً) تمہارے لئے بری ہو۔“

کے دوران لوگوں کا دل جیتنے کیلئے اُن کی بدی کا جواب نیکی سے دینے کا حکم فرمایا۔ (280)

• صوفیانہ انداز اپنائیں: دعوت و تبلیغ کیلئے خشک مَلَايَتِ والا انداز نہ اپنائیں، ایسا کرنے سے لوگ آپ سے دُور بھاگیں گے۔ اگر اپنی دَعوت و تبلیغ میں اثر دیکھنا چاہتے ہیں تو صوفیاء والا انداز اپنائیں۔ صوفیاء ہمیشہ دلوں پر دستک دیتے تھے، جو ایک بار قریب آتا ہے اُنہی کا ہو کر رہ جاتا۔

• بے نیازی اختیار کریں: دَعوت و تبلیغ کا فریضہ سرانجام دینے والوں کو چاہئے کہ مخلوق سے بے نیازی اختیار کریں، استغنا کی صفت اپنائیں اور مخلوق کی طرف سے کسی قسم کے بدلے کی اُمید نہ رکھیں۔ (281)

• لوگوں کیلئے آسانی پیدا کریں: دَعوت و تبلیغ کے دوران لوگوں کے سامنے دین کو مشکل بنا کر پیش نہ کریں۔ سارا بوجھ ایک ہی بار گردن پر نہ ڈال دیا جائے بلکہ پہلے عقائد اور پھر اُس کے بعد رفتہ رفتہ اعمال کی بات کی جائے۔ دُوسروں کی سہولت کا خیال رکھنا چاہئے تاکہ بیزاری اور نفرت کی فضا پیدا نہ ہو۔ (282) گویا دین کو اس طرح آسان بنا کر پیش کریں کہ لوگ خوش دلی کے ساتھ اُسے قبول کریں،

(280) وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۚ ادْفَعِ بِالَّتِي هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ

عَدَاوَةٌ كَانَهُ وَوَلِيٍّ حَمِيمٍ ﴿٣١﴾

(القرآن، فصلت، 41: 34)

”اور نیکی اور بدی برابر نہیں ہو سکتے، اور برائی کو بہتر (طریقے) سے دُور کیا کرو، سو نیتِ تجاؤہ شخص کہ تمہارے اور جس کے درمیان دشمنی تھی گویا وہ گرم جوش دوست ہو جائے گا۔“

(281) وَيَقُومُ لَا اَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ۗ اِنْ اَجْرِي اِلَّا عَلٰى اللّٰهِ

(القرآن، ہود، 11: 29)

”اور اے میری قوم! میں تم سے اس (دعوت و تبلیغ) پر کوئی مال و دولت (بھی) طلب نہیں کرتا، میرا اجر تو صرف اللہ (کے ذمہ کرم) پر ہے۔“

(282) يَسِّرُوا وَلَا تَعْسِرُوا وَبَشِّرُوا وَلَا تَنْفَرُوا

غیر ضروری پابندیاں سمجھ کر انکار نہ کر دیں۔

● بدگمانی سے بچیں: دعوتِ دین میں مصروف خوش نصیبوں کو چاہئے کہ وہ خود کو شیطان کے وسوسوں سے بچائیں۔ محض اُفواہوں سے متاثر ہو کر کسی شخصیت کے بارے میں بدگمانی قائم نہ کریں۔ دین کی دعوت میں بدگمان لوگوں کا کوئی کام نہیں، جو خود بدگمان ہے وہ دوسروں کو دین کی دعوت دے کر نتیجہ خیزی کی توقع کیونکر کر سکتا ہے!!

● تنگ نظری اور انتہا پسندی سے بچیں: دین کی دعوت و تبلیغ کے دوران اعتدال کی روش اپنائیں۔ کسی بھی معاملے میں تنگ نظری اور انتہا پسندی کو شیطان کا حملہ سمجھیں۔ معمولی اختلاف رکھنے والے پر کافر و مشرک ہونے کا فتویٰ لگا دینا اور اُسے جہنمی قرار دینا دین کی خدمت نہیں بلکہ لوگوں کو دین سے دُور کرنے کا باعث بنتا ہے۔ ہمیشہ حکمت کے ساتھ چلیں اور کسی قسم کے اختلافی معاملے میں اپنی بات بھلے انداز سے دلیل کے ساتھ پیش کریں۔

● دیگر جماعتوں کو معاون سمجھیں: مختلف جماعتیں اپنے اپنے انداز سے دعوت و تبلیغِ اسلام کا فریضہ ادا کر رہی ہیں، چنانچہ ہمیں چاہئے کہ اُن کے طرزِ عمل کو بُرا نہ سمجھیں، ہمیشہ اُن کے بارے میں حُسنِ ظن سے کام لیں اور اُنہیں اپنا حریف نہیں بلکہ اپنا معاون و مددگار سمجھیں۔

● کسی کو برا بھلا نہ کہیں: داعیین اور مبلغین کو چاہئے کہ جن لوگوں کو دعوت و تبلیغ کریں اُن کے مذہبی و سیاسی اعتقادات اور اُن کے لیڈروں کو برا بھلا کہہ کر قبولیت کا امکان کبھی ختم نہ کریں۔ یہ بات ہمیشہ ذہن نشین رکھیں کہ اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں مشرکین کے بتوں تک کو بھی گالی دینے سے

منع فرمایا ہے۔ (283)

- فرقہ بندی کے فتنے سے بچیں: دعوت و تبلیغ دین کے دوران بعض اوقات چھوٹی چھوٹی باتوں پہ بد مزگی پیدا کر دی جاتی ہے۔ ایسی صورت حال پیدا ہونے سے پہلے حالات کو سمجھ جائیں تو اُس فتنے سے بچا جاسکتا ہے۔ اسی طرح فرقہ بندی کے ماحول میں اکثر اوقات مذہبی طبقے میں چھوٹی چھوٹی باتوں کو لے کر انا کا مسئلہ بنا لیا جاتا ہے، جس کا نتیجہ لڑائی جھگڑے اور ندامت کی صورت میں نکلتا ہے۔ چنانچہ فرقہ واریت سے بچنے کیلئے دعوت کے دوران دوسروں کے بارے میں خوش گمان رہنا چاہئے اور ”اپنا عقیدہ چھوڑو نہیں... دوسروں کا عقیدہ چھیڑو نہیں“ کی پالیسی اپنانی چاہئے۔
- اچھا طرز گفتگو اپنائیں: دعوت و تبلیغ کیلئے نکلنے والے مبلغ کی گفتگو میں نرمی، سنجیدگی، آہستگی اور دانش مندی پائی جائے تو اُس کی دعوت مخاطبین کے دلوں میں جا اترتی ہے۔ دعوت و تبلیغ کیلئے وفد کی صورت میں جائیں تو صرف سربراہ بات کرے، باقی سب خاموشی سے سنتے رہیں، البتہ سربراہ کی اجازت سے بات کی جاسکتی ہے۔

(283) وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ كَذَلِكَ زَيْنًا

لِكُلِّ أُمَّةٍ عَمَلُهُمْ

(القرآن، الأنعام، 6: 108)

”اور (اے مسلمانو!) تم اُن (جھوٹے معبودوں) کو گالی مت دو جنہیں یہ (مشرک لوگ) اللہ کے سوا پوجتے ہیں، پھر وہ لوگ (بھی جو اباً) جہالت کے باعث ظلم کرتے ہوئے اللہ کی شان میں دشنام طرازی کرنے لگیں گے۔ اسی طرح ہم نے ہر فرقہ (وجماعت) کیلئے اُن کا عمل (اُن کی آنکھوں میں) مرغوب کر رکھا ہے (اور وہ اُسی کو حق سمجھتے رہتے ہیں)۔“

60) وعظ اور خطاب کے آداب

● خطاب کا مقصد کیا ہو؟: وعظ و نصیحت کا بنیادی مقصد امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہونا چاہئے، یعنی لوگوں کو اچھے کاموں کی ترغیب دی جائے اور انہیں بُرے کاموں سے روکا جائے تاکہ معاشرے میں نیکی فروغ پائے اور بدی کا خاتمہ ہو سکے۔ (284)

● نصیحت سے پہلے اپنا عمل بہتر کریں: جس موضوع پر خطاب کریں اُس کے حوالے سے اپنا عمل بھی ہونا چاہئے۔ ”جو کہہ رہے ہیں آپ سو وہ ہو بھی جائیے“ کے مصداق ایسے موضوع پر خطاب نہ کریں جو آپ کے اپنے عمل میں موجود نہ ہو۔ بچے کو میٹھانہ کھانے کی نصیحت اُس دن کریں جس دن خود میٹھانہ کھایا ہو۔ وعظ اور خطاب میں تاثیر پیدا کرنے کیلئے اللہ رب العزت نے حضور نبی اکرم ﷺ سے فرمایا کہ وہ راتوں کو اُٹھ کر اللہ کی عبادت کیا کریں۔ (285) پس داعی اور مبلغ کو اپنی بات کو پُر تاثیر بنانے کیلئے

(284) وَلَتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿١٠٤﴾
(القرآن، آل عمران، 3 : 104)

”اور تم میں سے ایسے لوگوں کی ایک جماعت ضرور ہونی چاہئے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائیں اور بھلائی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں، اور وہی لوگ بائرا ہیں۔“

(285) إِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ وَطْئًا وَأَقْوَمُ قِيلاً ﴿٦﴾ إِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيلًا ﴿٧﴾
وَأَذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ﴿٨﴾
(المزمل، 73 : 6 - 8)

”پیشک رات کا اٹھنا (نفس کو) سخت پامال کرتا ہے اور (دل و دماغ کی) ایک سُوتی کے ساتھ (زبان سے) سیدھی بات نکالتا ہے۔ بے شک آپ کیلئے دن میں بہت سی مصروفیات ہوتی ہیں۔ اور آپ اپنے رب کے نام کا ذکر کرتے رہیں اور (اپنے قلب و باطن میں) ہر ایک سے ٹوٹ کر اسی کے ہو رہیں۔“

اسی راستے پر چلنا ہو گا۔

● مطالعہ کریں اور دلائل پیش کریں: موضوع کو ثابت کرنے کیلئے ٹھوس حقائق اور قابل حجت حوالہ جات پیش کریں۔ اگر آپ کے دلائل میں وزن ہو گا تو گلے کا زور نہیں لگانا پڑے گا۔ چنانچہ مطالعہ کی عادت اپنائیں اور ہر موضوع پر علمی دلائل کے ساتھ بات کریں۔ صرف لفظی اور چرب بیانی سے آپ مخاطبین کے دل میں اپنی وقعت کھو دیں گے۔

● سامعین کی سطح پر بات کریں: واعظین اور خطاب کرنے والوں کو چاہئے کہ وہ سیدنا علی المرتضیٰؑ کے قول پر عمل کرتے ہوئے ہمیشہ سامعین کی سطح پر آکر بات کیا کریں تاکہ اُن کی بات زیادہ سے زیادہ لوگوں کے دلوں میں اُتر سکے۔ (286) اگر آپ کے سامنے یونیورسٹی کے تعلیم یافتہ افراد موجود ہوں تو اُن کے سامنے عوامی قسم کی جذباتی باتوں کی بجائے پُر مغز اور مدلل گفتگو کریں۔ اسی طرح جب اُن پڑھ دیہاتیوں سے گفتگو کا موقع ملے تو لفظی سے بھرپور علمیت دکھانے سے ساری محنت ضائع ہو جائے گی۔ اُن کے سامنے سادہ زبان میں دین کے آسان آسان پہلو پیش کریں۔ اسی طرح تمام سامعین علم اور تجربے کے حوالے سے ایک سی سطح نہیں رکھتے، اس لئے خطاب ہمیشہ عام سننے والے کو مد نظر رکھ کر کرنا چاہئے تاکہ وہ بھی اُس سے اتنا ہی فائدہ اُٹھا سکے۔

● نرم لہجے میں خطاب کریں: وعظ اور خطاب کے دوران ایسا نرم انداز اپنائیں کہ سننے والا نصیحت قبول کرنے پر آمادہ ہو جائے۔ اپنی گفتگو میں ایسی سختی کا رویہ نہ اپنائیں کہ سامعین اُس سے وحشت محسوس کریں۔ مائیک اور سپیکر کی موجودگی میں خطاب کے دوران کبھی زیادہ زور لگا کر نہ بولیں۔ ایسے چیخنے چلانے سے کلیتاً اجتناب کریں۔ آج کے دور میں لوگ چیخ چیخ کر بولنے والے کی بات کو اہمیت نہیں

(286) حَدَّثُوا النَّاسَ بِمَا يَعْرِفُونَ

(بخاری، الصحيح، رقم الحدیث: 127)

”لوگوں سے اُن کی سمجھ کے مطابق بات کیا کرو۔“

باب نمبر 4: خدمتِ دین کے آداب

دیتے۔ اپنی بات کو منوانے کیلئے چیخ و پکار کی بجائے دلائل کا زور استعمال کریں۔ ہاں اگر کسی وجہ سے مائیک کام نہ کرے تو تمام شرکاء تک آواز پہنچانے کیلئے اونچی آواز میں گفتگو کی جاسکتی ہے۔

● موضوع کو متوازن رکھیں: خطاب کے دوران ایک وقت میں ایک ساتھ بہت سے موضوعات نہ چھیڑیں۔ اپنے موضوع پر قائم رہیں۔ اگر آپ بہت زیادہ موضوعات ایک ہی خطاب میں یکجا کر دیں گے تو لوگوں کی دلچسپی کم ہو جائے گی۔ تاہم سارا خطاب ایک ہی انداز پر مشتمل ہو تو بھی عام سامعین کی دلچسپی برقرار نہیں رہتی۔ اس لئے اپنے خطاب کو متوازن رکھیں اور اس بات کو یقینی بنائیں کہ اپنے موضوع کے اندر رہتے ہوئے سامعین کو بنیادی اسلامی عقائد، فقہی مسائل اور اخلاق وغیرہ پر مشتمل مواد ملے۔ اس کے ساتھ ساتھ سارا دین ایک ہی نشست میں سکھانے کی کوشش بھی نہ کریں، بلکہ مرحلہ وار تعلیم دیں۔

● مکالمہ کا انداز اپنائیں: خطاب کے دوران سامعین کے ساتھ مکالمے کا انداز اپنائیں اور گاہے بگاہے اپنی بات اُن کے منہ سے دہرائیں اور اُن کی حوصلہ افزائی کریں۔ اس سے آپ کی گفتگو زیادہ پُر اثر ثابت ہوگی۔

● گھٹیا القابات سے باز رہیں: اپنے نقطہ نظر سے اتفاق نہ کرنے والے مسالک اور اُن کے رہنماؤں کا ذکر بھی شائستگی کے ساتھ کریں۔ اُنہیں گھٹیا القابات دینے سے پڑھے لکھے غیر جانبدار سامعین کی نظر میں آپ کی شخصیت مجروح ہو جائے گی۔

● وقت کا خاص خیال رکھیں: خطاب کیلئے اُن تمام مواد منتخب کریں جتنے کا احاطہ طے شدہ وقت کے اندر اندر کر سکیں، ورنہ کچھ نکات وقت کی کمی کی بناء پر ادھورے چھوڑنے پڑ سکتے ہیں۔ خطاب کے دوران وقت کا خاص خیال رکھیں۔ جتنا وقت خطاب کیلئے دیا گیا ہو اُسی کے اندر اپنی بات کو مکمل کریں۔ باقی بات کسی اور موقع کیلئے چھوڑ دیں۔ آپ کی بات جتنی بھی اہم ہو، یہ یاد رکھیں کہ وقت زیادہ ہو جانے کی وجہ سے سامعین آپ کی اُس اہم بات پر توجہ دینے کی بجائے گھڑی کی طرف زیادہ توجہ دیں گے اور آپ کی بات

ضائع ہو جائے گی۔ اپنی بات کو کبھی ضائع نہ ہونے دیں۔

6I) نظم جماعت کے آداب

- نظم جماعت کیوں؟: کسی بھی جماعت / تنظیم / کمپنی / ادارے میں نظم کے بغیر اُس کے نتائج حاصل نہیں کئے جاسکتے۔ ہر جماعت میں قیادت کی حیثیت دماغ اور کارکنان کی حیثیت دیگر جسمانی اعضاء کی سی ہوتی ہے۔ دماغ منصوبہ بندی کرتا ہے، سوچ سمجھ کر فیصلہ کرتا ہے اور جسم کے دیگر اعضاء دماغ کے حکم کے مطابق تمام احکام بجالاتے ہیں۔ ایسا کبھی نہیں ہوتا کہ ہاتھ یا پاؤں دماغ کا فیصلہ ماننے سے انکار کر دیں۔ جماعتی مقاصد کے حصول کیلئے پہلا آداب یہی نظم اور کوآرڈینیشن ہے، جس کا قائد اور کارکنان کے درمیان پایا جانا ضروری ہے۔
- اطاعتِ امیر اور اختلاف: جماعتی نظم میں اطاعتِ امیر کو مرکزی حیثیت حاصل ہے، چنانچہ ہر سطح کے کارکنان کو اپنی بالائی سطح کی قیادت کی اطاعت کرنی چاہئے اور اُن کی طرف سے فراہم کردہ اہداف کے حصول کیلئے سرتوڑ محنت کرنی چاہئے۔ اگر کسی معاملے میں اختلاف کرنا ضروری ہو تو وہ صرف ضابطے کے مطابق کیا جائے۔ یاد رکھیں کہ اختلاف کا موقع صرف مشاورت کے دوران ہوتا ہے، عملدرآمد کے وقت نہیں۔
- مقامی امیر کی اطاعت: اپنے مقامی امیر کی اطاعت کو اسی طرح لازم سمجھیں جیسے مرکزی امیر کی اطاعت لازم ہوتی ہے۔ اگر مقامی امیر کے حوالے سے کوئی تشویش ہو تو ضابطے کے مطابق اُس کی تبدیلی کیلئے کوشش کریں، مگر جتنا عرصہ وہ ذمہ داری پر موجود ہو اُس کی اطاعت سے رُوگردانی نہ کریں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اپنے مقامی امیر کی اطاعت کرو، خواہ وہ تک کٹا حبشی ہی کیوں نہ ہو۔

باب نمبر 4: خدمتِ دین کے آداب

- نظمِ جماعت کو دینی تقاضا جانیں: کسی بھی دینی جماعت کے کارکنان کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنے جماعتی نظم کو سیاسی جماعتوں کی طرح محض پارٹی مفاد کے طور پر نہ لیں، بلکہ اپنی دینی جماعت کے نظم کی پیروی کو دینی تقاضا سمجھیں اور کسی موقع پر جماعتی نظم کی خلاف ورزی نہ کریں۔ اجتماعی مفاد سے وابستہ ہر معاملے میں اپنے رُفقاء کے ساتھ شریکِ سفر رہیں اور بلاعذر شرکت سے پہلو تہی نہ کریں۔ (287)
- نظمِ جماعت کا ادب ہے کہ ہر سطح کے کارکنان اپنے معاون ساتھیوں کے ساتھ ہمیشہ اچھا تعلق رکھیں اور خدمتِ دین کے معاملات میں انہیں رشتہ داروں سے بڑھ کر اپنائیت دیں۔ رشتہ داری اور برادری کی بناء پر ووٹ دینے کی بجائے جماعتی نظم کو فوقیت دی جائے۔ (288)

(287) إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِذَا كَانُوا مَعَهُ عَلَىٰ أَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوا حَتَّىٰ يَسْتَأْذِنُوهُ
(القرآن، النور، 24: 62)

”ایمان والے تو وہی لوگ ہیں جو اللہ پر اور اُس کے رسول (ﷺ) پر ایمان لے آئے ہیں اور جب وہ آپ کے ساتھ کسی ایسے (اجتماعی) کام پر حاضر ہوں جو (لوگوں کو) یکجا کرنے والا ہو تو وہاں سے چلے نہ جائیں (یعنی اُمت میں اجتماعیت اور وحدت پیدا کرنے کے عمل میں دلجمعی سے شریک ہوں) جب تک کہ وہ (کسی خاص عذر کے باعث) آپ سے اجازت نہ لے لیں۔“

(288) لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ وَوَدَّ خَلْفَهُمْ جَنَّتِ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٢٢﴾
(القرآن، المُجادلة، 58: 22)

”آپ اُن لوگوں کو جو اللہ پر اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں کبھی اُس شخص سے دوستی کرتے ہوئے نہ پائیں گے جو اللہ اور اُس کے رسول (ﷺ) سے دشمنی رکھتا ہے خواہ وہ اُن کے باپ (اور دادا) ہوں یا بیٹے (اور پوتے) ہوں یا اُن

● اتفاق میں برکت ہے: کسی بھی جماعت کے کارکنان کا باہمی اتفاق و اتحاد اُس جماعت کے مقاصد کو حاصل کرنے میں بڑی اہم حیثیت رکھتا ہے۔ اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں اپنے محبوب لوگوں کی یہ خوبی بیان فرمائی کہ وہ ظلم کے خاتمے اور حق کی مدد کیلئے سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح صف بستہ ہو کر جدوجہد کرتے ہیں۔ (289)

● فرقہ بندی سے بچیں: جماعتی عصبیت، تنگ نظری اور دھڑے بندی کسی بھی جماعت کے قیام کے مقاصد کو حاصل کرنے کی بجائے منزل کو مزید دُور کر دیتی ہے۔ اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ ہم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیں اور کسی قسم کے فرقہ بندی میں نہ پڑیں۔ (290) ہر قسم کے امتحان میں سُرخرو ہونے کیلئے کارکنان کا باہمی اتفاق نہایت ضروری ہوتا

کے بھائی ہوں یا اُن کے قریبی رشتہ دار ہوں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اُس (اللہ) نے ایمان ثبت فرما دیا ہے اور اُنہیں اپنی رُوح (یعنی فیضِ خاص) سے تقویت بخشی ہے، اور اُنہیں (ایسی) جنتوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے سے نہریں بہ رہی ہیں، وہ اُن میں ہمیشہ رہنے والے ہیں، اللہ اُن سے راضی ہو گیا ہے اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے ہیں، یہی اللہ (والوں) کی جماعت ہے، یاد رکھو! بیشک اللہ (والوں) کی جماعت ہی مُراد پانے والی ہے۔“

(289) إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقْتَلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَانَهُمْ بُنِينَ مَرَّصُوصًا ﴿٤﴾
(القرآن، الصَّف، 61 : 4)

”بیشک اللہ اُن لوگوں کو پسند فرماتا ہے جو (ظلم کے خاتمے اور حق کی مدد کیلئے) اُس کی راہ میں (یوں) صف بستہ ہو کر لڑتے ہیں گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہوں۔“

(290) وَأَعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا وَاذْكُرُوا اللَّهَ عَلَيْهِمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِنْهَا كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿١٣﴾
(القرآن، آل عمران، 3 : 103)

ہے۔

● حالات کی رو میں نہ بہہ جائیں: اپنے گرد و پیش وقوع پذیر ہونے والے قومی و بین الاقوامی حالات کی رو میں بہہ کر اپنے فرائض کو کبھی مت بھولیں۔ جماعتی نظم کا ادب ہے کہ منشور کو ہمیشہ معروضی حالات پہ فوقیت دی جائے اور اس حوالے سے اپنے رُفقاء کار میں چہ میگوئیاں کر کے بالائی قیادت پر ایسا بے جا دباؤ ہرگز نہ ڈالیں جس سے منشور پہ توجہ کم ہونے کا خدشہ ہو۔ ہر سطح کی قیادت کیلئے لازم ہے کہ وہ معروضی حالات پہ جذباتی قسم کے تبصرے کرنے کی بجائے ایسے حالات میں بھی ہمیشہ اپنی جماعت کے منشور کو مد نظر رکھتے ہوئے رائے دے۔

● فیصلوں کی حکمت سمجھیں: اسی طرح جماعتی نظم کا ایک ادب یہ بھی ہے کہ اگر قیادت کے کسی فیصلے کی حکمت سمجھ نہ آئے تو عوامی مقامات پر یا سوشل میڈیا پر اُسے زیر بحث لانے سے اجتناب کیا جائے۔ بعض اہم قومی معاملات پر قیادت کی خاموشی کی حکمت کبھی فوری سمجھ میں آجاتی ہے اور کبھی دیر بعد سمجھ میں آتی ہے۔ تب جماعتی نظم کو پس پشت ڈال کر تنقید کرنے والے باضمیر کارکنان کو پچھتاوا ہوتا ہے۔

● آزمائش میں استقامت اختیار کریں: حق کی نام لیوا دینی جماعتوں پر باطل گروہوں کی طرف سے آزمائشیں بھی آتی رہتی ہیں۔ جماعتی نظم کے تحت مثالی کارکن وہ ہوتے ہیں جو آزمائش کے وقت بھی ڈٹ کر کھڑے رہتے ہیں اور اپنے رُفقاء کار کو تنہا چھوڑ کر نہیں بھاگ جاتے۔ ایسے موقع پر حضور نبی اکرم ﷺ کی حدیث مبارکہ یاد رکھنی چاہئے کہ اللہ کی تائیدِ اجتماعیت کے ساتھ ہوتی ہے اور الگ

”اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ مت ڈالو، اور اپنے اوپر اللہ کی اُس نعمت کو یاد کرو جب تم (ایک دوسرے کے) دشمن تھے تو اُس نے تمہارے دلوں میں اُلفت پیدا کر دی اور تم اُس کی نعمت کے باعث آپس میں بھائی بھائی ہو گئے، اور تم (دوزخ کی) آگ کے گڑھے کے کنارے پر (پہنچ چکے) تھے پھر اُس نے تمہیں اُس گڑھے سے بچالیا، یوں ہی اللہ تمہارے لئے اپنی نشانیاں کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ تم ہدایت پا جاؤ۔“

آداب زندگی... کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

ہو جانے والوں کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ (29I)

62) قیادت اور کارکنان کے آداب

- دین و دنیا کا کوئی بھی عظیم معاملہ نظم کے بغیر سرانجام نہیں دیا جاسکتا۔ دین اسلام کی تعلیمات ہمیں ہر معاملے میں نظم و ضبط کا درس دیتی ہیں۔ خدمتِ دین کیلئے بھی منظم جدوجہد نہایت ضروری ہے، چنانچہ اس کا پہلا آداب یہ ہے کہ نظم کو پروان چڑھانے کیلئے ایک شخص کو جماعت کا امیر / قائد بنا لیا جائے ہے اور دیگر افراد کارکن بن کر اس کے دست و بازو بن جائیں۔
- کسی بھی دینی جماعت میں خدمات سرانجام دینے والے تمام افراد ایک حیثیت میں اپنے ماتحت افراد کی نسبت سے قائد ہوتے ہیں، جبکہ دوسری حیثیت میں اپنے بالائی افراد کی نسبت سے کارکن ہوتے ہیں۔ ذیلی سطح کی قیادت اپنی بالائی سطح کیلئے کارکن کا درجہ رکھتی ہے، گویا ہر کارکن اپنی سطح پر مقامی قائد بھی ہوتا ہے اور کسی بھی جماعت کا مرکزی قائد اس کا سب سے بڑا کارکن ہوتا ہے۔ اس جماعت کے تمام کارکن اپنے ماتحت کارکنان کے تناظر میں قیادت ہوتے ہیں۔ یوں ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ کے مصداق ہر فرد کو اپنی سطح کے مطابق کلیدی کردار حاصل ہوتا ہے۔

اوصافِ قیادت

- کسی بھی دینی جماعت کا مرکزی قائد / امیر ایسے شخص کو بنایا جائے جو (سیدنا موسیٰؑ کی دُعا کی مثل) نہ

(29I) يَدُ اللَّهِ مَعَ الْجَمَاعَةِ، وَ مَنْ شَدَّ شُدَّ إِلَى النَّارِ

(ترمذی، السنن، رقم الحدیث: 2167)

”اجتماعی وحدت کو اللہ کی تائید حاصل ہوتی ہے، اور جو کوئی جماعت سے جدا ہو گا وہ الگ ہو کر آگ میں چلا جائے

گا۔“

باب نمبر 4: خدمتِ دین کے آداب

صرف اپنے منشور کے حوالے سے شرحِ صدر رکھتا ہو بلکہ ہر موقع پر بلا جھجک دلائل کے ساتھ اپنی بات پیش کرنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہو۔ نیز وہ کارکنان کو جماعت کے منشور کے ساتھ کاربند رکھنے کیلئے وقتاً فوقتاً ان کی حوصلہ افزائی بھی کرتا رہے اور بہتر نتائج کے حصول کیلئے ان کی تربیت اور نگرانی کو کسی موقع پر نظر انداز نہ کرے۔ یہی خوبیاں ہر سطح کی قیادت میں علیٰ حسبِ حال ہونی چاہئیں۔

علم کو فوقیت دیں۔

• کسی بھی دینی جماعت کیلئے ضروری ہے کہ اُس کی ہر سطح کی قیادت علیٰ حسبِ حال ایسے صاحبانِ علم کے ہاتھوں میں ہو جو نہ صرف علومِ اسلامیہ پر دسترس رکھتے ہوں بلکہ جدید دور کے تقاضوں سے بھی بخوبی واقف ہوں؛ اور ترویج و اشاعتِ اسلام کیلئے اپنے دور کے مطابق جدید ذرائع کا بھرپور استعمال کریں۔

خلوص بنیادی شرط ہے۔

• ہر سطح کی قیادت کیلئے ضروری ہے کہ وہ خالص اللہ رب العزت کی رضا کیلئے کام کرے اور دنیاوی نام و نمود کی لالچ سے پاک رہے۔ خلوص اور للہیت کو خدمتِ دین میں بنیادی شرط کی حیثیت حاصل ہے، جس کے بغیر کوئی کاوش نتیجہ نیز نہیں ہو سکتی۔

جذباتی استحکام پیدا کریں۔

• ہر سطح کی قیادت کیلئے جذباتی استحکام بہت ضروری ہوتا ہے۔ بعض اوقات جذبات میں آکر کیا گیا ایک فیصلہ مذہبی جماعتوں کی برسوں کی محنت کو ضائع کر دیتا ہے اور انہیں دوبارہ وہی مقام حاصل کرنے میں ساہا سال لگ جاتے ہیں۔ چنانچہ ہر سطح کی قیادت کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنے مقامی حالات اور اپنی ذمہ داریوں کے اعتبار سے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مشورہ کر کے چلیں۔ کسی معاملے میں جذباتی فیصلہ نہ کریں بلکہ ہمیشہ سوچ سمجھ کر فیصلہ کریں اور کسی بھی اہم معاملے میں فیصلہ کرتے وقت جلد بازی سے باز رہیں۔

آداب زندگی... کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

فیصلہ سازی میں مشاورت سے کام لیں۔

• ہر سطح کی قیادت کو اپنے دائرہ کار کے مطابق تمام امور قرآن مجید کے حکم کے مطابق باہمی مشاورت کے ساتھ سرانجام دینا چاہئیں۔ (292) جب بالائی سطح پر مشاورت کو رواج دیا جائے گا تو لامحالہ ذیلی سطح کی قیادت بھی اُس سے مشاورت کا سبق سیکھے گی؛ اور اُس کے نتیجے میں ہر سطح کے کارکن کا اپنی بالائی سطح کی قیادت پر اعتماد کا رشتہ اُستوار ہو گا۔

• اہم معاملات میں فیصلہ کرتے وقت جلد بازی نہ کریں، فیصلے سوچ سمجھ کر کریں۔ فیصلوں میں طویل المیعاد نتائج پر بھی غور کریں، صرف معروضی حالات کے مطابق نہ چلتے جائیں۔ قیادت کی طرف سے صرف معروضی حالت میں کئے گئے فیصلے جماعتوں کو اپنے منشور سے دُور لے جاتے ہیں، چنانچہ اس سے بچنا چاہئے۔

کارکنان سے اچھا تعلق قائم کریں۔

• ہر سطح کی قیادت کیلئے ضروری ہے کہ وہ خود کو اپنے ماتحت کارکنان سے الگ تھلگ نہ سمجھے، بلکہ خود کو اپنی ٹیم میں سے ہی ایک سمجھے اور انہیں ساتھ لے کر چلے۔ قیادت کو یہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ کارکنان اسی زوال پذیر قوم کے افراد ہیں۔

• ہر سطح کی قیادت کو اپنے ماتحت کارکنان کے ساتھ محبت اور شفقت والا تعلق قائم کرنا چاہئے۔ اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں حضور نبی اکرم ﷺ کو اپنے کارکنان صحابہ کرام کے ساتھ انتہائی مشفقانہ انداز اپنانے کا حکم فرمایا۔ (293) قیادت اگر تُندخُو اور سخت مزاج کی حامل ہو تو کارکنان میں جذبہ

(292) وَأَمْرُهُمْ شُورَى بَيْنَهُمْ

(القرآن، الشوری، 42 : 38)

”اور اُن کا فیصلہ باہمی مشورہ سے ہوتا ہے۔“

(293) وَأَخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٢٩٣﴾

باب نمبر 4: خدمتِ دین کے آداب

قبولیت ماند پڑ جاتا ہے۔ اس لئے اُن کی خطاؤں سے درگزر کرتے ہوئے ہمیشہ اُن کی استقامت کیلئے دُعا گو رہنا چاہئے۔ ہر اہم معاملے میں کارکنان سے مشاورت کر کے چلنے سے اُن کے دل اپنی جماعت کے ساتھ پختہ تعلق اختیار کر لیتے ہیں اور وہ خدمتِ دین کے جذبے سے سرشار ہو کر اپنی جان و مال لٹانے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ (294)

● ہر سطح کی قیادت کو چاہئے کہ وہ اپنے ماتحت کارکنان کو خاص اہمیت دے اور کسی موقع پر انہیں طعن و تشنیع کا نشانہ بنا کر اُن کی دل شکنی نہ کرے۔ اچھے کام پر ہمیشہ اُن کی حوصلہ افزائی کرے اور کمزوریوں کو تباہیوں کی صورت میں غلطی کی نشاندہی کر کے انہیں مزید بہتری کی طرف راغب کرے تاکہ وہ مزید اچھے نتائج کیلئے تندہی اور جانفشانی کے ساتھ محنت جاری رکھیں۔

عقیدت اور عقلیت میں توازن قائم کریں۔

● کم و بیش ہر دینی جماعت میں کچھ کارکنان کافی زیادہ عقیدت پسند ہوتے ہیں، جبکہ کچھ اُن کے برعکس عقل کو عقیدت پر ترجیح دیتے ہیں۔ ہر سطح کی قیادت کو چاہئے کہ وہ نہ صرف انہیں اعتدال و توازن کا

(القرآن، الشعراء، 26 : 215)

”اور آپ اپنا بازوئے (رحمت و شفقت) اُن مومنوں کیلئے بچھا دیجئے جنہوں نے آپ کی پیروی اختیار کر لی ہے۔“

(294) فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ ﴿١٥٩﴾

(القرآن، آل عمران، 3 : 159)

”(اے حبیبِ والا صفات!) پس اللہ کی کیسی رحمت ہے کہ آپ اُن کیلئے نرم طبع ہیں، اور اگر آپ تند خو (اور سخت دل ہوتے تو لوگ آپ کے گرد سے چھٹ کر بھاگ جاتے، سو آپ اُن سے درگزر فرمایا کریں اور اُن کیلئے بخشش مانگا کریں اور (اہم) کاموں میں اُن سے مشورہ کیا کریں، پھر جب آپ پختہ ارادہ کر لیں تو اللہ پر بھروسہ کیا کریں، بیشک اللہ توکل والوں سے محبت کرتا ہے۔“

آداب زندگی... کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

درس دے بلکہ خود بھی اُس کا عملی مظاہرہ کرے۔

• کارکنان کو یہ بات سمجھنی چاہئے کہ عقیدت کا اصل مقام دل میں ہے، جبکہ عقل کا مقام دماغ ہے، جس سے سوچ سمجھ کر فیصلے کرنا ہوتے ہیں۔ ہر جماعت اپنے انداز سے خدمتِ دین کی حکمتِ عملی بناتی ہے۔ ایسے اہم فیصلوں کے دوران اگر دماغ کی بجائے دل کی سنیں تو جماعتی نظم برباد بھی ہو سکتا ہے۔

• سوشل میڈیا عقیدت کی نہیں بلکہ عقلیت کی جگہ ہے، جہاں ہر بات دلیل کی زبان میں کرنی چاہئے۔ کسی بھی جماعت کے کارکنان کو سوشل میڈیا پر اپنی قیادت کے ساتھ محبت و عقیدت کا ایسا بے جا اظہار نہیں کرنا چاہئے جس کی وجہ سے عقل و دانش کے ساتھ دعوتِ عمل دینے والے کارکنان کو مشکلات پیش آنے لگیں۔

• ہر سطح کی قیادت کیلئے ضروری ہے کہ وہ عقیدت کی بجائے عقل کو فوقیت دینے والے کارکنوں کے اخلاص میں نہ خود شک کرے اور نہ عقیدت کا غلبہ رکھنے والوں کو ایسا کرنے دے۔ دینی تنظیموں اور جماعتوں کو کامیابی کی طرف لے جانے والے وہ افراد ہوتے ہیں جو ہر وقت محض عقیدت کے اظہار میں مگن رہنے کی بجائے عقیدت کو صرف اپنے دل میں جگہ دیتے ہیں، جبکہ خدمتِ دین کے تقاضوں کو پورا کرتے وقت ہمیشہ فہم و فراست سے کام لیتے ہیں۔

• مقامی قیادت کو بھی علیٰ حسبِ حال معاملہ فہم ہونا چاہئے اور عقیدت مندوں کی خوشامد سے بچنا چاہئے۔ ایسا اس لئے بھی ضروری ہے کہ خوشامدی طبقہ دوسروں کے خلاف کان بھر کر اُن کی ذہن سازی نہ کر سکے، جس کے نتیجے میں عموماً مقامی سطح پر گروہ بندی اور تنظیمی جھگڑوں کی فضا قائم ہوتی ہے۔

عمومی آداب

• دین کی خدمت کیلئے وقف رضا کاران کو چاہئے کہ خدمتِ دین کی توفیق کو محض اللہ رب العزت کی عطاء سمجھیں اور اُس کے حضور میں ہمیشہ احساسِ تشکر سے لبریز رہیں۔ دین کی خدمت کو اپنا ذاتی کمال سمجھنا

باب نمبر 4: خدمتِ دین کے آداب

بندے کو شیطان کے راستے پر لے جاتا ہے اور یہ دین سے پھر جانے کے مُترادف ہے۔ بلاشبہ اللہ رب العزت اس بات پر قادر ہے کہ وہ خدمتِ دین کا فریضہ کسی اور سے لینا شروع کر دے اور اس پر اترانے والے خالی ہاتھ رہ جائیں۔ (295)

● اپنی بالائی قیادت کی بصیرت پہ اعتماد رکھیں اور نظمِ جماعت کے تقاضے کے طور پر اُس کا ہر حکم بجالائیں۔ قیادت کی خطاؤں سے حتیٰ الامکان صرفِ نظر کریں۔ انسانوں کی قیادت انسان ہی کیا کرتے ہیں، چنانچہ اپنی قیادت کو بھی انسان ہونے کے ناتے خطا کا پتلا جائیں۔ عقیدت مندی اپنی جگہ مگر اپنی اپنی جماعتوں کے قائدین کو انبیائے کرام کی طرح معصوم قرار دینا قطعی جائز نہیں۔ اس انتہا درجے کی عقیدت سے بعد آزاں مایوسی پیدا ہوتی ہے۔

● خواہ کوئی رضا کار کسی بھی سطح پر کتنا ہی اہم فریضہ سرانجام دے رہا ہو وہ کبھی خود کو دوسروں سے زیادہ اہم نہ سمجھے، بلکہ اپنی ٹیم میں شامل دیگر کارکنان کو بھی اہمیت دیں اور اُن کے خلوص کو کبھی پامال نہ ہونے دیں۔

(295) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهَ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ ۗ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعْرَٰةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ۗ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿٥٤﴾
(القرآن، المائدہ، 5 : 54)

”اے ایمان والو! تم میں سے جو شخص اپنے دین سے پھر جائے گا تو عنقریب اللہ (اُن کی جگہ) ایسی قوم کو لائے گا جن سے وہ (خود) محبت فرماتا ہو گا اور وہ اُس سے محبت کرتے ہوں گے، وہ مؤمنوں پر نرم (اور اُن) کافروں پر سخت ہوں گے (جو اسلام کے خلاف ظلم و عداوت سے کام لیتے ہیں)، اللہ کی راہ میں (خوب) جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے خوفزدہ نہیں ہوں گے۔ یہ (تعمیری کردار) اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور اللہ وسعت والا (ہے) خوب جاننے والا ہے۔“

آداب زندگی... کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

- اپنے سے بالائی سطح کی قیادت کے فیصلوں کو دل سے تسلیم کریں اور اپنے ذمہ لگائے جانے والے تمام اُمور کو شبانہ روز محنت کے ساتھ بروقت مکمل کریں۔

63) میٹنگ کے آداب

- دعوت و تبلیغ دین کیلئے بننے والی جماعتوں کی تنظیمی زندگی میں ہر قسم کے فیصلے اسلام کی عطا کردہ اصولِ مشاورت کے تحت ہوتے ہیں، جس کیلئے گاہے بگاہے میٹنگ کی ضرورت پڑتی رہتی ہے۔ اسی طرح اہداف کے تعین اور کارکردگی کی جانچ کیلئے بھی میٹنگ بہت ضروری ہوتی ہیں۔ ذیل میں ایسے آداب پیش کئے جا رہے ہیں جن کا خیال رکھنا ایک اچھی میٹنگ کیلئے ضروری ہے۔

میٹنگ صرف واضح مقصد کے ساتھ بلائیں۔

- اس بات کو یقینی بنائیں کہ میٹنگ کا مقصد مبہم نہ ہو۔ یعنی اگر آپ میٹنگ سے پہلے اور اس کے بعد کے حالات میں کچھ فرق دیکھنا چاہتے ہیں تو آپ کو میٹنگ سے قبل ان سوالوں کے جواب معلوم ہونے چاہئیں:

1. کیا یہ میٹنگ ضروری ہے؟
 2. کیا اس میٹنگ کا مقصد محض معلومات اکٹھی کرنا ہے؟
 3. کیا اس میٹنگ میں کسی خاص حوالے سے کوئی فیصلہ کرنا ہے؟
 4. کیا یہ میٹنگ کسی معاملے کی صورت حال میں بہتری لانے کیلئے ہے؟
- اگر ان میں سے کوئی ایک بھی صورت ہو تو میٹنگ بلائی جاسکتی ہے۔

میٹنگ کیلئے بھرپور تیاری کریں۔

- میٹنگ میں اُن افراد کی حاضری کو یقینی بنائیں جن کا ایجنڈے سے کسی بھی طرح کا کوئی تعلق ہو۔
- میٹنگ سے قبل ایجنڈا اپوائنٹمنٹس کے مطابق شرکاء کو فراہم کی جانے والی تمام معلومات تیار کر لیں۔
- میٹنگ کے اہداف کی مختصر وضاحت تیار کر لی جائے تو خاطر خواہ فائدہ ہو سکتا ہے۔
- میٹنگ کیلئے ایسی جگہ کا انتخاب کریں جہاں تبادلہ خیالات میں آسانی ہو۔ سکرین ڈسپلے کی موجودگی میں پریزنٹیشن دینے میں آسانی ہوگی، اسی طرح UPS کی موجودگی کی صورت میں لوڈ شیڈنگ کے دوران بھی میٹنگ کو جاری رکھنا ممکن ہوگا۔
- میٹنگ کیلئے ایسا مناسب وقت رکھیں جب تمام شرکاء کیلئے بروقت پہنچنا ممکن ہو۔
- میٹنگ کیلئے حسبِ ضرورت ضروری اشیاء کاغذ، قلم، مائیک، سکرین ڈسپلے اور پینے کے پانی کی بوتلوں کا انتظام بھی کر لینا چاہئے۔

ایجنڈا بروقت بھجوائیں۔

- کسی بھی میٹنگ کی کامیابی کیلئے سب سے اہم شے ایجنڈا ہوتی ہے۔ چنانچہ میٹنگ کا ایجنڈا بروقت شرکاء کو بھجوادیا جائے، تاکہ تمام شرکاء اُس کے مطابق تیاری کر کے آئیں۔
- میٹنگ کی کامیابی کیلئے ایجنڈا کے ساتھ واضح طور پر میٹنگ کا مقام اور میٹنگ کے آغاز و اختتام کا وقت بھی لکھا ہونا چاہئے۔

شرکاء کی تعداد کم رکھیں۔

- شرکاء کی تعداد کو محدود رکھنے سے میٹنگ زیادہ نتیجہ خیز ثابت ہوتی ہے۔ چنانچہ صرف اُنہی افراد کو میٹنگ میں بلائیں جن کی موجودگی اُس ایجنڈا کی مناسبت سے ضروری ہو۔ مثلاً اگر میٹنگ مالی امور کے

آداب زندگی... کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

سلسلے میں وسائل کی فراہمی کیلئے کی جا رہی ہو تو اُس میں سول انجینئر کو بلانا غیر ضروری ہو سکتا ہے۔

- میٹنگ میں غیر متعلقہ افراد کو بلانے کی صورت میں وہ اکتاہٹ محسوس کریں گے، جس سے میٹنگ کے ماحول پر منفی اثر پڑے گا؛ یعنی اُن کے آنے سے فائدے کی بجائے اُلٹا نقصان ہو گا۔

موبائل فون بند رکھیں۔

- میٹنگ کے دوران تمام شرکاء اپنا موبائل فون بند رکھیں، اگر آن رکھنا بہت ضروری ہو تو کم از کم اُس کی بیل ضرور آف رکھیں تاکہ میٹنگ کے دوران فون آنے کی صورت میں دیگر شرکاء متاثر نہ ہوں۔

بروقت آغاز و اختتام کریں۔

- میٹنگ کیلئے ہمیشہ وقت کی پابندی کریں۔ اگر آپ میٹنگ منعقد کروانے کے ذمہ دار ہیں تو خود آپ کا وقت پر پہنچنا بہت ضروری ہے۔ اگر صدر مجلس یا سیکرٹری ہی طے شدہ وقت کی بجائے تاخیر سے پہنچیں تو اُس کا شرکاء پر بہت برا اثر پڑتا ہے۔ ایسی میٹنگ سے مطلوبہ اہداف حاصل نہیں کئے جاسکتے۔ چنانچہ ضروری ہے کہ آپ سب سے پہلے میٹنگ میں موجود ہوں تاکہ میٹنگ کے امور پر آپ کی گرفت برقرار رہے اور میٹنگ کے بہترین نتائج حاصل کر سکیں۔

- میٹنگ ہمیشہ وقت پر شروع کریں اور وقت پر ختم بھی کر دیں، تاکہ شرکاء واپس جا کر اپنے ذمہ دیگر امور نمٹا سکیں اور آئندہ بھی میٹنگ کیلئے بر وقت آتے رہیں۔ اگر میٹنگ بر وقت شروع نہ ہو تو وقت پر پہنچنے والے شرکاء کی دلچسپی کم ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اگر میٹنگ بہت زیادہ طویل ہو جائے تو بھی شرکاء کی دلچسپی کم ہو جاتی ہے اور وہ میٹنگ میں آنا چھوڑ دیتے ہیں۔

- عموماً میٹنگ کا ابتدائی گھنٹہ گزرنے کے بعد شرکاء میں وہ چستی نہیں رہتی جو شروع میں ہوتی ہے۔ چنانچہ ابتدائی وقت دیگر لوگوں کے انتظار میں ضائع کرنے کی بجائے عین وقت پر تلاوت اور نعت سے میٹنگ کا آغاز کر دینا چاہئے اور اُس کے فوری بعد ایجنڈا کا آغاز ہو جانا چاہئے۔

باب نمبر 4: خدمتِ دین کے آداب

- بہت زیادہ طویل میٹنگ سے اجتناب کریں۔ اگر ایجنڈا زیادہ طویل ہو تو اسے مختلف نشستوں میں تقسیم کر کے درمیان میں وقفہ ضرور رکھیں تاکہ شرکاء تازہ دم ہو کر میٹنگ میں اچھے طریقے سے حاضر و ماغ رہ سکیں۔ اسی طرح ایک ہی نشست میں کی جانے والی طویل میٹنگ کے دوران چائے کا وقفہ شرکاء کو تازہ دم رکھ سکتا ہے۔

نئے شرکاء کا تعارف کروائیں۔

- اگر میٹنگ کے شرکاء میں کوئی نیا چہرہ شامل ہو تو ایجنڈا پیش کرنے سے پہلے صاحبِ صدر تمام شرکاء سے اُن کا تعارف کروائیں اور اُن کے اُس میٹنگ میں شریک ہونے کا سبب بھی بیان کریں، کیونکہ میٹنگ کا مقصد تبھی پورا ہو گا جب اجنبیت ختم ہوگی اور شرکاء کھل کر بات چیت کر سکیں گے۔

صرف ایجنڈا پر گفتگو کریں۔

- سب سے پہلے صاحبِ صدر میٹنگ کا مقصد بیان کر کے اُس کا آغاز کریں اور پھر باری باری تمام ایجنڈا پوائنٹس کو بحث کیلئے پیش کریں۔
- شرکاء صاحبِ صدر کی اجازت کے بغیر گفتگو نہ کریں۔ کسی معاملے میں رائے دینے کیلئے ہاتھ بلند کر کے صاحبِ صدر سے اجازت لیں اور صرف اجازت ملنے کی صورت میں ہی بات کریں۔
- میٹنگ کے آداب کا تقاضا ہے کہ شرکاء آپس میں براہِ راست مخاطب نہ ہوں۔ کسی کی رائے سے اختلاف کی صورت میں بھی صرف صدرِ مجلس سے مخاطب ہو کر جواب دینا چاہئے۔
- صاحبِ صدر کو چاہئے کہ وہ ایجنڈا سے ہٹ کر ہونے والی گفتگو کو فوری روکیں اور شرکاء کی توجہ صرف ایجنڈا پر ہی مرکوز رکھیں۔ اگر بات ایجنڈا سے دُور جا رہی ہو تو شرکاء کو احساسِ دلائیں کہ اس میٹنگ میں کئی افراد موجود ہیں اور یہ بات اُن سے متعلق نہیں، لہذا اُن سب کا قیمتی وقت ضائع نہ کریں۔
- شرکاء کو چاہئے کہ وہ زبانی آراء دینے کے بعد حسبِ ضرورت اپنی آراء تحریری طور پر بھی جمع کروادیں

تاکہ ان کا پیش کردہ کوئی اہم نکتہ میٹنگ کی تحریری کارروائی کا حصہ بننے سے رہ نہ جائے۔

اعداد و شمار اور حقائق پیش کریں۔

- میٹنگ کے دوران ایجنڈا کی مناسبت سے کارکردگی پیش کرنے کیلئے حقائق اور اعداد و شمار پیش کرنے سے میٹنگ کی افادیت میں اضافہ ہوتا ہے اور شرکاء کی دلچسپی بھی بڑھ جاتی ہے۔ اگر ممکن ہو تو متعلقہ افراد کو پابند کریں کہ وہ باقاعدہ پریزنٹیشن بنا کر سکرین پر دکھائیں، تاکہ شرکاء بہتر طریقے سے سمجھ سکیں اور اُس کے نتیجے میں کسی اچھے فیصلے تک پہنچا جاسکے۔

اہم سنگِ میل عبور کرنے پر حوصلہ افزائی

- صاحبِ صدر کو چاہئے کہ وہ میٹنگ کے بہتر نتائج حاصل کرنے کیلئے شرکاء کی حوصلہ افزائی کریں۔ ایسا اس لئے بھی ضروری ہے کہ تمام شرکاء ذہنی طور پر میٹنگ میں موجود رہیں اور انہیں میٹنگ میں ہونے والے فیصلوں میں حصہ دار بنایا جائے۔
- میٹنگ میں پیش کردہ حقائق کے دوران جب کسی طے شدہ ہدف کے مطابق کوئی اہم سنگِ میل عبور کیا گیا ہو تو صدرِ مجلس کو چاہئے کہ اُس موقع پر کارکنان کی خوب حوصلہ افزائی کرے تاکہ ان کے جذبے بلند رہیں اور وہ آئندہ پہلے سے بھی بڑھ کر اچھے نتائج کیلئے کوشش کرتے رہیں۔ ایسے موقع پر اگر کسی قسم کی کوئی کوتاہی سامنے آ بھی جائے تو اُس سے درگزر کرنا چاہئے۔ خوشی کے ایسے موقع پر اصلاح ضروری بھی ہو تو نرم انداز میں کی جائے تاکہ کارکنان کے جذبات کو ٹھیس نہ پہنچے۔

- میٹنگ کے دوران کسی کی ادھوری بات کاٹ کر غلط مطلب اخذ کرنا، پوری بات سُننے بغیر رائے قائم کر لینا، صرف ایک فریق کی بات سُن کر دوسرے کی سُننے بغیر اُس کے خلاف رائے قائم کر لینا، اپنا معاملہ پہلے پیش کرنے والے کو ہی دُرست سمجھنا اور بعد والے کو غلط قرار دینا، ایسے امور قطعی غیر دانشمندانہ رویے ہیں۔ ہمیشہ اعتدال اور توازن سے کام لیں اور دوسروں کو بھی اسی کا درس دیں۔ کسی کمزوری

باب نمبر 4: خدمتِ دین کے آداب

کو تاہی کی صورت میں تنخواہوں کا طعنہ ٹیم کا مورال پست کر سکتا ہے، اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔

فیصلہ جات پر عملدرآمد کو یقینی بنائیں۔

- میٹنگ کی کارروائی لکھنے کیلئے کسی فرد کو ذمہ دار بنایا جائے، جو مختصر نکات کی صورت میں لکھتا رہے اور بعد ازاں مناسب جملے بنا کر کارروائی کو جاری کروا سکے۔
- اہمیت کے پیش نظر کسی اختلافی نوٹ کو کارروائی سے حذف نہ کیا جائے۔
- فیصلہ جات میں واضح لکھا جائے کہ ”کس نے کیا کرنا ہے“ اور ”کب تک کرنا ہے“۔
- میٹنگ کی کارروائی جلد جاری کی جائے تاکہ فیصلہ جات پر عملدرآمد کو یقینی بنایا جاسکے۔
- فیصلہ جات پر عملدرآمد کو یقینی بنانے کیلئے کسی فرد کی ذمہ داری لگائی جائے کہ وہ جس کے ذمہ جو کام جتنے وقت میں کرنا طے پایا ہو اسی حساب سے سب کے ساتھ رابطہ کر کے بروقت عملدرآمد کو یقینی بنا سکے۔

مشاورت کے آداب پر عمل کریں۔

- جس حد تک ممکن ہو اہم کاموں میں اپنی ٹیم کے ساتھ مشورہ کیا کریں اور جب مشاورت کے نتیجے میں پُختہ ارادہ کر لیں تو اللہ رب العزت پر بھروسہ کیا کریں۔ (296)
- مشاورت کے دوران اکثریتی آراء سے فیصلہ کریں۔ اگر دونوں طرف کی آراء برابر ہو جائیں تو صاحبِ صدر اپنا ووٹ استعمال کر کے فیصلہ کر سکتے ہیں۔
- اگر صاحبِ صدر کسی بہت ناگزیر معاملے میں آنے والی اکثریتی آراء کو خلافِ حکمت سمجھیں تو اُس

(296) وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ

(القرآن، آل عمران، 3: 159)

”اور (اہم) کاموں میں اُن سے مشورہ کیا کریں، پھر جب آپ پُختہ ارادہ کر لیں تو اللہ پر بھروسہ کیا کریں۔“

معاملے کی وضاحت کر کے دوبارہ رائے شماری کروا سکتے ہیں۔ اسی طرح حسبِ ضرورت کسی اہم معاملے پر رائے شماری کو مزید معلومات اکٹھی ہونے تک کیلئے مؤخر بھی کیا جاسکتا ہے۔

- مشاورت کے دوران اپنی باری کا انتظار کریں اور صدرِ مجلس سے اجازت لے کر اپنی رائے دیں۔
- مشاورت کے دوران اپنی رائے دیتے وقت غیبت سے اجتناب کریں اور اُس موقع پر دوسروں کی کمزوریاں نہ گنوائیں۔
- کسی کے نامناسب مشورے کی صورت میں اُس کا مذاق نہ اڑائیں اور نہ دوسروں کو اڑانے دیں۔
- دوسرے کی رائے کو یکسر رد کرنے کا انداز میٹنگ کے ماحول کو خراب کر سکتا ہے، چنانچہ دوسروں کی رائے پر تبصرہ کرنے کی بجائے متبادل آپشن کے طور پر اپنی رائے پیش کریں۔
- مشاورت کے دوران خلوصِ دل کے ساتھ اپنی اختلافی رائے ضرور دیں، تاہم فیصلے کے بعد کسی بھی موقع پر اختلاف کا اظہار نہ کریں۔ اکثریتی فیصلے پر خلوصِ دل کے ساتھ یوں عملدرآمد کریں جیسے وہ آپ کا اپنا فیصلہ ہو۔
- تمام شرکاء کے دل میں اختلافِ رائے کی برداشت ہونی چاہئے۔ مشاورت کے دوران اگر آپ کی رائے نہ مانی جائے تو ناراض نہ ہوں، بلکہ اکثریتی رائے کا احترام کریں۔
- مشاورت کا ایک ادب یہ بھی ہے کہ اُس دوران ہونے والی بات چیت کو امانت سمجھا جائے اور میٹنگ کے بعد باہر نکل کر اختلافِ رائے کا اظہار نہ کیا جائے، ورنہ فتنہ پیدا ہو سکتا ہے۔
- تمام شرکاء کو چاہئے کہ وہ مشاورت کے بعد طے پانے والے پروگرام پر عملدرآمد کو یقینی بنائیں، حتیٰ کہ دورانِ مشاورت اختلاف کرنے والے شرکاء بھی اُس پروگرام پر دل و جان سے عمل کریں۔
- اگر آپ کے مخلصانہ مشورے کی حکمت کو دیگر کارکنان نہ سمجھ پائیں حتیٰ کہ آپ کا مذاق اڑائیں تب بھی دل گرفتہ ہو کر اُن سے الگ نہ ہو جائیں، بلکہ مخلصانہ طور پر ہمیشہ ہر مشکل میں اُن کا ساتھ دیں۔ ممکن

ہے کہ آئندہ کسی موقع پر انہیں آپ کی نصیحت کی ضرورت پڑ جائے۔

• اُس بوڑھے کبوتر کی کہانی ہم میں سے اکثر نے بچپن میں سُن رکھی ہے جو اپنے ساتھیوں کے ساتھ اڑا جا رہا تھا۔ نیچے کھیت میں دانہ دیکھ کر سب کبوتر نیچے اترنے لگے۔ اُس نے بہت روکا مگر انہوں نے نہ مانی۔ اُس نے اُن کا ساتھ نہ چھوڑا اور وہ بھی اُن کے ساتھ ہی نیچے اتر آیا۔ وہ سب شکاری کے پھیلانے ہوئے جال میں پھنس گئے۔ جب بوڑھے کبوتر نے دیکھا کہ ہم جال میں پھنس چکے ہیں تو سب ساتھیوں کو مل کر اُڑنے کا مشورہ دیا، یوں وہ مل کر جال کو لے اُڑے اور وہاں سے کافی دُور جا کر نیچے اترے، جہاں اُس بوڑھے کبوتر کے دوست چوہے نے جال کو کتر کر انہیں آزاد کر دیا۔

• اگر وہ بوڑھا کبوتر اپنی بات نہ ماننے والے نوجوان جذباتی کبوتروں کے ساتھ کھیت میں نہ اترتا تو پھنس جانے کے بعد انہیں بچا بھی نہ پاتا۔ یہ کہانی ہمیں یہ سبق بھی دیتی ہے کہ ہمیں دُوسروں کی نامعقول رائے کا بھی احترام کرنا چاہئے، اپنے مشورے کا مذاق اُڑانے والے رُفقاءِ کار کے ساتھ بھی ہمیشہ مخلصانہ رویہ رکھنا چاہئے اور مشکل وقت میں اُن کے کام آنا چاہئے۔

مصادر ومراجع

1. القرآن الحكيم
2. صحيح بخارى
3. صحيح مسلم
4. سنن ابى داؤد
5. سنن ترمذى
6. سنن ابن ماجه
7. مسند امام احمد بن حنبل
8. مؤطا امام مالك
9. صحيح ابن حبان
10. مصنف عبدالرزاق
11. سنن الدارمى
12. الأدب المفرد للبخاري
13. العجم الكبير للطبرانى
14. شعب الإيمان للبيهقي
15. مسند الشهاب للقضاعي
16. جامع بيان العلم وفضله
17. الفردوس بمأثور الخطاب
18. مجمع الزوائد
19. جامع الأحاديث للسيوطي
20. الجامع الصغير للسيوطي
21. فتح البارى شرح صحيح البخارى
22. روح المعانى

MOBILE APPS OF MQI

(SCAN QR CODE TO INSTALL)

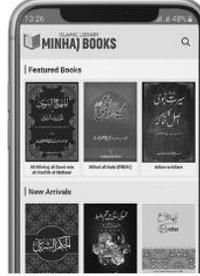
IRFAN-UL-QURAN



**MINHAJ
ISLAMIC ENCYCLOPEDIA**



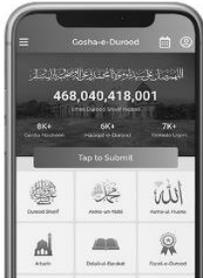
MINHAJ BOOKS



MINHAJ TV



GOSHA-E-DUROOD



THE FATWA



VISION



BOOKS STORE



POWERED BY MINHAJ INTERNET BUREAU - MIB

<https://www.WWWW.MINHAJ.ORG> 7-181-7794

ملنے کے پتے

- 0335-219 9191 -1 منہاج القرآن پہلی کیشنز، چیئرمین جی روڈ، اردو بازار لاہور
- 0309-741 7163 -2 مرکزی سیل سنٹر منہاج القرآن، 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور
- 0324-4888444 -3 کھوکھر بک ڈپو، المدینہ روڈ مین مارکیٹ ٹاؤن شپ لاہور
- 0321-450 7117 -4 سلہریا بک سنٹر، پنجاب اسکول، سیکٹر CI ٹاؤن شپ لاہور
- 0321-662 6668 -6 مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرگ اے بغدادی جامع مسجد فیصل آباد
- 0301-707 9151 -7 پرنٹ ماسٹر، مدینہ سنٹر سلیمی چوک فیصل آباد
- 0300-676 5191 -8 بھٹی سیل سنٹر، فتح پور روڈ چوک اعظم، لیہ
- +91-98989 63623 -9 منہاج پہلی کیشنز، انڈیا
- +44 20 8257 1786 -10 منہاج بک شاپ لندن، برطانیہ
- +33 1 4836 2929 -11 منہاج القرآن اسلامک سنٹر پیرس، فرانس
- +47 22 19 19 83 -12 منہاج القرآن اسلامک سنٹر اوسلو، ناروے
- +1 201 641 2200 -13 منہاج القرآن ایجوکیشنل سنٹر نیو جرسی، امریکا



تقریظ

پروفیسر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری

(صدر منہاج القرآن انٹرنیشنل و ڈپٹی چیئرمین بورڈ آف گورنرز منہاج یونیورسٹی لاہور)

دین اسلام زندگی کے تمام پہلوؤں میں اصولی رہنمائی عطا کرتا ہے۔ اس کا مقصد انسانیت کیلئے اعلیٰ اخلاق و کردار کا حصول ہے۔ اللہ رب العزت نے نبی آخر الزماں ﷺ کو جزیرہ نما عرب میں مبعوث فرمایا تو آپ ﷺ نے محض 23 سالہ جدوجہد سے اپنی جاہلیت پر فخر کرنے والی قوم کو اعلیٰ ترین اخلاق سے یوں مزین فرمایا کہ وہ پورے کربار کی بہترین اور آرفع قوم بن گئی۔

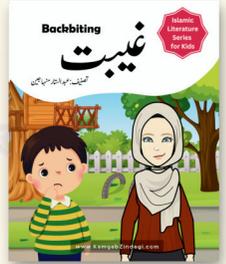
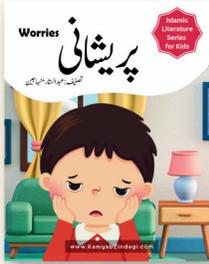
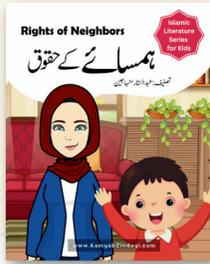
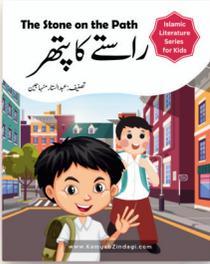
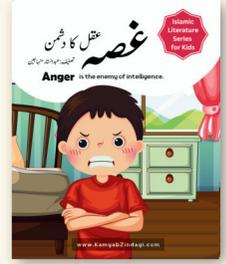
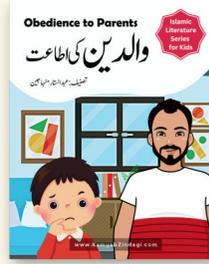
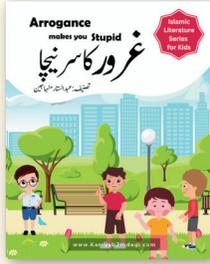
پاکستان قدرتی وسائل سے مالا مال ہونے کے باوجود ترقی کی دوڑ میں ایک پسماندہ ملک ہے، جس کی بڑی وجہ پاکستانی قوم کا اپنے اخلاق و کردار میں دوسری قوموں سے بہت پیچھے ہونا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پہلے ہم قدرت کے عطا کردہ وسائل بے دریغ ضائع کرتے رہتے ہیں اور پھر اُس کے بعد مدد کیلئے دوسری قوموں کے آگے ہاتھ پھیلاتے رہتے ہیں۔ ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ ترقی کیلئے صرف دولت یا وسائل کافی نہیں ہوتے بلکہ کسی بھی قوم کی ترقی اُس کے بلند اخلاق و کردار سے شروع ہوتی ہے، اور معاشی خوشحالی اس کے بعد آتی ہے۔

محترم عبدالستار منہاجین نے ”63 آداب زندگی“ کے نام سے ایک جامع کتاب لکھی ہے۔ کتاب کے چیدہ چیدہ مقامات پر نظر ڈالنے سے محسوس ہوتا ہے کہ فاضل مصنف نے اس کتاب میں انفرادی و معاشرتی زندگی کے کم و بیش تمام پہلوؤں سے متعلق آداب کو یکجا کر دیا ہے۔ اس موضوع پر معدودے چند کتابیں دستیاب ہیں، جو پچھلی صدی میں لکھی گئی تھیں۔ اس کتاب میں دور جدید میں پیش آنے والے معاملات سے متعلق آداب بھی شامل ہیں جو اس موضوع پر لکھی گئی دیگر کتب میں دیکھنے کو نہیں ملتے۔ موجودہ سوشل میڈیا کے دور میں ایسی کتاب کی ضرورت تھی جو نئی نسل کو اچھے اخلاق و کردار کی طرف رہنمائی فراہم کر سکے۔ ہمارے معاشرے میں بچوں کی تربیت سے متعلق لٹریچر کی کمی ہے، فاضل مصنف نے اس کمی کو پورا کرنے کی سعی کی ہے۔ یہ کتاب آسان الفاظ میں لکھی گئی ہے کہ بچے خود پڑھ کر سمجھ سکتے ہیں۔ والدین اپنے بچوں کو پڑھانے سے پہلے خود پڑھیں اور اپنی شخصیت میں وہ تبدیلی لائیں تاکہ بچے والدین سے متاثر ہو کر خود کو تبدیل کرنے پر آمادہ ہوں۔

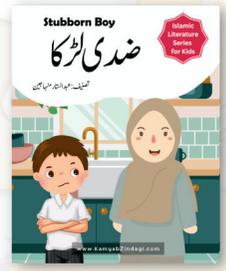
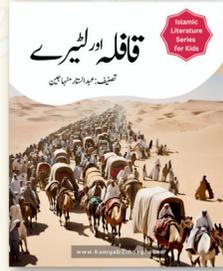
اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ محترم عبدالستار منہاجین کی اس خدمت کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور انہیں خصوصی برکات سے نوازے۔

آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ
(حسین محی الدین قادری)

بچوں کی بہترین تربیت کیلئے دلچسپ کہانیاں



SPECIAL OFFER



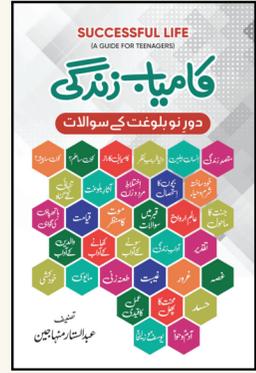
عبدالستار منہاجین کے قلم سے لکھی ہوئی کہانیاں
حاصل کرنے کیلئے واٹس ایپ پر رابطہ کریں۔



بچوں کی بہترین تربیت کیلئے عبدالستار منہاجین کی کتابوں کا پیکیج

کامیاب زندگی دورِ نوبل و غت کے سوالات

اگر آپ کا بچہ ہر معاملے میں بحث و تکرار کرتا ہے اور کسی کی نہیں مانتا... اگر وہ اپنے اساتذہ کو بھی لاجواب کر دیتا ہے... اگر وہ تجسس پسند ہے اور بری صحبت میں بگڑ جانے کا خدشہ ہے تو یہ کتاب اسی کیلئے ہے۔



63 آدابِ زندگی کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

بچوں کی تعلیم پر لاکھوں روپے خرچ کرنے والے والدین اکثر یہ شکوہ کرتے ہیں کہ بچے ان کا ادب نہیں کرتے۔ بچوں کی تربیت کیلئے اس کتاب کو نصاب میں شامل کیا جائے تو یہ شکوہ ختم ہو سکتا ہے۔



اسلام کے 5 ستون 5 سے 12 سال کے بچوں کیلئے

رنگ بھرنے، نقطے ملانے اور راستہ تلاش کرنے کے ساتھ ساتھ بچے کھیل ہی کھیل میں اسلام کی بنیادی تعلیم حاصل کر لیں گے۔ پڑھنے کا شوق نہ رکھنے والے بچے بھی کھیلتے کھیلتے سوالوں کے جواب تلاش کرنے کیلئے پڑھنے لگیں گے۔

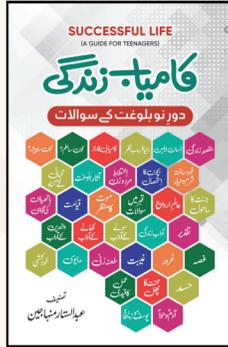


گھر بیٹھے بذریعہ ڈاک حاصل کریں۔

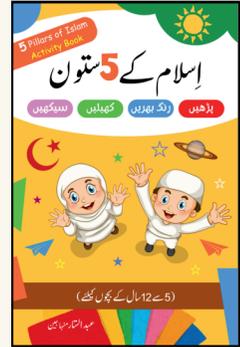
بچوں کی بہترین تربیت کیلئے عبدالستار منہاجین کی کتابوں کا پیکیج



1500 روپے



1200 روپے



400 روپے

SPECIAL OFFER

~~3100 روپے~~

تینوں کتابوں کا سیٹ

صرف 2500 روپے ایڈوانس میں

گھر بیٹھے بذریعہ ڈاک حاصل کریں۔

کیش آن ڈیلیوری: 2675 روپے



0327-1817794

ابھی رابطہ کیجئے

www.kamyabzindagi.com